قاضی اہلسنت حضرت علامہ

مولانا مفتی **قاضی فضل احمد** نقشبندی

مجددی لدھیانوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ

- **حالاتِ زندگی**
- **ردِ قادیانیت**

# حالات زندگی

قاضی اہلسنت حضرت علامہ مولانا مفتی قاضی فضل احمد نقشبندی حنفی لودھیانوی رحمۃ اللہ علیہ راجپوت کے ایک ممتاز عالم دین تھے۔ شاہ پور ضلع گورداسپور میں پیدا ہوئے، حصول علم کے بعد محکمہ پولیس میں بطور کورٹ انسپکٹر مقرر ہوئے، ۱۹۶۰ء میں گورداسپور سے لودھیانہ آئے اور اسی کو آپ نے اپنا وطن ثانی بنایا، یہیں شادی وقیام رہا، ساری زندگی قادیانیوں، غیر مقلدوں اور وہابیوں سے معرکہ آرائی رہی۔

(تفصیلی حالات معلوم نہ ہو سکے)

## تصانیف

۱۔ "انوار آفتاب صداقت" (سن تصنیف ۱۳۲۷ھ)

ردِّ وہابیہ "اسمٰعیلیہ دیوبندیہ" (مبسوط)

۲۔ "میزان الحق" (سن تصنیف 1892ء)

۳۔ "مفید النساء" (1884ء)

٤۔ "گفتگو جمعہ" (1892ء)

۵۔ "فضل الوحید فی اثبات التوحید" ردِّ وہابیہ

٦۔ "ازالۃ الریب عن مبحث علم الغیب" (ردِ جھے)

۷۔ "الامامۃ بالعمامۃ والصلٰوۃ بالمروحۃ" (۱۳۳۹ھ)

۸۔ "الدر المکنون فی دعا دفع الطاعون" (۱۳۳۶ھ)

۹۔ "عہدہ پولیس کی ملازمت سنت وحلال ہے۔" (۱۳۳۰ھ)

۱۰۔ ''**افتتاح الهدایت**'' ردِّ شیعہ (۱۳۳۱ھ)

۱۱۔ ''**خالص حمیت الاسلام**'' ردِّ وہابیہ (۱۳۳۲ھ)

۱۲۔ ''**اطلاع حالات واهیه فرقه گاندهویه وهابیه**'' (۱۳۳۳ھ)

۱۳۔ ''**آه صدآه ابن سعود نجدی ظالم**'' (۱۳۴۳ھ)

## اقتباسات

۱۔ ''**انوار آفتاب صداقت**'': قاضی صاحب مرحوم اس کتاب کا آغاز یوں کرتے ہیں:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَهٗ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ امابعد عرض کرتا ہے خاکسار ذرہ بے مقدار احقر عباد اللہ الصمد قاضی فضل احمد عفی اللہ تعالیٰ عنہ سنی حنفی نقشبندی مجددی صادق کوٹ انسپکٹر پولیس پنشنر لودھیانہ کے عرصہ تخمیناً دو سال کا ہوا ہے کہ وہابیہ دیوبندیہ لودھیانہ نے خاکسار کو بوجہ اس کے کہ مولود شریف کی محفل کرتا اور اس میں حاضر ہوتا اور تعظیم میں رسول خدا ﷺ کے ذکر ولادت شریف کے وقت قیام کرتا ہے اور فاتحہ خوانی وایصال ثواب موتی کو جائز رکھتا ہے۔ کافر ومشرک کہنا شروع کیا اس لئے میں نے ایک فہرست مختصر عقائد وہابیہ اسمٰعیلیہ دیوبندیہ کی بہ تصدیق مولانا مولوی عبدالحمید صاحب مفتی شہر لودھیانہ شائع کی جس کی نقل شامل ہے اس واسطے وہابیہ دیوبندیہ لودھیانہ آگ بگولہ اور جل کر کوئلے ہوگئے اور مرزائیوں (قادیانیوں) کے ساتھ مل کر ایک اشتہار چھاپا جس میں مجھے گالیاں دے کر توہین کی گئی۔ اس سے پہلے مرزائیوں نے تین اشتہار میرے برخلاف شائع کئے جب دیکھا کہ یہ لوگ گالیاں دینے اور توہین کرنے سے باز نہیں آتے ناچار انصاف کے لئے نالش





دائر کردی۔ جس کے دوران میں وہابیوں نے مرزائیوں کی امداد تہہ دل سے کی۔ اور نہایت دلی کوشش سے کسی نے ان کے کاغذات لکھنے میں مدد دی، کسی نے کتاب بحر الرائق بہم پہنچائی، کسی نے شرح مواقف مہیا کردی، کسی نے ان کی عبارت غلط سلط بے محل نکال کر نشان کردیئے، کسی نے اپنے وعظوں میں مرزائیوں کی تعریفیں کیں، کسی نے میرے خطوط کچہری میں پیش کئے وہی وہابی جن کے بزرگوں نے اپنے فتووں میں لکھا تھا کہ مرزائی اور مرزا مرتد ہیں ان کے ساتھ میل ملاپ رکھنے والا بھی ویسا ہی کافر ومرتد ہے۔ ان فتووں کی بھی پرواہ نہیں کی۔ خیر اس پر کفایت نہ ہوئی تو ایک وہابی دیوبندی اپنے رشتہ دار قریشی کے نام سے ایک رسالہ ۳۲ صفحے کا ''قاضی فضل احمد کے اشتہار کی حقیقت کا انکشاف'' نام کا شائع کیا۔ دراں حالیکہ میں مقدمہ کی پیروی میں مصروف تھا۔ فہرست عقائد کا جواب دیتے ہوئے بڑی تعلّی کے ساتھ گالیاں دے کر اپنی تہذیب کو ظاہر کیا ہے۔ ملزمان مقدمہ کو کچہری نے رہا کردیا۔ چونکہ اس کے جواب لکھنے کو اس لئے دل نہیں چاہتا تھا کہ جیبی کتابیں ایسی موجود ہیں جن میں فرداً فرداً قریباً تمام مسائل کے جوابات ہوچکے ہیں۔ اس لئے مفتی ساکن بسی علاقہ ریاست پٹیالہ کو جس کے نام سے رسالہ مذکور لودھیانہ میں چھاپا گیا، جواب لکھنے میں تعویق کی اور یہ بھی خیال تھا کہ کچہری میں یہ سب جوابات آجائیں گے لیکن عدالت نے میرا حق مکرر سوالات کے جوابات دینے کا غصب کرکے انکار کردیا۔ اور جوابات کو نہیں لکھا۔ چونکہ ناواقفوں کو خیال پیدا ہونے کی وجہ سے اس کا جواب شاید نہ ہوسکتا ہو جیسا کہ کاتب رسالہ نے تعلّی کی ہے۔ اس لئے مناسب تصور کیا گیا کہ جواب رسالہ مذکور کا مختصر سا لکھ دیا جائے اور وہ ایسا مسکت ہو کہ کافی شافی سے بھی زیادہ ہو۔ لہٰذا خدا تعالیٰ اور آنحضرت ﷺ کے فضل وکرم سے جواب اس کا بطرز قول اور اقول کے تحریر کرتا ہوں تاکہ ناظرین کو اصل رسالہ دیکھنے کی بھی ضرورت نہ رہے۔ امید ہے کہ خداوند کریم کسی وہابی کو بھی

ہدایت نصیب کرے۔ اور اپنے خالص سنی اہلسنت وجماعت بھائی کو تقویت ایمان وایقان کا باعث ہو۔ واللہ المستعان۔ (ص۲،۳) اس کتاب کے شروع میں لودھیانہ، جالندھر، امرتسر، بریلی، رام پور، مراد آباد، حیدرآباد، کشمیر، علی پور ضلع سیالکوٹ، لاہور، قصور اور ہری پور ضلع ہزارہ کے مشاہیر علماء کی تصدیقات وتقریظات موجود ہیں۔

**۲۔ "ازالۃ الرّیب عن مبحث علم الغیب": (۱۳۳۸ھ)**

آپ نے مشہور غیر مقلد مولوی ثناء اللہ امرتسری کے اعتراضات جو اس نے رسول اللہ ﷺ کے علم غیب پر کئے تھے کے جواب میں یہ کتاب لکھی جو کہ دو حصوں پر مشتمل ہے۔ آپ کی اس کتاب سے چند اقتباسات ذیل میں ذکر کیے جاتے ہیں:

الحمد للہ ربّ العالمین والصّلوٰۃ والسلام علی رسولہ سیّدنا محمد والہ واصحابہ واھلبیتہ وذریتہ واتباعہ اجمعین برحمتک یاارحم الرّاحمین اما بعد احقر العباد اللہ الصمد قاضی فضل احمد عفا اللہ عنہ سنی حنفی نقشبندی مجددی مقیم لودھیانہ عرض پرداز ہے کہ میں نے ایک مضمون متضمن شان حضرت سید المرسلین والنبیین افضل الاولین والآخرین سید ولد آدم عالم العلوم الاولین والآخرین محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ خاتم النبیین شفیع المذنبین ﷺ میں اجلاس سالانہ انجمن نعمانیہ ہند لاہور واقع ۵ ربیع الاول ۱۳۳۸ھ المقدس پڑھا تھا اس میں ضمنا علم غیب رسول ﷺ کا ذکر بھی تھا اس پر ایڈیٹر صاحب اہلحدیث امرتسر بہت غیظ وغضب میں آئے اور اپنی اخبار اہلحدیث مورخہ ۲۵ جون ۱۹۲۰ء میں اس پر سخت ناراضگی فرما کر ایسا لکھا کہ جس کی تصدیق یا تائید کسی اہل اسلام کے علماء سلف وخلف نے نہیں تفسیر بالرائے ہی سے لکھا جو کچھ لکھا۔

تجربہ ہو چکا ہے کہ جہاں کسی اہلسنت وجماعت نے کوئی تعریف یا مدح حضرت





محمد ﷺ کے علوشان اور مراتب کی کی فوراً اس کی مخالفت کر کے توہین اور تحقیر کی تسطیر کی۔ فریق مخالف کا یہی عموماً وطیرہ ہے ان سے ایسا دیکھا اور سنا نہیں جاتا اور یہ ان کے لئے عادتاً مجبوری ہے خدا کی قدرت مادہ جبلت ہی ایسا ہے اس میں کسی کا چارہ نہیں، خیر۔

واقعہ ۱۰ جولائی ۱۹۲۰ء کو مولوی صاحب ایڈیٹر اہلحدیث اتفاقاً ریلوے اسٹیشن امرتسر پر ملاقی ہوئے اور بالمشافہ بہت ناراضگی ظاہر فرمائی اور فرمایا کہ ہم نے تمہارے مضمون کا جواب لکھا ہے۔ عرض کیا کہ اس پرچہ اخبار کو احقر کے پاس روانہ فرمایا ہوتا۔ آپ نے فرمایا کہ ہم کو خیال نہیں رہا۔ خیر۔ بڑی تگ ودو سے وہ پرچہ اہلحدیث مہیا کیا گیا جو اس وقت سامنے رکھا ہے جس میں آپ نے علم غیب حضور ﷺ کی استہزاءً کلیتاً انکار کیا ہے۔ اب ہم اس کا جواب پیش کرتے ہیں تا کہ ایڈیٹر صاحب اہلحدیث کی مفسرانہ اور مجتہدانہ قابلیت معلوم ہو۔ جواب اس کا بطریق اہلحدیث واہلسنت کے موزوں الفاظ میں ہوگا۔ تا کہ ناظرین کو پرچہ اہلحدیث کے دیکھنے کی بھی ضرورت نہ رہے۔ اول ان کی بالفظہ عبارت ہوگی اور پھر اس کا جواب ہوگا۔ اور الفاظ ہم اور ہمیں اور ہمارے وغیرہ بصیغہ جمع متکلمانہ جو حضرت ایڈیٹر اہلحدیث نے استعمال فرمائے ہیں ویسے ہی احقر کی طرف سے بھی مجبوراً ہوں گے۔ وباللہ التوفیق۔

**اہلحدیث:** لاہور میں ایک انجمن نعمانیہ ہند ہے جس کے زیر اہتمام عربی کا ایک مدرسہ بھی ہے اس انجمن کے ارکان کا دعویٰ ہے کہ ہم ہی اہلسنت وجماعت ہیں۔ الخ ملخصاً

**اہلسنت:** واقعی یہ دعویٰ سچ ہے جو آپ نے لکھا ہے اس کی بحث اخبار "الفقیہ" میں کافی سے زیادہ ہو چکی ہے۔ اور عربی کا مدرسہ بھی عالی شان ضرور ہے جو پنجاب میں ایسا نہیں ہے۔ اہلسنت وجماعت ہونا اس کا بھی اظہر من الشمس ہے اور یہ طے شدہ مسئلہ عرب وعجم ہے کہ مقلدین اربعہ مذاہب ہی اہلسنت وجماعت ہیں اور جو ان میں نہیں وہ خارج از

اہلسنت وجماعت ہے اور اسی پر علمائے عرب وعجم بالخصوص حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً کا اجماع ہے۔

**اہلحدیث:** اس انجمن کے عقائد بالکل وہی ہیں جو بریلوی گروہ کے ہیں۔ الخ

**اہلسنت:** حضرت مولانا فاضل ابن فاضل ابن فاضل مجدد مائۃ حاضرہ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا گروہ کوئی نیا گروہ نہیں ان کے عقائد وہی ہیں جو تمام عرب وعجم کے مسلمانان اہلسنت وجماعت کے ہیں۔ بالخصوص علماء ومفتیان حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً ان کے عقائد کے مداح ہیں بلکہ ان سے سندیں حاصل کرتے ہیں۔

**اہلحدیث:** یا یوں سمجھئے کہ وہ عقائد اتنے پرانے ہیں کہ قرآن شریف کے نزول سے بھی پہلے کے ہیں بلکہ قرآن شریف انہی کی اصلاح کے لئے نازل ہوا تھا۔ الخ

**اہلسنت:** ناظرین ایڈیٹر صاحب کی فاضلانہ تحریر کو ملاحظہ فرمایئے جس میں آپ نے تمام مسلمانوں کو خواہ وہ عرب کے ہوں یا عجم کے، خواہ وہ اپنے استاد ہوں یا استاذ الاستاذ یا دادا پیر کے پیر ومرشد ہوں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر اس وقت تک ایک ہی لاٹھی سے ہانک کر سب کو کافر ومشرک قرار دے دیا۔ آپ کے نزدیک مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، جدہ، حدیبیہ، مصر، دمشق، بیت المقدس، شام، روم، بصرہ، بغداد، تمام مسلمانان بلاد اسلامیہ وغیرہا کے کافر ومشرک ہیں کیونکہ ان کے وہی عقائد ہیں جو ہمارے اور مولانا بریلوی کے ہیں، اگر ہمارے عقائد وہی ہیں جو کفار ومشرکین کے قبل از نزول قرآن شریف کے تھے اور ہمارے ہی عقائد کی اصلاح کے لئے قرآن شریف کا نزول ہے اور یہ آپ کا فتویٰ ہے تو بس مسلمان دنیا پر بھی شرارۃً قلیلہ شمائیہ لاحول ولاقوۃ ایڈیٹر صاحب کی جرأت اور بہادری ملاحظہ فرمایئے جزاک اللہ۔





**اہلحدیث:** ان میں ایک مسئلہ علم غیب ہے۔ اس انجمن کے جلسہ میں ایک صاحب قاضی فضل احمد لودھیانوی نے تقریر کی جو انجمن کی رپورٹ میں درج ہوئی ہے۔ اس میں مسئلہ علم غیب اور اس کے منکروں کا ذکر ہوا ہے۔ الخ بلفظہ ص اول کالم سوم

**اہلسنت:** واقعی ہماری تقریر ہے جو حضور ﷺ کی شان اعلیٰ وارفع میں ہے اس کے ضمن میں علم غیب کا بھی مختصر ذکر آ گیا تھا۔ جس کا جواب آپ نے منکروں میں داخل ہو کر دیا ہے۔ گو آپ کا اس میں نام نہ تھا لیکن یہ مضمون ہی ایسا تھا جو آنحضرت ﷺ کی تعریف شان عالی شان میں تھا آپ صاحبان کو دیکھ کر اس کی تاب کیونکر رہ سکتی ہے۔ جب تک اس کی مخالفت کر کے کسر شان اور اہانت نہ کریں کھانا ہضم کیسے ہو جس پر حسب دستور وعادت ناراضگی ظاہر فرما کر خامہ فرسائی فرمائی اور دل کی رنجش وعداوت قلبی زبان اور قلم پر آئی۔

دوسری بات یہ کہ ایڈیٹر صاحب اہلحدیث اس احقر کو اچھی طرح جانتے ہیں اور پرانا تعارف ہے لیکن آپ ایسی لاعلمی میں فرماتے ہیں کہ ''ایک صاحب قاضی فضل احمد لودھیانوی نے تقریر کی'' خیر یہ آن کی عالی شانی کی دلیل ہے۔

**اہلحدیث:** لطیفہ، ایام طالب علمی مدرسہ دیوبند میں تفسیر بیضاوی کا سبق تھا آیت پیش تھی لتکونوا شهداء على الناس ويكون الرسول عليكم شهيدا اثنائے سبق میں ایک شخص ہمارے پاس ہی آ بیٹھا، حلقہ وسیع تھا، میں نے پوچھا کیوں آئے ہو؟ بولا مسئلہ مولود پوچھنے آیا ہوں، مولانا محمود الحسن صاحب تقریر ختم کر چکے تھے تو میں نے عرض کیا جناب بعض لوگ اس آیت کو اس مدعا کے لئے پیش کیا کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ مجلس مولود میں حاضر ہوتے ہیں يكون الرسول عليكم شهيدا فرمایا ان بدعتیوں سے پوچھو، پھر تو ہم بھی ہوتے ہوں گے کیونکہ لتکونوا شهداء پہلے آیا ہے۔ اتنے ہی سے اس سائل کی تسلی ہو گئی۔ الخ

**اہلسنت:** یہ آیت شریف سورۃ بقرہ پارہ دوم کے پہلے رکوع میں ہے جہاں تک ایڈیٹر اہلحدیث نے مولوی محمود الحسن صاحب سے پڑھا ہے آپ یہ سبق پڑھ رہے تھے اس وقت کا لطیفہ بیان فرماتے ہیں مگر یاد رہے کہ یہ لطیفہ نہیں بلکہ خاصہ استہزاء ہے اور اس کو لطیفہ کے نام سے لکھا ہے جو مولوی محمود الحسن اور ایڈیٹر صاحب نے حضور ﷺ کی جناب میں سخت استہزاء کیا اور آیت قرآنی پر بھی استہزاء کر کے تفسیر بالرائے کی۔ دونوں صاحب اس جرم قبیح میں داخل ہیں نہ تو اللہ تعالیٰ سے شرم کی اور نہ اس کے رسول ﷺ کی پرواہ کی۔ آفرین ہے۔ ہم کو افسوس ہے کہ ایڈیٹر صاحب نے اور ان کے استاد صاحب نے صرف آیت شریف کو تفسیر بیضاوی میں پڑھا، لیکن اس کی تفسیر کو نہ پڑھا حالانکہ مقصود تفسیر کا پڑھنا تھا۔ مگر غرض آپ کی محض استہزاء تھا اور دیانت بھی آپ کی اس کے مقتضی تھی کہ صرف استہزاء کی جائے۔ اگر تفسیر پر ایمان ہوتا تو ایسا نہ لکھا جاتا۔

دیکھئے! آیت شریف کی تفسیر کا ترجمہ یہ ہے کہ روایت کی گئی ہے کہ دیگر امتیں قیامت کے دن انبیاء علیہم السلام کی تبلیغ کا انکار کریں گی تب ہمارے حضرت ﷺ کو اللہ طلب فرمائے گا کہ تبلیغ میں ان کی شہادت لی جائے تا کہ منکرین پر حجت ہو پھر امت آنحضرت ﷺ کی آئے گی اور ان منکرین پر شہادت دے گی تو تب وہ امتیں کہیں گی تم نے ہم کو کیسے جانا اور پہچانا پس کہیں گے کہ ہم نے پڑھا ہے اور دیکھا ہے ان خبروں کو جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمائی ہیں۔ جس کو ہمارے سچے نبی ﷺ نے ہم کو فرمایا اور سکھایا ہے پھر آنحضرت ﷺ کی شہادت ہوگی۔ پس وہ اپنی امت کے حال کی گواہی دیں گے کیونکہ رسول ﷺ اپنی امت کے حالات پر نگہبان دیکھنے والے اور گواہ ہیں۔ ختم ہوا ترجمہ اخیر پر اصل الفاظ یہ ہے لما کان الرسول کالرقیب المھیمن علی امتہ اب اپنے استہزاء





پر نظر کیجئے اور اس تفسیر پر غور کیجئے اور خدا سے ڈریئے۔ ناظرین اللہ توجہ فرمایئے کہ کیسی بے باکی سے استاد اور شاگرد دونوں نے کیا ٹھٹھا اور استہزاء اللہ جل شانہ اور اس کے رسول ﷺ سے کر کے حق بات کا کتمان کیا ہے۔ آیت شریف پر استہزاء کر کے اس کی تفسیر بالرائے کر دی اور دھوکہ دہی سے تفسیر کو بالکل چھوڑ دیا، حالانکہ مولود شریف کے عمل کو آنحضرت ﷺ کا دیکھنا اور وہاں تشریف لانا اس آیت سے ثابت ہے اور وہ سائل صاحب بھی آپ کے ہی متبعین سے ہوں گے جن کی تسلی فوراً ہوگی۔

سبحان اللہ! کیا لاتقربوا الصلوۃ کو پڑھا اور وانتم سکاریٰ کو ترک کر دیا ہم کہتے ہیں کہ کوئی شبہ نہیں کہ قیامت کے دن آنحضرت ﷺ ہم پر ضرور گواہی دیں گے کہ یہ لوگ میری امت کے میرے دوست ہیں میرا ذکر خیر بڑے شوق سے کرتے تھے اور مجھ پر کثرت سے درود شریف پڑھتے تھے اور جب میری ولادت کا ذکر آتا تھا تو بڑی تعظیم اور تکریم سے سروقد کھڑے ہو جاتے تھے اور دست بستہ مجھ پر درود و سلام پڑھتے تھے، یہ میرے دوست اور محب ہیں، ان کی بڑے زور سے شفاعت کرتا ہوں اور یہ دوسرے گروہ منکرین میری ہجو اور کسر شان کرتے تھے، میرے دوستوں، عاملین مولود شریف کو کافر اور مشرک کہا کرتے تھے، واقعی یہ لوگ میرے دشمن ہیں اور اللہ تعالیٰ کے بھی دشمن ہیں وغیرہ وغیرہ۔

## رد قادیانیت

حضرت قاضی علیہ الرحمہ رد قادیانیت کے میدان میں وہ عظیم شہسوار ہیں جس کا جواب دینے سے آج تک مرزائیت قاصر ہے۔ آپ دجال مرزا کے آبائی ضلع گورداسپور سے ہی تعلق رکھتے تھے اور مرزا کا بڑا بیٹا مرزا فضل احمد۔ قاضی صاحب کے ساتھ ملازمت کیا

کرتا تھا اس لئے آپ مرزا کے گھریلو واندرونی حالات سے بخوبی واقف تھے۔ چونکہ کورٹ انسپکٹر تھے چنانچہ تحقیق وتفتیش میں آپکا جواب نہیں تھا اور آپ کے یہاں دینی تعلیم کے ساتھ جدید تعلیم وانداز بھی موجود تھا۔

**١. کلمۂ فضل رحمانی بجواب اوہام غلام قادیانی:** (١٣١٤ھ)

١٣١٤ھ میں جب مرزا غلام احمد قادیانی پادری ڈپٹی عبداللہ آتھم کے مقابلے میں شرمناک شکست سے دوچار ہوا تو اس موقعہ پر مرزا نے ایک کتاب بنام ''انجام آتھم'' اور دیگر تین رسائل ''خدا کا فیصلہ''، ''دعوت قوم'' اور ''مکتوب عربی بنام علماء ومشائخ بلاد ہند'' تحریر کیے۔ جس میں حسب عادت علماء ومشائخ کو گالیوں سے نوازا۔ جس کا جواب حضرت قاضی علیہ الرحمۃ نے ''کلمۂ فضل رحمانی بجواب اوہام غلام قادیانی'' تصنیف فرما کر دیا۔ یہ قاضی صاحب کی ردمرزائیت میں پہلی تصنیف ہے۔

اس کتاب کے شروع میں آپ نے چاروں رسائل کا خلاصہ اور مرزا کے دعوی اور دلائل تحریر فرمائے۔ اور اس کے بعد اس کا بھرپور رد کیا اور اس کی اخلاقی حالت، علماء پر تبرا و دشنام طرازی کی عادت، جھوٹی تعلیاں بیان فرمائیں اور پھر محمدی بیگم کے آسمانی نکاح سے متعلق جملہ تفصیلات بھی شائع فرما کر مسیلمہ پنجاب کو برہنہ کر دیا۔ قاضی علیہ الرحمۃ اپنی اس کتاب میں علامہ غلام دستگیر ہاشمی قصوری علیہ الرحمۃ کا خصوصی تذکرہ بطور پیشرو فرمایا اور حضرت کی ''رجم الشیاطین بردِ اغلوطات البراہین'' اور ''فتح رحمانی'' کا ذکر بھی فرمایا۔ کلمۂ فضل رحمانی کے آخر میں اس دور کے معروف علماء کی تقاریظ موجود ہیں جن میں مبسوط تقریظ مولوی محمد بن عبدالقادر لودھیانوی صاحب کی ہے۔





**٢. ''تیغ ذوالفقار علی بر گردن خاطی مرزا فرزند علی'':** (١٣٢٥ھ)

قاضی صاحب کی یہ دوسری تصنیف ہے۔ ہمیں دستیاب نہ ہوسکی۔

**٣. جمعیت خاطر:** (١٣٣٣ھ)

قاضی صاحب کی تیسری تصنیف ہے جو کہ غلام رسول قادیانی نامی انسپکٹر پولیس (فیروزوالا) اور آپکے مابین خط وکتابت پرمبنی ایک قلمی مناظرہ ہے جس میں قاضی صاحب نے مرزا دجال کو جھوٹا، کذاب **مدعی نبوت** ثابت کیا۔ اور انسپکٹر غلام رسول قادیانی اپنی پوری کوشش کے باوجود مرزا کو ان الزامات سے نہ بچا سکا۔ اور نہ ہی اس سے کوئی جواب بن پڑا۔ (یہ کتاب عقیدۂ ختم نبوت جلد دوم میں شامل کی گئی ہے)

**٤۔ کیا مرزا قادیانی مسلمان تھا؟:** (١٣٣٧ھ)

**٥۔ تردید فتویٰ ابوالکلام آزاد ومولوی محمد علی مرزائی:** (١٣٤٢ھ)

**٦۔ اتفاق ونفاق بین المسلمین کا موجب دیکھا کون ہے؟:** (١٣٢٥ھ)

**٧۔ مخزن رحمت برد قادیانی دعوت:** (١٣٣٧ھ)

(نوٹ: ٢ اور ٤ تا ٧ نمبر تک کتابیں دستیاب نہ ہوسکیں اگر کسی کے پاس ہوں تو عنایت فرمائیں تاکہ اس مجموعہ کا حصہ بن سکیں)

محمد امین قادری نقی

إِنْ أُرِيدُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ۚ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ

الآية (٨٨) سورة هود

# کلمۂ فضلِ رحمانی
# بجواب
# اوہامِ غلام قادیانی

(سنِ تصنیف: 1896ء / ۱۳۱۴ھ)

تصنیفِ لطیف

قاضیِ اہلسنت حضرت علامہ
مولانا مفتی قاضی فضل احمد لدھیانوی
مجددی چشتی لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

# فہرست مضامین کلمہ فضل رحمانی بجواب اوہام غلام قادیانی


| نمبر شمار | مضامین | صفحہ نمبر |
|---|---|---|
| 1 | تحمید و تسلیم و تمہید | 3 |
| 2 | اوّل: خلاصہ مختصر رسالہ انجام آتھم | 15 |
| 3 | دوم: مختصر رسالہ خدا کا فیصلہ | 22 |
| 4 | سوم: مختصر خلاصہ رسالہ دعوت قوم | 25 |
| 5 | چہارم: مختصر خلاصہ مکتوب عربی بنام علماء ہند و مشائخ بلاد البلاد وغیرہ | 37 |
| 6 | مرزا صاحب کا حضرت رسول اکرم ﷺ کے معراج جسمانی کا انکار اور حضرت ﷺ کے جسم اطہر نورانی کو کثیف لکھنا اور اس کا جواب۔ | 68 |
| 7 | موضع یا قصبہ قادیان کی تحقیق | 97 |
| 8 | خاتمہ کتاب اور التماس بخدمت شریف علماء و فضلاء مفتیان شرع العلیا الامام اللہ تعالیٰ بطور استفتاء و ورود یا صادقہ | 155 |
| 9 | کلمہ فضل رحمانی بجواب اوہام غلام قادیانی پر مولوی صاحبان کی تقاریظ | 173 |




بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

الحمد للہ رب العلمین والعاقبۃ للمتقین

والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد والہ واصحابہ

واھل بیتہ وذریاتہ واتباعہ اجمعین

امابعد حقیر پرتقصیر اضعف من عباد اللہ الصمد قاضی فضل احمد[1] بن حضرت قاضی الدین صاحب متوطن ضلع گورداسپور حال کورٹ انسپکٹر لودھیانہ، ناظرین متین کی خدمت میں گذارش کرتا ہے کہ آج کل (۱۰ شعبان ۱۳۱۴ھ) ایک کتاب مسمّی بانجام آتھم معہ ۳ رسائل دیگر خدا کا فیصلہ، دعوت قوم، مکتوب عربی بنام علماء و مشائخ بلاد ہند وغیرہ وغیرہ تصنیف مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان تاریخ طبع ندارد دیکھنے میں آئی۔ جو اکثر علماء و مشائخ کی خدمت میں مرزا صاحب کی طرف سے بذریعہ رجسٹری بھیجی گئی ہے۔ جس میں مرزا صاحب نے تمام مخالفین کی بالعموم اور علماء و مشائخ کی بالخصوص خوب خبر لی ہے۔ اور سب وشتم کے تیروں سے ان کے دلوں کو چھلنی کی طرح خوب چھیدا ہے اور اپنے غضب کی آگ کو بزعم خود خوب بھڑکایا ہے۔ گویا سب کے جسم کو معہ استخوان جلا دیا ہے۔ قبل اسکے کہ میں ان کے موٹے موٹے مضامین کو بہت ہی اختصار کے ساتھ بعبارت سلیس عام فہم پیش ناظرین کروں اور مرزا صاحب کی ہی الہامات و تحریرات کے مقابلے میں ہدیہ شائقین یا تمکین کروں نہایت ہی افسوس کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ مرزا صاحب نے جو روش تحریر اس کتاب میں اختیار کی ہے اہل اسلام کو تو کیا دیگر مذاہب کے لوگوں کو بھی نہایت ناپسند ہوئی، اور تحقیر کی نظروں سے دیکھی گئی ہے کیونکہ مرزا صاحب نے احکامات الٰہی و احادیث رسول اکرم ﷺ و اقوال جمہور کا نہ صرف انکار ہی نہیں کیا بلکہ

[1] حنفی نقشبندی مجددی حسنی قصبہ شاہ پور وہ پٹھان کوٹ ضلع گورداسپور حال مقیم۔

بصورت انکار ان کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ بطور نمونہ آیات واحادیث و اقوال وافعال بزرگان پیش کرتا ہوں۔

## آیات قرآنی جن کی مرزا صاحب نے تعمیل نہیں کی

۱۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا۔ یعنی خدا کے دین کو سب اکٹھے ہو کر مضبوط پکڑو اور متفرق نہ ہو جاؤ۔

۲۔ ولاتکونوا کالذین تفرقوا واختلفوا۔ یعنی تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے فرق اور اختلاف کیا۔

ان ہر دو آیات کی تعمیل تو مرزا صاحب نے یہ کی کہ تمام اہل اسلام سے ایسی تفریق اور تخالف پیدا کر لی کہ کسی کو بھی اپنے ساتھ نہیں رکھا۔ حتیٰ کہ حضرت رسول اکرم ﷺ سے لیکر آج تک کوئی بھی آپ کے عقائد سے متفق نہیں ہوا۔

۳۔ خداوند کریم کا حکم ہے۔ انما المومنون اخوۃ فاصلحوا بین اخویکم۔ یعنی: مسلمان سب بھائی ہیں، بھائیوں میں اصلاح کرو۔ اس حکم کی تعمیل مرزا صاحب نے اس طرح کی کہ بجائے اصلاح کرنے کے اور آتش فساد مشتعل کر دی اور اپنے خاص بھائیوں کو دشمن بنا لیا۔

۴۔ حکم اللہ تبارک وتعالیٰ کا ہے: ولاتنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم۔ یعنی: آپس میں مت جھگڑو سست ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا بگڑ جائے گی۔ اسکی تعمیل میں مرزا صاحب نے رفع تنازع کیلئے ایسی کوشش کی کہ کوئی وقت کوئی ساعت جھگڑے یا فساد سے خالی ہی نہیں رکھی۔ کبھی کوئی کتاب کبھی کوئی رسالہ کبھی کوئی اشتہار نکالے ہی گئے جس سے جھگڑوں میں روز افزوں ترقی ہی ہوتی گئی۔ یہاں تک پہنچے کہ ایک اشتہار۱؎ جمعہ کے روز کی تعطیل کا

۱؎ اشتہار مورخہ یکم جنوری ۱۸۹۶ء بابت تعطیل روز جمعہ مرزا صاحب مندرجہ ...





نکالا اس میں اپنے مسلمان بھائیوں کے برخلاف گورنمنٹ کو اس امر کی توجہ دلائی کہ مسلمان لوگ گورنمنٹ کیساتھ باغیانہ خیال رکھتے ہیں۔ اسکی شناخت یہ ہے کہ جو لوگ نماز جمعہ نہیں پڑھیں گے وہ سرکاری باغی اور بدخواہ سمجھے جائینگے مطلب اس سے یہ تھا کہ جو لوگ بباعث نہ پورا ہونے شرائط جمعہ کے شہروں یا دیہات میں نماز جمعہ نہیں پڑھتے وہ باغی سمجھے جائیں۔ مگر آفرین ہے گورنمنٹ کی دانش پر کہ اس نے ایسی لغویات اور اشتہار پر کچھ توجہ نہ فرمائی ورنہ مرزا صاحب نے اس آیت کی تعمیل میں ذرہ بھر بھی نحیثی کرنے میں فروگذاشت نہ کی تھی کہ جھٹ مسلمان لوگ باغی قرار دیئے جا کر احکام ضابطہ جاری ہوتے۔

۵۔ ولاتفسدوا فی الارض۔ یعنی: فساد مت کرو بیچ زمین کے۔ مگر افسوس مرزا صاحب کو اس فساد اور جھگڑوں میں ہی مزہ اور رونق ہے۔ طبیعت کا لگاؤ اور رجحان ہی اسی طرف ہے۔

۶۔ حکم خداوندی ہے۔ ولاتلمزوا انفسکم ولاتنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الایمان۔ یعنی: اپنے دین والوں کا عیب نہ کرو۔ اور نہ ایک دوسرے کو برے القاب سے پکارو۔ بدنامی ہے کسی کو ایمان کے بعد فسق سے یاد کرنا۔

مرزا صاحب نے اس حکم کی تعمیل یہ کی ہے کہ اس کتاب انجام آتھم میں مولوی صاحبان وسجادہ نشین صاحبان میں سے کسی کو دجال کسی کو بطال کسی کو شیخ نجدی کسی کو شیطان کسی کو فرعون کسی کو ہامان وغیرہ وغیرہ لقبوں سے یاد کیا ہے۔ مہذب اہل اسلام و دیگر ناظرین مرزا صاحب سے یہ سوال کرتے ہیں کہ یہ طریق جو آپ نے اپنی کتاب میں اختیار کیا ہے کوئی صفحہ یا سطر ایسی نہیں جس میں کوئی نہ کوئی گالی نہ ہو۔ یہ کس آیت یا حدیث یا الہام کے ارشاد سے کیا گیا ہے۔

۷۔ ولاتسبوا الذین یدعون من دون اللہ الخ۔ یعنی: کافروں کے معبودوں کو بھی گالی

نہ دو تا کہ ایسا نہ ہو کہ تمہارے خدا کو گالیاں دیں۔ اس حکم کی تعمیل مرزا صاحب نے ایسی کی کہ مرزا صاحب کی کتابیں بالخصوص رسالہ انجام آتھم اور اسکا ضمیمہ شاہد ہیں اور ان کی تصدیق کیلئے آریہ اور عیسائیوں کی کتابیں موجود ہیں جن میں مرزا صاحب کی بدولت خداوند کریم اور تمام پیغمبران علیہم السلام اور خصوصاً حضرت رسول کریم ﷺ کی نسبت ایسے ایسے الفاظ دیکھے گئے ہیں کہ جن سے ایک ادنیٰ انسان کا جگر بھی پارہ پارہ ہوتا ہے۔ کیا یہ حکم خداوند تعالیٰ کی تعمیل ہے؟ کیا یہ کل تحریروں کا ثواب مرزا صاحب کے اعمال نامہ میں روز بروز درج نہیں ہوتا؟ ضرور بلکہ روز بروز بڑھتا جاتا ہے۔

۸۔ اللہ جل شانہ نے فرمایا ہے۔ قولوا للناس حسناً۔ یعنی: لوگوں سے نیک اور بھلائی کی بات کہو۔ اس حکم میں کسی مسلمان کی بھی تخصیص نہیں عوام تو کہاں ہمارے خاص بھائی اور عزیز مسلمان بھی نیکی اور اچھے کلمے سے یاد نہیں کیے گئے۔ جب مرزا صاحب بقول خود تمام انبیاء اور مرسلوں کی صفات سے موصوف ہیں تو ایک ہی جسم سے ملہم، مجدد، مثیل، مسیح، مسیح موعود، مہدی مسعود ہیں تو کیونکر ہو سکتا ہے کہ ان کے سینہ بے کینہ زبان بے عنان سے ایسی فحش گالیاں مسلمان بھائیوں بالخصوص مولوی صاحبان و سجادہ نشین صاحبان کو کتابوں میں دیجاتی ہیں جیسے بدذات، بے ایمان، دجال، لعین، شیطان، فرعون، ہامان، ظالم، یہودی، بطال، خبیث، گدھے، کتے، سور وغیرہ وغیرہ۔ اگر مسیح موعود کی تہذیب اور خواص ایسے ہی ہونی چاہیئے تو مرزا صاحب کو مبارک ہو۔

## احادیث جن سے مرزا صاحب نے روگردانی کی

۱۔ امام احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہم نے ایک حدیث میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے توحید اور نماز اور زکوٰۃ اور روزہ اور حج اور صدقہ



اور تہجد اور جہاد کا ذکر فرما کر ارشاد کیا کہ کہو تو بتاؤں تمہیں ان سب کی جڑ اس کو اور اصل کو۔ معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ ہاں! اے نبی اللہ کے۔ آپ نے اپنی زبان مبارک کو پکڑ کر فرمایا کہ اس کو روکے رہو۔ (مرزا صاحب نے زبان کو خوب روکا)

۲۔ حضرت رسول خدا ﷺ فرماتے ہیں من صمت نجا۔ جو چپ رہا نجات پا گیا (مرزا صاحب اتنے بڑے پیغمبر ایسی چھوٹی حدیث پر کیسے عمل کرتے) نعوذ باللہ۔

۳۔ صحیحین میں ہے کہ جناب رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان کو لعنت کہنا مانند قتل کرنے اس کے ہے۔ (قتل کرنا گناہ کبیرہ ہے)

۴۔ ترمذی نے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا ﷺ نے فرمایا ہے کہ مسلمان لعنت کرنیوالا نہیں ہوتا یعنی لعنت کرنا ایمان کے مخالف ہے (مرزا صاحب کی کل کتاب لعنتوں سے پر ہے)

۵۔ صحیحین میں ہے کہ جناب رسول خدا ﷺ نے فرمایا گالی دینا مسلمان کو بڑے گناہ کی بات ہے۔ (تمام کتاب ہی گالیوں سے بھری پڑی ہے حتیٰ کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو بھی)

۶۔ امام احمد اور ابن ابی الدنیا نے بسند صحیح روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ گالی بکنے والا اور بے حیائی کی بات کرنے والا اسلام میں سے اس کے پاس کچھ نہیں ہے۔ (گالیاں بھی نعوذ باللہ وہ کہ مسیح علیہ السلام کی دادیوں نانیوں تک نوبت پہنچادی)

۷۔ ترمذی اور بیہقی نے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اکرم ﷺ نے کہ نہیں ہے مسلمان طعنہ کرنیوالا اور نہ لعنت کرنیوالا اور فحش بکنے والا اور نہ بیہودہ گو۔

۸۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرے اور نہ اسکی مدد چھوڑے نہ اس کو ذلیل سمجھے پرہیزگاری یہاں ہے۔

۹۔ ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ فلاں عورت کا ذکر ہوتا ہے۔ کہ نماز بہت

پڑھتی ہے۔ روزے بہت رکھتی ہے اور خیرات بہت کرتی ہے لیکن وہ اپنے ہمسائیوں کو اپنی زبان سے ایذا دیتی ہے آپ نے فرمایا وہ دوزخ میں ہے۔

۱۰۔ حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا ہے۔ کیا میں تم کو نہ بتاؤں وہ عمل جو روزہ، صدقہ، نماز سے افضل ہے۔ راوی کہتا ہے کہ ہم نے کہا۔ ہاں فرمایئے۔ آپ نے فرمایا صلح کرانا آپس میں۔ اور فساد ڈالنا یہ خصلت دین کی جڑ اکھاڑ نے والی ہے۔

۱۱۔ ایک شخص نے پیغمبر خدا ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھ کو کچھ نصیحت فرمایئے۔ آپ نے فرمایا کہ غصہ مت کیا کر۔

۱۲۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جناب باری میں عرض کیا تیرے نزدیک تیرے بندوں میں کونسا بہت عزیز ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب کسی کو کسی کی طرف سے ایذا پہنچے تو اس کو بخش دے۔

## آثار صحابہ وتابعین وتبع تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم

## واقوال وافعال علماء کرام ومشائخ عظام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

اگر ضبط تحریر میں لائے جائیں تو ایک عرصہ دراز چاہیے ان کے لکھنے کے واسطے بھی ضرورت نہیں دراں حالیکہ آیت شریف وحدیث شریف سے ہی اعراض ہے تو باقی پر کیا اعتبار ولحاظ ہے۔ لیکن مرزا صاحب کے ہی الہامات وتحریرات پیش کرنا ضروری ہے تا کہ ناظرین اس پر توجہ فرمائیں۔

## مرزا صاحب کے الہامات وتحریرات جن پر انہوں نے خود بذاتہٖ مطلق عمل نہیں کیا اور حافظہ سے اتر گئے

میں بنہایت افسوس سے کہتا ہوں اگر چہ مرزا صاحب نے قرآن شریف واحادیث شریف وآثار صحابہ رضی اللہ عنہم پر (جو تیرہ (۱۳) سو سال سے حضرت رسول خدا ﷺ





پر نازل ہوا ہے) نعوذ باللہ پرانا ہونے یا کسی اور وجہ سے عمل نہیں کیا جیسے کہ عرض ہوا ہے مگر ان کو اپنے الہامات قطعی اور یقینی اور تحریرات الہامی پر تو (جو تازہ ہیں) ضروری عمل کرنا چاہیے تھا۔ مگر ان پر بھی کوئی توجہ نہیں کی گئی۔

**۱۔اول:** رسالہ انجام آتھم میں لکھتے ہیں۔ کہ مجھ کو خدا نے الہام کیا ہے کہ **تلطف بالناس وترحم علیھم** یعنی لوگوں کے ساتھ لطف اور مہربانی اور رحم کر۔ (صفحہ ۵۵)

**۲۔دوم:** اسی کتاب میں ہے کہ مجھے الہام ہوا ہے۔ **یاداود عامل بالناس رفقاً واحساناً** یعنی اے داود (پیغمبر) لوگوں کے ساتھ رفاقت اور احسان کر۔ صفحہ ۷۰۔

فرمایئے مرزا صاحب!! تلطف، رحم، رفق، احسان، ان چاروں الہامی احکام کی آپ نے کیا تعمیل کی؟ اور داود علیہ السلام کی صفت لوہے کو موم کرنیوالی نے آپ میں کیا اثر کیا۔ بلکہ الٹا موم دلوں کو لوہا اور پتھر کر دیا اور متنفر کرلیا۔ کاروائی ہی معکوس کرلی۔ گویا تلطف کی جگہ سب وشتم۔ رحیم کی جگہ درشتی ظلم۔ رفق کی جگہ نفاق اتم۔ احسان کی جگہ خصم کو پورا کیا۔

**۳۔ سوم:** ہر ایک صاحب کی خدمت میں جو اعتقاد اور مذہب میں ہم سے مخالف ہیں۔ بعد ادب اور عجز عرض کی جاتی ہے کہ اس کتاب کی تصنیف سے ہمارا ہرگز یہ مطلب اور مدعا نہیں جو کسی کے دل کو رنجیدہ کیا جائے یا کسی نوع کا بے اصل جھگڑا اٹھایا جائے۔

انتہی۔ جلد اص ۸۳ براہین احمدیہ۔

**۴۔ چہارم:** بخدمت جملہ صاحبان یہ بھی عرض ہے کہ یہ کتاب کمال تہذیب اور رعایت آداب سے تصنیف کی گئی ہے۔ اور اس میں کوئی ایسا لفظ نہیں جس میں کسی بزرگ یا پیشوا کسی فرقہ کے کسر شان آئے اور خود ہم ایسے الفاظ کو صراحتاً یا کنایتاً اختیار کرنا خبث عظیم سمجھتے ہیں اور مرتکب ایسے امر کو پرلے درجے کا شریر النفس خیال کرتے ہیں۔ انتہی۔ جلد اص ۸۲ براہین احمدیہ۔

**۵. پنجم: عام اطلاع:** ناظرین پر واضح رہے کہ ہمارا ہرگز یہ طریق نہیں کہ مناظرات ومجادلات میں یا اپنی تالیفات میں کسی نوع کے سخت الفاظ کو اپنے مخاطب کے لئے پسند رکھیں یا کوئی دل دکھانے والا لفظ اس کے حق میں یا اس کے کسی بزرگ کے حق میں بولیں کیونکہ یہ طریق علاوہ خلاف تہذیب ہونے کے ان لوگوں کے لئے مضر بھی ہے جو مخالف رائے کی حالت میں فریق ثانی کی کتاب کو دیکھنا چاہتے ہیں۔ وجہ یہ کہ جب کسی کتاب کو دیکھتے ہی دل کو رنج پہنچ جائے۔ تو پھر بری طبیعت کی وجہ سے کس کا جی چاہتا ہے کہ ایسی دل آزار کتاب پر نظر بھی ڈالے۔ ملفوظ رسالہ طریق حق صفحہ اول (الف) مطبوعہ ۱۸۹۴ء

**۶. ششم:** بخدا ہم دشمنوں کے دلوں کو بھی تنگ کرنا نہیں چاہتے۔ اور ہمارا خدا ہر جگہ ہمارے ساتھ ہے حضرت مسیح کا قول ہے کہ نبی بے عزت نہیں ہوتا مگر اپنے وطن میں انتہی۔ ملفوظ رسالہ طریق حق مطبوعہ ۱۸۹۴ء۔

**۷. ہفتم:** یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہ دے گا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے انتہی۔ ملفوظ صفحہ اول رسالہ تکمیل تبلیغ ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء مرزا صاحب۔

**۸. ہشتم:** یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دیگا۔ فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کریگا۔

**۹. نہم:** یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض لِلّٰہ مشغول رہیگا۔ جہاں تک بس چلتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائیگا۔ انتہی ملفوظ رسالہ تکمیل تبلیغ مذکور۔

ناظرین! مرزا صاحب کو تمام آیات واحادیث والہام خاص وتحریرات الہامی سب کی سب یکدم فراموش ہوگئیں۔ اور اپنی اقراری دستاویزات اور الہامی عبارات سب کو یک لخت ملیامیٹ کردیا یاد ہوں مگر پھر انہوں نے خدا کے حکم (اوفوا بالعقود… الآیۃ)





(اپنے وعدوں اور اقراروں کو پورا کرو) کی تعمیل نہیں کی۔ پھر خیال فرمایئے۔ کہ نہ تو احکام الٰہی کی تعمیل کی اور نہ احکام رسول خدا ﷺ پر کچھ توجہ کی۔ اور نہ اپنے الہامات کی پروا کی جب یہ حالت ہے تو مرزا صاحب کے پاس کیا خاص وجہ ہے کہ باوجود ایسے صریح اور بدیہی احکام کی تعمیل پر بھی لوگوں سے اپنے مسیح موعودی اور تاویلات خانہ زاد کو منوانا چاہتے ہیں؟

''ایں خیال است ومحال است وجنوں''

البتہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مولوی صاحبان وسجادہ نشین صاحبان نے کیوں مرزا صاحب پر تکفیر کا فتوے دیا؟ اور ممکن ہے کہ مرزا صاحب خود اسکا جواب یہ دیں کہ جب انہوں نے مجھ کو کافر کہا اور کفر کے فتوے میری نسبت دیئے میں نے بھی یہ گالیاں ترکی بہ ترکی دیں جیسے کہ ایک نقل مشہور ہے کہ کسی لاہوری مسلمان نے ایک لاہوری بنیا[1] کو کسی بات کے تکرار پر بہت مارا۔ بنیا بیچارہ کمزور تھا۔ مقابلہ نہ کرسکا۔ لیکن جیسے وہ مارتا رہا۔ بنیا بہت سی گالیاں دیتا رہا۔ جب وہ زبردست مسلمان چلا گیا۔ تو ہمسایہ دکاندار نے پوچھا کہ کچھ بھی کیا ہوا۔ بنیا نے اپنی پنجابی بولی میں کہا ''میتوں مسے نے (مسلم) نے بہت مار یا پر میں بھی اسنوں گالیاں دے نال بیچوائی کر چھڈیا''۔ یعنی اگرچہ اس مسلمان نے مجھ کو بہت مارا لیکن میں نے بھی اس کو گالیوں سے ادھ موا کردیا۔ سو اس میں شک نہیں کہ مولویوں اور سجادہ نشین صاحبوں نے مرزا صاحب کو کافر کہا، دجال لکھا جس کا انتقام مرزا صاحب نے اس کتاب (انجام آتھم) میں گالیوں سے لیا انتقام بھی ایسا کہ وہ بھی یاد ہی کرینگے۔ اور قیامت تک یہ کتاب مملو بہ دررسب وشتم انکی یاد فرمائی اور مرزا صاحب کے ثواب اخروی اور رونمائی کی یادگار رہے گی۔ جزاک اللہ۔

یہ مانا کہ مرزا صاحب کو جب انہوں نے کافر کہا۔ اور دجال لکھا تب مرزا

[1] بنیا: ہندو کاروباری، ہندو سوداگر، وہ ہندو جو دکاندار ہو یا دکانداری کرتا ہو۔

صاحب نے غصہ میں آ کر گالیوں سے بدلا لیا۔ مگر افسوس مرزا صاحب نے یہاں بھی تو حکم خداوندی کی (والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین یعنی غصہ کے ہضم کرنیوالے باوجود قدرت کے اور معاف کرنے والے لوگوں سے اللہ دوست رکھتا ہے احسان کرنیوالوں کو) تعمیل پر کچھ توجہ نہیں کی۔ موخر الذکر آیت کے تحت میں اکثر مفسرین نے روایتیں لکھی ہیں جن میں سے صرف دو روائتیں جو خاص مرزا صاحب کی توجہ کے قابل ہیں لکھی جاتی ہیں۔

روایت کسی نے حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو طمانچہ مارا امام صاحب نے فرمایا کہ میں بھی تجھے طمانچہ مار سکتا ہوں مگر نہیں ماروں گا۔ اور اس بات پر قادر ہوں کہ خلیفہ وقت سے تیرے پر نالش کروں مگر نہ کروں گا۔ درگاہ الٰہی میں نالہ وفریاد کر سکتا ہوں مگر نہ کروں گا۔ کہ قیامت کے دن تجھ سے جھگڑوں اور بدلہ لوں مگر نہ لوں گا۔ اگر فردا قیامت کو مجھے چھٹکارا ملے اور حق تعالٰے میری سفارش قبول کرے تو تیرے بغیر جنت میں قدم نہ رکھوں گا۔

بیت۔

مردی گمان مبر کہ بزور است وپُردلی
باخشم گر برآئی دانم کہ کاملی

روایت دوم تیسیر میں لکھا ہے کہ ایک دن جناب امام حسین رضی اللہ عنہ مہمانوں کے ساتھ کھانا تناول فرمانے بیٹھے تھے آپ کا خادم جلتی ہوئی آش کا کاسہ مجلس میں لایا دہشت سے اسکا پاؤں فرش کے کنارے لڑکھڑایا کاسہ جناب امام حسین کے سر مبارک پر گر کر لوٹ گیا اور جلتی ہوئی آش سراطہر پر گری حضرت نے ادب سکھانے کی راہ سے خادم کی طرف دیکھا خادم کی زبان کی طرف جاری ہوا والکاظمین الغیظ آپ نے فرمایا غصہ میں نے فرو کیا خادم بولا والعافین عن الناس حضرت نے فرمایا میں نے معاف کیا۔ خادم نے باقی



آیت واللہ یحب المحسنین پڑھی حضرت امام نے فرمایا جا میں نے اپنے مال سے تجھے آزاد کر دیا۔ ابیات

بدی را بدی سہل باشد جزا
اگر مردی احسن الی من اسا

ابدی را مکافات کردن بدی
بہ اہل صورت بود بخردی
بمعنی کسانے کہ پے بردہ اند
بدی دیدہ ونیکوئی کردہ اند

من ومن از تفسیر حسینی۔ کامل آدمیوں کی اس سے شناخت ہوتی ہے۔ جس پر مرزا صاحب نے بھی اپنی تصانیف میں ادعا کیا ہے۔

یہ ہر دو روایتیں بطور ضروری مرزا صاحب کی توجہ کے واسطے اس لحاظ سے لکھی گئی ہیں کہ اول آپ نے ازالہ اوہام کے صفحہ ۵۳۱ میں حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی بہت تعریف لکھی ہے اور انکا اجتہاد اور استنباط قبول کر کے داد دی ہے اور پھر کتاب انجام آتھم صفحہ ۵۳ میں ولو کان الایمان معلقاً بالثریا لنالہ۔ جو حدیث حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی پیشین گوئی میں ہے اپنی طرف لگا کر فارسی النسل تسلیم کیا ہے۔ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ بھی بذات خاص آپ ہی ہیں۔ جیسے کہ آپ نے ازالہ اوہام کے صفحہ ۶۶ سے ۷۰ تک اسکی تشریح کی ہے۔ قادیان کو دمشق قرار دیا ہے۔ اور وہاں کے لوگوں کو یزیدی بنا کر خود حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ بن گئے۔ حاصل کلام جب حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ وحضرت امام حسین رضی اللہ عنہ بھی آپ ہی ہیں۔ تو پھر اس آیت کی تعمیل کرنے کے وقت کیا ہوا اور کیا بن گئے؟ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور۔

اب ناظرین کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ مرزا صاحب نے غضب وغیظ میں آ کر ایسی کاروائی کی ہے کہ تمام کوشش مسیح موعود کے ہونے کو یکدم ملیامیٹ کر دیا۔ تمام احکامات الٰہی

واحادیث رسول اکرم ﷺ اور الہامات وحی خود اور دستاویز قطعی کے برخلاف ایسی چال چلے جس سے عوام کو بدظنی پیدا ہوگی۔ مسیح ادعائی کو لازم تھا کہ اگر کوئی ایک رخسار پر طمانچہ مارتا تو دوسرا رخسار بھی اسکے آگے کر دیا جاتا۔ کہ لیجئے دوسرا بھی حاضر ہے۔ اب اسکا کیا کیا جائے کہ مسیح موعود تو بنتے اور بننا چاہتے ہیں مگر افسوس جسم میں خواص نہیں۔ حلیہ تاویلی تو تنا دیں مگر لباس نہیں، ارحاص نہیں۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ فی الواقعہ آپ بقول خود (انجام صفحہ ۶۸) خونی مسیح اور خونی مہدی نہیں ہیں۔ لیکن اس میں بھی کوئی شک وشبہ نہیں۔ کہ آپ یہی مسیح۔ اور یہی مہدی ہیں۔ نعوذ باللہ منہ کیونکہ اس میں آپ کو کمال حاصل ہے۔ بیچارے علماء ومشائخ وقت آپ کے کس شمار وقطار میں ہیں۔ جبکہ آپ سے پیغمبران علیہم السلام بھی نہیں چھوٹے۔ مرزا صاحب گستاخی معاف بجائے اسکے کہ آپ مسلمانوں کے بزرگ جماعت علماء ومشائخ کو گالیاں دے کر اپنا دشمن بنا لیتے مناسب یہ تھا کہ اپنے اعجاز مسیحی اور ہدایت مہدیت سے ان کو گرویدہ کر کے اپنا حامی بنا لیتے۔ اور کرامات وخوارق عادات کا اثر ان کے دلوں پر ڈال کر اور اپنی دعا سے جو بجلی کی طرح کوندتی ہے (انجام صفحہ ۲۷۵) اپنی طرف جذب کر لیتے مگر افسوس اس طرف آپ نے بالکل رخ ہی نہیں کیا۔ کیا تو یہ کیا کہ گالیوں اور لعنتوں کے بوجھ سے ان کی کمر توڑ ڈالی اور کچھ بھی پاس مسلمانی نہ کیا۔ یہی باتیں ہیں کہ اس وقت آپ پر سب مسلمانوں کی طرف سے سخت درجہ کی بدگمانی ہے۔ دعوے آپ کے ساوی ہیں اور عمل آپ کے شرّی ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن. وَمَا نُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاح

اب میں نہایت اختصار کے ساتھ مرزا صاحب کی کتاب انجام آتھم وضمیمہ متذکرہ بالا کا خلاصہ پیش ناظرین کرتا ہوں اور اس کے مقابلہ میں کچھ اپنی طرف سے بہت ہی کم لکھوں گا ورنہ علم مرزا صاحب کی ہی تصانیف سے ہدیہ ناظرین کروں گا۔ جس سے مرزا صاحب کی حالت (جو گرگٹ کی طرح بدلتی رہی ہے اور بدلتی جائے گی) بخوبی ظاہر ہو جائے گی۔





## اوّل مختصر خلاصہ رسالہ انجام آتھم

مسٹر عبداللہ آتھم ۲۷ جولائی ۱۸۹۶ء کو بمقام فیروزپور مر گیا پہلے تاریخ مقررہ پر جو نہیں مرا تھا اسکا سبب یہ تھا کہ عبداللہ آتھم نے رجوع الی الحق کر لیا تھا اس واسطے تاریخ مقررہ پر فوت نہیں ہوا۔ جب ہم نے ۳۰ دسمبر ۱۸۹۵ء کو اشتہار دیا تھا۔ کہ اگر اس نے رجوع الی الحق نہیں کیا تو قسم کھائے اس نے قسم نہیں کھائی۔ اس لئے وہ ۲۷ جولائی ۱۸۹۶ء کو مر گیا۔ اور ہماری الہامی پیشین گوئی کے مطابق مرا۔ ملخصاً من ابتداء صفحہ ا۔ لغایت ۳۲۔ اور صفحہ ۲۱ میں جلی قلم سے لکھتے ہیں۔ ''اے بدذات فرقہ مولویاں! تم کب تک حق کو چھپاؤ گے۔ کب وہ وقت آئیگا کہ تم یہودیانہ خصلت کو چھوڑو گے۔ اے ظالم مولویو۔ تم پر افسوس اگر تم نے بے ایمانی کا پیالہ پیا وہی عوام کالانعام کو بھی پلایا''۔ ملخصاً بلفظہ۔

ناظرین! اول میں بابت پیشین گوئی مسٹر عبداللہ آتھم صاحب کے لکھتا ہوں جو مرزا صاحب نے اس کی نسبت لکھا تھا اور جو ۵ جون ۱۸۹۳ء کی پیشین گوئی ہے۔ وہ اس طرح پر ہے وھو ھذا ''میں اس وقت اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیشین گوئی جھوٹی نکلی یعنی وہ فریق جو خدا کے نزدیک جھوٹ پر ہے پندرہ ماہ (۱۵) کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے بسزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا اٹھانے کیلئے تیار ہوں۔ مجھے ذلیل کیا جائے میرے گلے میں رسّا ڈال دیا جائے مجھ کو پھانسی دیا جائے۔ ہر ایک بات کیلئے تیار ہوں

لے مرزا صاحب اور عبداللہ آتھم کی بحث بمقام امرتسر بتاریخ ۲۲ مئی ۱۸۹۳ء سے شروع ہو کر ۵ جون ۱۸۹۳ء کو ختم ہوئی یعنی ۱۵ ایام تک یہ مناظرہ زور شور سے ہوتی رہی جب مرزا صاحب سے کچھ نہ ہوا تو آخر کار چہ بڑا بھی مسلمان نہ ہوا اور عیسائی نے ذرہ بھر اثر نہ کیا تو آپ نے لفظ میں آکر یہ اثر دعا کر دیا اور اسکے پورے نہ ہونے پر جو منتقل ہونے کیلئے ہاتھ پاؤں رجوع الی الحق کے مارے مگر کچھ نہ بن سکا ساری دعائیں بیت الفکر ہی میں محدود رہیں۔ ۱۲ از مؤلف

میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ضرور وہ ایسا ہی کریگا۔ ضرور کریگا۔ ضرور کریگا۔ زمین و آسمان ٹل جائیں گے پر اس کی باتیں نہ ٹلیں گی۔ اگر میں جھوٹا ہوں تو میرے لئے سولی تیار رکھو۔ تمام شیطانوں اور بدکاروں اور لعنتیوں سے زیادہ مجھے لعنتی قرار دو۔" بلفظہ یہ الہامی پیشین گوئی تھی۔ اس پیشین گوئی کی میعاد ۵، ۶ ستمبر ۱۸۹۴ء کی رات کو پندرہ ماہ پورے ہوتے تھے اس تاریخ کی کیفیت میں اخبار وفادار مطبوعہ ۸ ستمبر ۱۸۹۴ء کے پرچے سے نقل کر کے ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔ وھو ھذا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی پیشین گوئی مسٹر عبداللہ آتھم کی موت کی نسبت لاہور میں ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء کی رات تک بڑا چرچا رہا کہ مرزا صاحب کی پیشین گوئی کے اختتام کا وقت آج رات کو ختم ہے۔ جا بجا بڑے مجمعے اور طرفدار پارٹیوں کے لوگ مختلف قسم کے خیالات ظاہر کرتے رہے ایسے ہی امید کیجاتی ہے کہ پنجاب کے تمام مقامات میں بھی یہی کیفیت ہوگی۔ ۶۔ ستمبر ۱۸۹۴ء کی صبح کو مسٹر عبداللہ کی پارٹی بشاش اور مرزا صاحب کی پارٹی مغموم اور پریشان حالت میں تھی۔ بلفظہ

پھر اخبار وفادار مورخہ ۱۵۔ ستمبر ۱۸۹۴ء میں حسب ذیل درج ہے۔

## مرزا قادیانی کی پیشین گوئی اور مسٹر عبداللہ آتھم کی مذہبی صداقت

سچ کہنے میں بدترین خطرات جھوٹ کہنے میں ضمیر پر بدنما دھبہ۔ گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل کا سامنا ہے۔ پس جھوٹ سے گریز اور توبہ ہزار توبہ۔

ع راستی موجب رضائے خدا است

مرزا قادیانی کی مسٹر عبداللہ کی نسبت **پہلی پیشین گوئی** غلط اغلط جھوٹ اور سراسر جھوٹ ثابت ہونے پر بعض عام بازاری لوگ ناواقفیت سے اسلام پر بڑے نامعقول فقرات اور اعتراض جڑتے ہیں اور خاص لوگ مگر غیر مذہب والے متانت سے اپنے دل



مذہبی تعصب کے خیالات کے ظاہر کرنے میں اپنا زور قلم دکھا رہے ہیں جو بیشک زبردستی اور غلطی کر رہے ہیں۔ پہلے خیال کے لوگ مذہبی امور سے ناواقف ہیں مگر دوسرے واقف ہوکر اسلام کی تحقیر پر وضعداری پر کمر بستہ ہیں۔ ہم ان دونوں خیالات والوں کی خدمت عالی مرزا قادیانی کی جھوٹی پیشین گوئی سمجھتے ہیں نہ کچھ اور۔ جس کی وجہ سے ہم بلا تامل اصول مذہب اور مذہبی اشتعال کیوجہ سے ایسا کہنے میں دریغ نہیں کرتے کہ اسلام ایسے صادق مذہب اور اسلام کے بانی صادق پیغمبر خدا ﷺ کے اصول مذہب کو بدنام اور انکی تحقیر کرنیوالا مرزا قادیانی ہے۔ نہ کوئی اور۔ جسکے بعد ہم ایسا کہنے میں بے اختیار ہیں۔ کہ او مرزا او قادیانی! او جھوٹے مسیح موعود!! او غلام!! او عبد الدراہم او الدنانیر مرزا!! خداوند خدا تجھے تیری بدبختی اور تیری جھوٹی پیشین گوئی کے صلہ میں اور تو خیر کم کم سے کم تیری جھوٹی پیشین گوئی کے نتیجہ کے تمام فقرات کا تجھ پر ہی خاتمہ کر کے تمام دنیا میں تجھے عبرت مجسم بنا کر اسلام کی صداقت کی زیادہ تر صریح نظیر قائم کرے اور عام طور پر جتلا دے کہ تیری ایسی بدبختی سے شہرت پسندی کے خیال سے ایسی جھوٹی پیشین گوئی کرنے والے دنیا میں ایسے ذلیل ہوا کرتے ہیں۔

ناظرین! مرزا قادیانی نے پہلے یہ پیشین گوئی کی تھی جو شرمناک طور پر ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء کو غلط ثابت ہوئی کہ آج سے پندرہ ماہ تک مسٹر عبداللہ آتھم بسزائے موت ہاویہ میں گرایا جائے گا۔ اور میری پیشین گوئی کبھی نہ ٹلے گی خواہ زمین و آسمان ٹل جائیں۔ ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء کو آفتاب نہیں غروب ہوگا جب تک عبداللہ آتھم نہیں مرے گا۔ اگر میری پیشین گوئی جھوٹ ہو تو مجھے ذلیل کیا جائے وغیرہ وغیرہ اور اب ۶ ستمبر ۱۸۹۴ء کو اسی مرزا نے جو پیشین گوئی شائع کی ہے اسکے پورے اندراج سے گریز کر کے صرف اسکا خلاصہ درج کیا جاتا ہے کہ مسٹر عبداللہ آتھم نے اپنے دل میں عظمت اسلام اور اسلام قبول کر لیا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ ہاویہ میں نہیں گرایا گیا۔ ہاں اب بھی اگر وہ عام مجمع میں اسلام کے خلاف کہدے تو

وہ ایک سال تک مرجائے گا۔ اگر نہ مرے تو میں ایک ہزار روپیہ اسے ایک سال کے بعد دوں گا۔

ناظرین! آپ نے مرزا صاحب کی پہلی پیشین گوئی کے فقرات بغور ملاحظہ فرمائے ہوں گے۔ اب دور اندیشی سے توجہ کیساتھ خیال فرمائیں کہ جس صورت میں مرزا صاحب کی پیشین گوئی ایسی فاش غلط اور جھوٹی ثابت ہو چکی ہے تو کیوں نہ آپ دعا کریں گے کہ خداوند خدا اقدس و تعالیٰ ایسے شخص کیساتھ ایسا ہی سلوک کرے جس کا مرزا قادیانی مستوجب ہے پس کیوں نہ آپ آمین کہیں اور کیوں نہ خدا کی طرف سے ایسے شخص پر اسکا قہر نازل ہو جس نے اس کے پیغمبر ﷺ کے برخلاف اپنے جھوٹے الہام کے نام سے عام شورش پھیلا دی اے خدا تو ایسے مذہبی رخنہ انداز شخص کو دنیا سے ناپید کر اور ضرور کر اور ہماری دعا ہے کہ تو حق پسند ہے۔ چونکہ مرزا نے محض بدنیتی اور جھوٹے الہام کے ذریعہ سے غریب عبداللہ آتھم اور اسکے متعلقین کو پندرہ ماہ مشوش اور پر خطر رکھا اس لئے تو اپنے انصاف سے کم سے کم پندرہ ماہ تک اسے نہایت سختی کے ساتھ دنیا سے اٹھالے تاکہ تیری قدرت اور تیرے پیغمبر ﷺ کے سچے طریق کے سیدھے راستہ میں پھر ایسے ایسے ناپ کے کسی دوسرے مسیح موعود کو رخنہ اندازی کا موقعہ نہ ملے۔ ناظرین! یہ جو کچھ لکھا گیا ہے مرزا کی پہلی پیشین گوئی کے جھوٹ ثابت ہونے کی وجہ سے۔ اب ذرا دوسری پیشین گوئی کی تکذیب بھی ملاحظہ فرمائیے۔ اسے ہے! یہ شخص مسلمان ہے۔ اور اسے تو یہ مسلمانی اسی کا نام ہے؟ خدا ایسے مسلمانوں اور ایسی مسلمانی سے بچائے۔ مرزا کی جدید پیشین گوئی کے بعد مسٹر عبداللہ آتھم صاحب کا ایک خط ہمارے پاس پہنچا ہے۔ جس کا خلاصہ ہم درج ذیل میں درج کرتے ہیں وھو ھذا۔

"میں خدا کے فضل سے تندرست ہوں اور آپ کی توجہ صفحہ ۸۱، ۸۲۔ مرزا صاحب





کی بنائی ہوئی کتاب نزول مسیح موعود کی طرف دلاتا ہوں۔ جو میری نسبت اور دیگر صاحبان کی نسبت موت کی پیشین گوئی ہے۔ اسے شروع کر کے آج تک جو کچھ گذرا ہے ان کو معلوم ہے اب مرزا صاحب کہتے ہیں کہ آتھم نے اپنے دل میں اسلام قبول کر لیا ہے اس لئے نہیں مرا۔ خیر ان کو اختیار ہے جو چاہیں سو کہیں۔ جب انھوں نے میرے مرنے کی بابت جو چاہا سو کہا۔ اور اس کو خدا نے جھوٹا کیا اب بھی ان کو اختیار ہے جو چاہیں سو تاویل کریں کون کسی کو روک سکتا ہے میں دل سے اور ظاہراً پہلے بھی عیسائی تھا اب بھی عیسائی ہوں اور خدا کا شکر کرتا ہوں۔ جب میں امرتسر میں جلسہ عیسائی بھائیوں میں شامل ہونے کو آیا تھا تو وہاں بعض اشخاص نے پہلے تو ظاہر کر دیا کہ آتھم مرگیا ہے نہیں آئے گا۔ جب مجھے ریلوے پلیٹ فارم پر دیکھا گیا تو کہنے لگے کہ یہ آتھم کی شکل کا ربڑ کا آدمی بنا ہوا ہے۔ انگریز حکمت والے ہیں ربڑ کے آدمی میں کل لگا دی ہے ایسی ایسی باتوں کا جواب صرف خاموشی ہے میں راضی وخوشی تندرست ہوں اور ویسے ایک دن مرنا تو ضروری ہے۔ زندگی موت صرف رب العالمین کے ہاتھ میں ہے اب میری عمر ۶۸ سال سے زیادہ ہے اور جو کوئی چاہے پیشین گوئی کر سکتا ہے کہ ایک سو سال کے اندر اندر اس وقت کے جو باشندے اس دنیا کے ہیں سب مرجائیں گے"۔

کیوں مرزا جی! یہی آتھم کے اسلام قبول کرنے کا ثبوت ہے اور اسی پر آپ ایک ہزار روپیہ انہیں انعام میں دیتے ہیں مرزا جی! آپ کے سفید بال ہو گئے ہیں۔ اب تو ایسی جھوٹی پیشین گوئی سے توبہ کرو یہ جھوٹا خضاب بجائے بال سیاہ کرنے کے چہرہ مبارک سیاہ کر رہا ہے کیا اچھا ہوتا کہ آپ سچائی کی مہندی لگا کر دنیا کے تمام لوگوں میں اور علماء دین کے سامنے سرخرو ہو جاتے مگر یہ کب۔ جب آپ جھوٹے مسیح موعود بننے کا دعویٰ نہ کرتے اب تو جو حال جھوٹ بولنے والوں کا چاہیے وہی آپکا مناسب بلکہ انسب ہے۔ مرزا قادیانی کی

بابت ہم عام لوگوں کو عموماً اور عیسائی صاحبان کی خدمت میں خصوصاً عرض کرتے ہیں کہ مرزا قادیانی کی پیشین گوئی اگر درست نہیں ہوئی تو اسکا الزام مرزا کی ذات خاص پر آسکتا ہے نہ خدانخواستہ اسلام کے پاک اور سچے اصول پر مرزا کی نسبت پہلے ہی اہل انڈیا کے علماء و فضلاء شاید تکفیر کا فتویٰ صادر کر چکے ہیں ایسے شخص کی دروغ گوئی کا اثر ہرگز ہرگز اسلام کی سچائی پر کسی طرح نہیں ہو سکتا۔ سچے مسلمان مرزا کی پیشین گوئی کو ہمیشہ نفرت اور حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں بلفظہ من و عن ختم ہوئی عبارت اخبار وفاداری۔

**سوم:** مرزا صاحب کا مرید خاص لودیانوی (اگرچہ اسی تحریر کے باعث سے اصحاب بدر میں نام نہیں لکھا گیا) میاں الہ دین جلد ساز اخبار نور "علی نور" میں بہت شد و مد کے ساتھ دروغ گو ہونا لکھتا ہے تھوڑا سا خلاصہ اس کا بھی پیش ناظرین کرتا ہوں۔ "اب چونکہ اس پیشین گوئی کی میعاد گذر کر بارہ تیرہ روز ہو لئے اور عبداللہ آتھم عیسائی اب تک زندہ اور بالکل تندرست ہے اور مرزا صاحب نے اپنے اشتہار فتح الاسلام میں جو تاویل کی ہے وہ بالکل قابل اطمینان نہیں ہے۔ پس ہم اپنی طرف سے یہ کچھ نہیں کہتے المرء یؤخذ باقرارہ آدمی اپنے اقرار کے سبب آپ گرفتار ہوتا اور پکڑا جاتا ہے اور ہم مرزا صاحب کے عقائد جدیدہ یعنی اپنے آپ کو مسیح موعود قرار دینا نہیں مانتے۔ ہمارے وہی عقائد ہیں۔ جو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے صحابہ کرام اور سلف صالحین فرقہ اہل السنۃ والجماعۃ سے برابر اب تک منقول اور متواتر ہیں"۔ والسلام۔ العبد کمترین اللہ دین اجلد ساز لودیانوی۔

بلفظہ اخبار نور علی نور مورخہ ۱۷ ستمبر ۱۸۹۴ء۔

اب میں عرض کرتا ہوں کہ مرزا صاحب کے اشتہار پیشین گوئی میں کوئی اگر مگر کا

۱؎ یہ شخص اب بہت خاص مریدوں میں سے ہیں اور اپنی بات سب سے اوپر رکھتے ہیں۔ ۱۲ الخ





لفظ نہیں تھا۔ اور نہ اس میں شرط رجوع الی الحق ۱؎ رکھی تھی جیسے کہ اوپر نقل کیا گیا ہے۔ لیکن مرزا صاحب کی تاویلات کا پھاٹک کھلا ہے۔ تاویل درست ہو نہ ہو۔ اپنی تحریر کے مطابق ہو نہ ہو مگر غلط ثابت ہونے پر کوئی نہ کوئی تاویل ضرور ہی کر دیتے۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ عبداللہ آتھم کی عمر ۶۸ سال سے زیادہ تھی۔ جس وقت مرزا صاحب کی پیشین گوئی سے بچ رہا تھا۔ اس سے بھی واضح ہے کہ مسٹر آتھم اپنے پاؤں قبر میں لٹکائے بیٹھا تھا۔ آج نہ مرتا کل مرتا۔ مگر افسوس کہ اس وقت نہ مرا تاکہ مرزا صاحب کی پیشین گوئی بھی ثابت ہو جاتی۔ نیز ناظرین کو یہ بھی یاد رہے کہ مرزا صاحب کی شرط اس بات پر تھی کہ میں مسیح موعود ہوں اور اس بات میں سچا ہوں۔ اسلام کی حقانیت پر شرط نہ تھی۔ اگر صرف اسلام کے ہی مقابلہ میں ایسی شرط کی جاتی تو یہ ضرور تھا کہ مرزا صاحب کامیاب ہو ہی جاتے مگر انکا دعویٰ ایسا تھا جو خود اہل اسلام کے ہی مخالف اور غلط اور دروغ تھا اسی لئے مرزا صاحب تحت مایوسی کی حالت میں ناکام رہے کیونکہ اہل اسلام کی طرف سے تو پہلے ہی بری نظروں سے دیکھے جاتے اور تکفیر کی تشہیر میں نزدیک و دور مشہور تھے یہی وجہ تھی کہ مولویوں اور سجادہ نشینوں کی گالیوں سے خبر لی خدا رحم کرے۔

۱؎ شرط رجوع الی الحق را ستمی مرزا صاحب نے اگرچہ اپنے جنگ مقدس، مورخہ ۵ جون ۱۸۹۳ء کے صفحہ ۲۰۹ میں لفظ شرط یہ کہ حق کی طرف رجوع نہ کرے ہاویہ میں گرایا جائے گا لفظ لکھا ہے لیکن اسکے مخالف شرط رجوع الی الحق کو ذکر صفحہ ۱۸۸ میں اسکے بعد اپنے اقرار واثق میں جو ہے جو ذرہ سے دل ڈگمگاتے ہیں جو میں نے صفحہ ۲ میں درج کیا ہے اس میں کوئی شرط رجوع الی الحق کی نہیں ہے۔ بلکہ پیشین گوئی کی شرط کو مرزا صاحب کے اپنے ہی اقرار نے جو اس پیشین گوئی کے بعد کیا ہے بالکل توڑ کر معدوم کر دیا ۱۲ منہ عفی عنہ۔

## دوم مختصر خلاصہ رسالہ خدا کا فیصلہ

یہ رسالہ صفحہ ۳۴ سے ۴۱ تک ہے۔ اس میں مرزا صاحب لکھتے ہیں:

(الف) جیسا کہ ہم نے کتاب ست بچن میں سکھ صاحبان کو بھی مخفی چولہ کی تمام گرو کے چیلوں کو زیارت کرادی ہے اسی طرح ہم یسوع کے شاگردوں کو بھی ان کے تین مجسم خداؤں کے درشن کرا دیتے ہیں اور ان کے سہ گوشہ تثلیثی خدا کو دکھلا دیتے ہیں چاہیے کہ ان کے آگے جھکیں اور سیس نوادیں اور وہ یہ ہے۔ جس کو ہم نے عیسائیوں کے شائع کردہ تصویروں سے لیا ہے ملاحظہ ص ۳۵۔ بیٹا یسوع کی شکل پر۔ روح القدس کبوتر کی شکل پر۔ باپ آدم کی شکل پر۔

ناظرین! مرزا صاحب نے اسی صفحہ ۳۵ پر تین تصویریں بالا بنائی ہیں۔ جس کے واسطے سخت ممانعت خداوند تعالیٰ و رسول اکرم ﷺ کی ہے کہ ہرگز تصویر نہ بنائی جائے۔ قیامت کو تصویر بنانے والے کو سخت عذاب دیا جائے گا۔ جیسا کہ صحیح حدیثوں میں وارد ہے۔ پھر تعجب ہے کہ مرزا صاحب اپنے لئے متبع سنت نبوی بڑے زور سے لکھتے ہیں۔ اور عمل ان کا بالکل خلاف کتاب و سنت ہے شاید مرزا صاحب اس کا جواب دیں کہ ہم نے تو عیسائیوں کی ہی کتابوں سے تصویریں دیکھ کر اپنی کتاب میں بھی بنادی ہیں۔ کوئی جدید تصویریں نہیں بنائیں۔ ممکن ہے کہ ناظرین خیال کر بھی لیں مگر جبکہ ان کی کتابوں میں تصویریں بنی ہوئی ہیں۔ اور وہ روز درشن کرتے ہیں۔ تو مرزا صاحب کو کون سی ایسی ضرورت سخت پڑی تھی کہ آپ بھی تصویریں بنا کر حکم خدا اور رسول ﷺ کے منکر ہوتے۔ جبکہ مرزا صاحب حکم خدا و رسول ﷺ کی مخالفت میں قدم بڑھائے جاتے ہیں۔ اور ان کو ایک ذرہ بھر بھی پروا نہیں پھر کون شخص یا کون عالم اور متقی ہے جو مرزا صاحب کو مرد مسلمان بھی قبول کرسکے۔ چہ جائیکہ مرد صالح، الہامی، مجدد، محدث، نبی و رسول، مسیح موعود، مہدی مسعود





منظور کرے گا۔ میں اس بات کو مانتا ہوں کہ علماء و مشائخ و مفتیان عرب و عجم فوراً سنتے ہی ضرور کفر کا فتویٰ عداوتاً (جو حارث کی زمین اراضی ملکیت پر ہے) لگا دیں گے۔ اس واسطے میں ان کے فتویٰ کا منتظر نہیں۔ البتہ مرزا صاحب کی ہی دستاویزات کو پیش ناظرین کرنا ضروری ہوا۔ سنئے۔

۱۔ اور ہمارا اس بات پر بھی ایمان ہے کہ ادنیٰ درجہ صراط مستقیم کا بھی بغیر اتباع ہمارے نبی ﷺ کے ہرگز انسان کو حاصل نہیں ہوسکتا۔ چہ جائیکہ راہ راست کے اعلیٰ مدارج بجز اقتداء اس امام الرسل کے حاصل ہوسکیں۔

ملاحظہ ازالہ اوہام ص ۱۳۸ اور کتاب اعلام الناس حصہ چہارم مؤلفہ مولوی محمد احسن امروہوی حواری خاص صفحہ ۲۸

۲۔ ششم قال اللہ وقال الرسول کو اپنے ہر ایک راہ میں دستور العمل قرار دے گا۔

رسالہ تکمیل تبلیغ صفحہ ۔ مصنفہ ۱۸۸۹ء

۳۔ ہمیں قرآن اور حدیث صحیح کی پیروی کرنا ضروری ہے۔ ازالہ اوہام ص ۵۵۰ ملاحظہ

مرزا صاحب نے تمام اپنی تالیفات میں اس بات کا ادعا کیا ہے کہ ہم کامل متبع رسول اکرم ﷺ کے ہیں۔ اسی واسطے ہم یہ ہیں اور وہ ہیں اب ان کی دو تین عبارتیں بھی نقل کردی ہیں مگر میں پہلے بطور نمونہ کتنی آیات اور احادیث لکھ کر دکھلا چکا ہوں کہ مرزا صاحب نے ان کی طرف رُخ بھی نہیں کیا۔ پس جو کوئی ایسا کرے اس کے لئے مفتیان شرع متین فتویٰ دیں اور مرزا صاحب خود اپنی تحریر کو سامنے رکھ کر قبول کرلیں۔ مگر امید نہیں کہ مرزا صاحب کوئی نہ کوئی تاویل نہ کریں۔ مگر افسوس صریح روگردانی کی بھی کوئی تاویل قابل قبول ہے۔ نتیجہ ان تصاویر کے بنانے اور احکامات نصی اور احادیث صحیحہ کے انکار کا یہی نکلتا ہے۔ کہ مرزا صاحب کو آزادی مدنظر ہے۔ جب عیسائیوں کے کفارہ کی طرح آپ کے[1] اگلے پچھلے گناہ

[1] دیکھو صفحہ ۵۷ براہین احمدیہ ۱۲ منہ

معاف ہو گئے ہیں تو یہ تصویریں دالینے میں کونسا گناہ ان کے لئے مضر ہو سکتا ہے۔

(ب) مسیح نے پہلے نبیوں سے بڑھ کر کیا دکھلایا۔ خدائی کی مد میں کون سے کام کئے کیا یہ کام خدائی کے تھے کہ ساری رات آنکھوں میں سے رو رو کر نکالی پھر بھی دعا منظور نہ ہوئی۔ ایلی ایلی کہتے جان دی باپ کو کچھ بھی رحم نہ آیا اکثر پیشین گوئیاں پوری نہ ہوئیں۔ معجزات پر تالاب نے دھبہ لگایا فقیہوں نے پکڑا اور خوب پکڑا کچھ بھی پیش نہ گئی۔ ایلیا کی تاویل میں کچھ عمدہ جواب بن نہ پڑا اور نہ پیشین گوئی کو اپنے ظاہر الفاظ پر پورا کرنے کے لئے ایلیا کو زندہ کر کے دکھلا سکا اور لما سبقتنی کہہ کر بعد حسرت اس عالم کو چھوڑا ایسے خدا سے ہندوؤں کا خدا رام چندر ہی اچھا رہا۔ جس نے جیتے جی راجن سے اپنا بدلہ لے لیا۔ (نور القرآن حاشیہ صفحہ ۱۸)

(ج) مریم کا بیٹا کشلیا[ع] کے بیٹے سے کچھ زیادت نہیں رکھتا۔ (انجام آتھم)

۳۔ مرزا صاحب کے کلمات اور الہامات توہین و استہزاء و استخفاف حضرت مسیح علیہ السلام کی طرف غور فرمائیں۔ کہ حضرت مریم علیہا السلام کے بیٹے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں یا نہیں؟ اگر ہیں تو یہ بھی سوچ لیں کہ یہ ان کی کیسی توہین و تحقیر ہے نعوذ باللہ من کسی مسلمان کی طرف سے تو ایسا ہونا ممکن نہیں۔ مسلمانوں کے عقائد میں ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام کا بیٹا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سوا (جو اولو العزم پیغمبر ہیں) کوئی نہیں ہے اور مسلمانوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ پیغمبران علیہم السلام میں سے کسی پیغمبر یا نبی علیہ السلام کی توہین کفر ہے۔ کیا یہی قرآن شریف کی تعلیم اور احادیث کی تہذیب ہے اور اپنے الہاموں کی تعمیل ہے؟ کہ آیت شریف ولا تسبوا الذین... الآیہ کو کیسا نسیا منسیا کر دیا۔ کسی طرف بھی کوئی خیال نہیں کیا عداوت اور غصہ پادریوں کے ساتھ ہے اور توہین و گالیاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو توبہ! توبہ! توبہ!!! (نقل کفر کفر نباشد)

ع کشلیا راجہ رام چندر جی کی ماں کا نام ہے جس کو ہندو لوگ بعض پرمیشر اور بعض اوتار اور دیوتا جانتے ہیں۔ ۱۲ منہ۔





مرزا صاحب شاید یہ تاویل کریں کہ مریم ایک تیلن قادیان میں ان کے محلہ میں رہتی ہے تیل وغیرہ کے جھگڑے میں اسکی بابت لکھا ہے۔ یہ ہو نہیں سکتا کیونکہ مخاطب اسکے عیسائی ہیں تیلی نہیں۔ افسوس ادھر تو مریم کا بیٹا کشلیا کا بیٹا ہے اور ادھر خود مرزا صاحب ابن مریم ہیں۔ اس جگہ اتنا ہی لکھا گیا۔ باقی جو فحش اور گندی گالیاں مرزا صاحب نے اپنے ضمیمہ میں حضرت مسیح علیہ السلام کو منہ پھاڑ پھاڑ کر دی ہیں ان کو اپنی جگہ ملاحظہ فرمائیں۔

## سوم مختصر خلاصہ رسالہ دعوت قوم

یہ رسالہ صفحہ ۵۵ سے ۲۷ تک ہے اسی میں اشتہار مباہلہ بھی درج ہے۔

۱۔ (الف) دجال اکبر پادری لوگ ہیں۔ اور یہی قرآن اور احادیث سے ثابت ہے اور مسیح موعود کا کام ان کو قتل کرنا ہے۔ صفحہ ۵۵۔

صفحہ ۵۱ سے الہامات جو اکثر آیات قرآنی ہیں مرزا صاحب پر بذریعہ وحی القا ہوئے ہیں جن کا ترجمہ اردو بہت اختصار و انتخاب کے ساتھ بطور نمونہ درج کیا جاتا ہے۔ جس سے مرزا صاحب کو نبی پیغمبر۔ مرسل کے خطابات اور مراتب عطا ہوئے ہیں گویا دوبارہ نزول قرآن شریف آپ پر شروع ہو گیا ہے۔

(ب) اے وہ عیسیٰ جس کا وقت ضائع نہیں کیا جائیگا۔ صفحہ ۵۰۔

۲۔ ان کو کہہ کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو میرے پیچھے ہو لو تو خدا بھی تم سے محبت کرے۔ صفحہ ۵۶۔

۳۔ اے احمد تیرا نام پورا ہو جائے گا قبل اسکے جو میرا نام پورا ہو۔ صفحہ ۵۰۔

۴۔ میں تجھے اپنی طرف اٹھانے والا ہوں۔ صفحہ ۵۰۔

۵۔ تیری شان عجیب ہے۔ صفحہ ۵۰۔

۶۔ تو میری جناب میں وجیہ ہے میں نے تجھے اپنے لئے چن لیا ہے۔ صفحہ ۵۵۔

۷۔ پاک ہے وہ جس نے اپنے بندہ کو رات میں سیر کرایا۔ (معراج) صفحہ ۵۵۔

۸۔ تجھے خوشخبری ہو اے میرے احمد تو میری مراد ہے اور میرے ساتھ ہے۔ صفحہ ۵۵۔

۹۔ میں تجھے لوگوں کا امام بناؤں گا۔ صفحہ ۵۵۔

۱۰۔ لوگوں سے لطف کے ساتھ پیش آ اور ان پر رحم کر۔ صفحہ ۵۵۔

۱۱۔ تو ان میں بمنزلہ موسیٰ کے ہے۔ صفحہ ۵۵۔

۱۲۔ تو ہمارے پانی میں سے ہے۔ صفحہ ۵۵۔

۱۳۔ خدا عرش پر سے تیری تعریف کرتا ہے۔ صفحہ ۵۵۔

۱۴۔ سب تعریف خدا کو ہے جس نے تجھے مسیح ابن مریم بنایا۔ صفحہ ۵۵۔

۱۵۔ کہ میں ایک آدمی تم جیسا ہوں مجھے خدا سے الہام (وحی) ہوتا ہے۔ صفحہ ۵۵۔

۱۶۔ تیرا بدگو بے خیر ہے (میاں سعد اللہ مدرس لودیانہ)۔ صفحہ ۵۵۔

۱۷۔ نبیوں کا چاند آئیگا۔ صفحہ ۵۷،۱۰۰۔

۱۸۔ تو میرے ساتھ ہے اور میں تیرے ساتھ ہوں تیرا بھید میرا بھید ہے۔ صفحہ ۵۵۔

۱۹۔ وہ خدا جس نے تجھے مسیح ابن مریم بنایا۔ صفحہ ۵۵۔

۲۰۔ اے عیسیٰ میں تجھے وفات دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا۔ صفحہ ۵۵۔

۲۱۔ ان کو کہہ دے آؤ ہم اور تم اپنے بیٹوں اور عورتوں عزیزوں سمیت ایک جگہ اکٹھے ہوں پھر مباہلہ کریں اور جھوٹوں پر لعنت بھیجیں۔ صفحہ ۱۰۔

۲۲۔ ابراہیم یعنی اس عاجز (مرزا صاحب) پر سلام۔ صفحہ ۱۰۔

۲۳۔ اے داؤد لوگوں کے ساتھ نرمی اور احسان کے ساتھ معاملہ کر۔ صفحہ ۱۰۔

۲۴۔ اے نوح اپنی خواب کو پوشیدہ رکھ۔ صفحہ ۱۰۔





۲۵۔ ہم تجھے ایک حلیم لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں جو حق اور بلندی کا مظہر ہوگا گویا خدا آسمان سے اترا (نعوذ باللہ من ذالک بہتان) اسکا نام عمانوایل ہے۔ صفحہ ۹۴۔

یہ کسی قدر نمونہ ان الہامات کا ہے جو وقتاً فوقتاً مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوئی ہیں اور ان کے سوا اور بھی بہت سے الہامات ہیں۔ مگر خیال کرتا ہوں کہ جس قدر میں نے لکھا ہے وہ کافی ہے اب ظاہر ہے کہ ان الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ، خدا کا مامور خدا کا امین، خدا کی طرف سے آیا ہے۔ جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ۔ اسکا دشمن جہنمی ہے۔ صفحہ ۹۴۔

ناظرین!! غور فرمایئے گا۔ ان الہامات و تحریرات مندرجہ بالا مرزا صاحب بہادر میں کوئی پہلو ایسا نکال سکتے ہیں کہ مرزا صاحب پیغمبری کا دعویٰ کھلم کھلا نہیں کرتے کیا پیغمبران علیہم السلام کے القابات سے ملقب نہیں ہوئے؟ کیا خدا کا فرستادہ رسول نہیں؟ کیا خدا کا مامور پیغمبر نہیں؟ کیا خدا کا امین نبی نہیں؟ ان دعاوی میں کوئی شبہ ہے کہ جس سے آپ مرزا صاحب کو پیغمبر یا نبی یا رسول نہیں کہہ سکتے؟ کیا جس قدر لوگ (گویا کلھم) مسلمان جو مرزا صاحب پر ایمان لائے نعوذ باللہ سب کافر نہیں ہیں؟ پھر تعجب یہ ہے کہ جب کوئی مرزا صاحب کو کہتا ہے کہ تم پیغمبری اور نبوت کا دعویٰ کرتے ہو تو فوراً کہتے ہیں کہ "ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں"۔ لیکن میں مرزا صاحب کی ہی تحریرات والہامات سے ان کی نبوت ادعائی کے اثبات کو پیش ناظرین کرتا ہوں۔ لکھتے ہیں

(الف) "اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ عاجز خدا کی طرف سے اس امت کیلئے محدث ہو کر آیا ہے۔ اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہی ہوتا ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ سے ہمکلام ہونے کا ایک شرف رکھتا ہے۔ اور امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جاتے ہیں اور رسولوں اور نبیوں کی وحی کی طرح اسکی وحی کو بھی دخل شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے اور مغز شریعت اس پر کھولا جاتا ہے اور

ایسے انبیاء کی طرح مامور ہو کر آتا ہے کہ اپنے تئیں باواز بلند ظاہر کرے اور اس سے انکار کرنیوالا ایک حد تک مستوجب سزا ٹھہرتا ہے اور نبوت کے معنی بجز اسکے اور کچھ نہیں کہ امور متذکرہ بالا اس میں پائے جائیں اگر یہ عذر ہو کہ باب نبوت مسدود ہے۔ اور وحی جو انبیاء پر نازل ہوتی ہے اور اس پر مہر لگ چکی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ نہ من کل الوجوہ باب نبوت مسدود ہے اور نہ ہر ایک طور سے وحی پر مہر لگائی گئی ہے۔ بلکہ جزوی طور پر وحی اور نبوت کا اس اُمت مرحومہ کیلئے ہمیشہ دروازہ کھلا ہے" ملخصاً توضیح مرام صفحہ ۱۸۔

(ب) رسالہ شحنۂ حق کے صفحہ ابتدائی ۲ پر جبکہ مرزا صاحب کو قادیان والوں نے سخت تنگ اور بے عزت کیا تو اظہار نبوت اس طرح پر کر کے لکھتے ہیں۔ "بقول حضرت مسیح کا قول ہے کہ نبی بے عزت نہیں مگر اپنے وطن میں۔" ملخصاً

(ج) جو شخص مجھے بے عزتی سے دیکھتا ہے وہ اس خدا کو بے عزتی سے دیکھتا ہے جس نے مجھے مامور کیا اور جو مجھے قبول کرتا ہے وہ اس خدا کو قبول کرتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے۔

ملخصاً ص ۶ ضمیمہ انجام۔

(د) اس عاجز کا نام خدا نے امتی بھی رکھا اور نبی بھی۔ صفحہ ۵۳۳ ازالہ اوہام۔

(ہ) مرزا صاحب اپنی کتاب آریہ دھرم کے اخیر نوٹس میں صفحہ ۱۶۵ اپنا نام اس لقب سے لکھتے ہیں۔ "حضرت اقدس امام الزمان مہدی و مسیح موعود مرزا غلام احمد" ملخصاً۔

ناظرین!! اب انصافاً فرمایئے گا کہ پیغمبری، رسالت، نبوت میں کچھ کسر باقی ہے؟ پھر ایسی ایسی وحشی لعنتیں کس پر ہوئیں۔ مگر مرزا صاحب کو ان لعنتوں، پھٹکاروں اور گالیوں کی پروا نہیں۔ بلکہ وہ اس کو عین تہذیب سمجھتے ہیں۔ جب کہ مرزا صاحب کو ابتداء سے ہی ایسی عادت ہے تو اسکے جواز کے واسطے قرآن شریف پر بھی الزام لگا کر اس طرح پر لکھتے ہیں ع نقل کفر کفر نباشد

وھو ھذا

"(الف) "قرآن شریف جس آواز بلند سے سخت زبانی کے طریق کو استعمال کر رہا ہے ایک غایت درجہ کا غبی اور سخت درجہ کا نادان بھی اس سے بے خبر نہیں رہ سکتا۔ مثلاً زمانہ حال کے مہذبین کے نزدیک کسی پر لعنت بھیجنا ایک سخت گالی ہے لیکن قرآن شریف کفار کو سنا سنا کر ان پر لعنت بھیجتا ہے۔" ملخصاً صفحہ ۲۵-۲۶ ازالہ اوہام۔

(ب) ایسا ہی ولید بن مغیرہ کی نسبت نہایت درجہ کے سخت الفاظ جو بصورت ظاہر گندی گالیاں معلوم ہوتی ہیں استعمال کئے ہیں۔ ملخصاً ص ۲۷-۲۸۔

تو بہ نعوذ باللہ یہ عقیدہ مرزا صاحب کو ہی نصیب ہو کہ قرآن شریف میں بد تہذیبی اور گندی گالیاں بھری پڑی ہیں۔ کسی مسلمان سے خداوند کریم ایسی اہانت کلام الٰہی کی نہ کرائے۔ جس سے مسلمانی سے خارج ہو جائے۔ مفتیان شرع اس گستاخی اور اہانت قرآن شریف کلام پاک پر مرزا صاحب کی نسبت خود فتوے دینگے۔ خدا تعالیٰ مرزا صاحب کو بھی ہدایت بخشے اگر اسکی مشیت ہو۔ پھر مرزا صاحب لکھتے ہیں۔ "اب اے مخاطب مولویو اور سجادہ نشینو یہ نزاع ہم میں اور تم میں حد سے زیادہ بڑھ گئی ہے۔ اور اگرچہ یہ جماعت بہ نسبت تمہاری جماعتوں کے تھوڑی سی ہے اور فئہ قلیلہ ہے اور شاید اس وقت تک چار ہزار پانچ ہزار سے زیادہ نہیں ہوگی۔" ملخصاً ص ۳۰۶ انجام آتھم۔

ناظرین اذرا مرزا صاحب کے حافظہ کو ملاحظہ فرمایئے گا کہ چار پانچ ہزار کی تعداد اسی کتاب میں درج کی ہے اور پھر اسی کتاب کے ضمیمہ میں صفحہ ۲۶ بلفظہ عشرہ کے بعد آٹھ ہزار سے زیادہ لکھدی ہے۔ جیسے لکھتے ہیں کہ "اب آٹھ ہزار سے کچھ زیادہ وہ لوگ ہیں جو اس راہ میں جان فشاں ہیں" بلفظہ صفحہ ۲۶ ضمیمہ۔ پھر لکھا ہے کہ "اب خدا کے فضل سے آٹھ ہزار کے قریب ہیں"۔ صفحہ ۵ ضمیمہ۔ لیکن صفحہ ۴۱ سے ۴۲ تک ضمیمہ میں کل فہرست اپنی

جماعت کی تین سو تیرہ (۳۱۳) لکھی ہے۔ ممکن ہے کہ مرزا صاحبان کل اختلافات کی کوئی تاویل گھڑیں گے۔ اسکی بابت ضمیمہ کے خلاصہ میں بھی لکھا جائے گا۔ فانتظروہ

(ج) میں کسی خونی مسیح کے آنے کا قائل نہیں اور نہ خونی مہدی کا منتظر۔ صفحہ ۱۱ انجام۔

حضرات ناظرین! مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ بروقت ظہور مہدی علیہ السلام و نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کفار و دجال سے جہاد ہوگا۔ جس میں اکثر افواج کام آئیں گی۔ اس بات کو مرزا صاحب نے تمام اہل اسلام کے عقائد کی مخالفت میں تو چہ، استہزا و استخفافاً حضرت مہدی علیہ السلام و حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خونی کے لفظ اور لقب سے ملقب کیا ہے اسی اعتقاد سے جہاد و غزا دسرایہ وغیرہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم و خلفاء راشدین و صحابہ مہدیین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو بھی کشت و خون سمجھ کر ان کو بھی نعوذ باللہ منہا خونی پیغمبر اور خونی خلفاء سمجھا جاتا ہے۔ مفتیان شرع ذرا اس طرف بھی توجہ فرمائیے گا۔ توبہ! توبہ! توبہ!!!

وجہ اسکی یہ ہے کہ مرزا صاحب اپنے میں اب تک کوئی جرأت یا حوصلہ نہیں دیکھتے اور نہ کچھ امید رکھتے ہیں کہ جنگی کاروائی کریں اگرچہ اپنی جماعت کو کبھی کبھی فئہ قلیلہ بیان کر کے لوگوں سے ایک لاکھ فوج کی درخواست کرتے ہیں۔ اور پانچ ہزار سپاہی منظور ہوتے۔ جیسے مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ ”کشفی حالت میں اس عاجز نے دیکھا۔ کہ انسان کی صورت پر دو شخص ایک مکان میں بیٹھے ہیں ایک زمین پر اور ایک چھت کے قریب بیٹھا ہے۔ تب میں نے اس شخص کو جو زمین پر بیٹھا تھا۔ مخاطب کر کے کہا کہ مجھے ایک لاکھ فوج کی ضرورت ہے مگر وہ چپ رہا۔ تب میں نے اس دوسرے کی طرف رُخ کیا جو چھت کے قریب اور آسمان کی طرف تھا۔ اُسے میں نے مخاطب کر کے کہا۔ کہ مجھے ایک لاکھ فوج کی ضرورت ہے۔ وہ بولا کہ ایک لاکھ فوج نہیں ملے گی مگر پانچ ہزار سپاہی دیا جائے گا۔ تب میں نے دل میں کہا۔ کہ پانچ ہزار تھوڑے آدمی ہیں پر اگر خدا چاہے تو تھوڑے، بہتوں پر فتح پا





سکتے ہیں اُسوقت میں نے یہ آیت پڑھی۔ كم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله. ازالہ اوہام حاشیہ صفحہ ۹۷،۹۸۔

ناظرین! ذرا مرزا صاحب سے دریافت تو فرمائیے گا کہ ایک لاکھ فوج کی ضرورت کس کے واسطے ہوئی مگر افسوس درخواست ایک لاکھ فوج کی دو انسانی صورتوں سے کیجاتی ہے اور صرف پانچ ہزار ہی سپاہی منظور ہوتے ہیں یہ درخواست ۱۳۰۸ھ میں جس کو عرصہ سات سال کے قریب گذر گیا ہے کی تھی۔ اُسوقت صرف ۷۵ ہی سپاہی لنگوٹے کالے بیٹھے اور اس وقت ہی دعویٰ صلیب کے توڑنے کا بھی کیا تھا۔ اور دجال پادریوں کے قتل کا مگر استعارات سے اور اسی وقت یہ درخواست بھی ایک لاکھ فوج کی کی گئی تھی۔ مگر افسوس منظور نہ ہوئی ورنہ ضرور تھا کہ غدر کر کے پادریوں کو قتل کرتے اور صلیب کو توڑتے اور اپنے دعویٰ کی تصدیق میں مسلمانوں پر بھی زور ڈالتے۔ اسی خیال سے اس رسالہ انجام میں اپنی جماعت کی تعداد چار پانچ ہزار بھی لکھی ہے۔ اور اسکے ضمیمہ میں آٹھ ہزار تک لکھ کر اپنا رعب دکھلایا ہے کہ جس سے گورنمنٹ کو بھی خیال ہو جائے مگر افسوس یہ تعداد محض خیالی اور وہمی ہی ہے کیونکہ جب ضمیمہ میں فہرست لکھنے بیٹھے تو صرف تین سو تیرہ (۳۱۳) کے ہی نام درج کئے ان میں بھی بہت سے مُردوں کے نام لکھ کر تعداد پوری کی۔ جس سے یہ ثابت ہوا کہ اسی قدر فوج مرزا صاحب کی معہ مُردوں کے ہے جو درج فہرست کر دی ہے۔ یوں تو مرزا صاحب کہتے ہیں کہ ہم گورنمنٹ کے بڑے خیر خواہ ہیں۔ ہمارے باپ نے گھوڑے دیئے آدمی

۱؎ ہمارے باپ نے گھوڑے دیئے۔ مرزا صاحب نے اپنے اشتہار رسالہ اسلامی انجمنوں کی خدمت میں التماس ضروری کے صفحہ اول الف مشمولہ براہین احمدیہ حصہ دوم میں یوں لکھا ہے۔ کہ ”غدر ۱۸۵۷ء میں ہمارے والد صاحب مرحوم نے پچاس (۵۰) گھوڑے اور پچاس مضبوط لائق سپاہی بطور مدد کے سرکار میں غدر کے مقابلہ پر دیئے“۔ یہ ایسا لکھنا مرزا صاحب کا محض جھوٹ ہے جیسے کہ مرزا صاحب کے والد کے دوست مولوی عبدالحکیم بن ملا ن اللہ ساکن دیرکھوت رندھاوا تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور اپنے رسالہ تحفۂ مرزائیہ میں جو ۱۳۰۷ھ میں تالیف کیا تھا (جاری)

رہے۔ مگر جب پادری لوگ (جو گورنمنٹ حال کے ہم مذہب پیرومرشد اور بزرگ عیسائی

(ف) اس طرح پر لکھتے ہیں وھو ھذا۔ مرزا غلام مرتضیٰ صاحب والد مرزا غلام احمد صاحب ممدوح کے سکھوں کے عہد میں واسطے تلاش معاش راہی کشمیر ہو کر سواری ایک گھوڑے سے تو بزرگ کے در قم آخر کے پاس بمکان دیر کوٹ رنجا دا اور فرد کش ہوئے۔ ماحضر پیش کیا گیا۔ یہاں سے منزل بمنزل خطہ کشمیر میں پہنچ گئے۔ چونکہ نوکری کی تلاش کی مگر میسر نہ ہوئی آخر الامر جمعدار محمد بخش کے رہنے لگے اور دیر کوٹلی کے پاس وہاں واسطے تعلیم اسکے فرزندان سمیان پیر بخش و امیر بخش کے بعوض پانچ روپیہ ماہوار ان فلاں کے چند مدت گذاری اتفاقاً سردار بھاں سنگھ صوبہ کشمیر فوت ہو گیا۔ تو وہ جمعدار اور مرزا صاحب واپس تشریف لائے اور پھر شہزادہ شیر سنگھ کے زمانہ میں پھر کشمیر کو گئے اور واپس آ گئے شیر سنگھ صاحب بہادر مرزا صاحب سے سخت ناراض ہو گئے۔ تو مرزا صاحب اور قاریخان تھانہ دار صاحب پورہ کو علیحدہ کر دیا۔ مرزا صاحب اپنے گھر موضع قادیان میں آ کر پیشہ طبابت میں مشغول ہوئے۔ پھر ڈپٹی کو بال جانے سے مرزا صاحب کی واقفی ہو گئی۔ سرکار انگریزی کے وقت میں ملکیت آراضی قادیان مغل کی انکے نام کر دی۔ وقت مفسدہ دہلی تو مرزا حکیم غلام مرتضیٰ والد مرزا غلام احمد صاحب نے اپنے پاس سے ایک سوار بھی نوکر رکھ کر مدد سرکار میں نہیں دی اور اسوقت انکے پاس فقط ایک گھوڑی چھوٹی کی شرقی اپنے زیر سواری تھی اور مفسدہ سے پانچ چھ سال مرزا غلام قادر خلف الرشید تھانہ داری دینا نگر سے معزول ہو کر بے نوکر پیچھے پیچھے صاحب ضلع کے پھرتے تھے۔ اور راقم الحروف ان دنوں دینا نگر میں مدرس تھا۔ اگر مرزا صاحب کو تیلی مدد دی سرکاری تھی تو ان کا خلف الرشید کیوں مارا مارا پھرتا تھا۔ فرضاً اگر سرکار کو اپنے رسالہ سے مدد دی بھی تو دفتر شاہی فوج میں پتہ ہوگا۔ اس کے صلہ میں کوئی انعام یا جاگیر ملی ہوگی۔ اس وقت سرکار عام نوکر رکھتی تھی اگر قادیان کے پاس ...آدمی نوکر ہوئے ہوں تو کیا عجب ہے۔ بلفظہ ملتقطاً۔ کہیں مرزا صاحب کے والد کا پانچ روپیہ ماہوار پر لڑکے پڑھانے پر نوکر ہونا پھر اس سے بھی برطرف ہونا۔ اور کہاں پچاس سوار بھرتی کر کے سرکار کو مدد دینا۔ محض جھوٹ ہے۔ اگر تسلیم بھی کر لیا جائے تو پھر یہ سوال ہے۔ کہ مرزا صاحب کے خیالات اپنے والد کے مطابق ہیں؟ جواب بھی ہوگا کہ ہرگز نہیں جب باپ نے ایسی حالت میں گورنمنٹ کی مدد کی تو اب مرزا صاحب نے باوجود صاحب جائیداد ہونے کے کوئی مدد کی۔ پس رعایا انگلشیہ میں فساد ڈلوانے اور ایک دوسرے کو جانی دشمن جانے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ یوں بھی رعایا کو دشمن اور شاہ کو دشمن ہونا ہے ۲؎ ملتقطاً منہ۔

۱؎ پادری لوگ جو گورنمنٹ عالیہ بھی عیسائی مذہب رکھتی ہے اور پادری صاحبان بھی عیسائی مذہب کے وارث ہیں اور گورنمنٹ کے پیرومرشد ہیں۔ پس دوست کا دوست ہوتا ہے اور دوست کا دشمن دشمن متصور ہے۔ منہ۔





ہیں ان کو دجال مقرر کیا گیا ہے۔ اور ان کو قتل کے لئے آپ مسیح موعود بنتے ہیں تو پھر گورنمنٹ کی خیر خواہی کیسی۔ کیا گورنمنٹ کے پیرومرشد کا دشمن گورنمنٹ کا دوست ہوگا۔ ہرگز نہیں۔ کیا گورنمنٹ کے بزرگ فرقہ کا دشمن اور قاتل گورنمنٹ کا دشمن اور قاتل نہیں؟ ضرور ہے ضرور ہے مگر افسوس تو اتنا ہے کہ مرزا صاحب کے پاس ایک لاکھ فوج نہیں ورنہ مرزا صاحب کے ہاتھ دیکھتے۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ جس وقت مرزا صاحب کے پاس پانچ ہزار سپاہی بھی ہو گئے اسی روز انہوں نے اپنے الہام کم من فئة الخ کے مطابق ضرور جنگ کرنا ہے۔ اور فتح کی خوشی کے ارادہ پر اپنے الہام کے پورے اور سچا ہونے پر زور دینا ہے خواہ کسی موت سے مریں۔ مگر مجھے یہ امید موہوم ہی معلوم ہوتی ہے۔ اب تو میرے خیال میں چیونٹی کو پر لگ گئے ہیں اور وقت قریب آ گیا ہے فقط۔

(د) مرزا صاحب نے اپنے مخالف مولویوں اور سجادہ نشینوں کے نام صفحہ ۶۹ سے ۷۲ تک اور صفحہ ۲۸۲ پر درج کئے ہیں۔ مولوی صاحبان مقلدین وغیر مقلدین تعداد میں پچاس ہیں۔ اور سجادہ نشین صاحبان انچاس کل ایک سو چونتیس ہیں جو ہندوستان اور پنجاب میں مشہور اور معروف ہیں سب کو ایک ہی رسّے سے ہانکا ہے اور بہت سی لعنتیں دے دیکر مباہلہ کیلئے طلب کیا ہے اور لکھتے ہیں۔ میں پھر ان سب کو اللہ جل شانہ کی قسم دیتا ہوں کہ مباہلہ کیلئے تاریخ اور مقام مقرر کر کے جلد میدان مباہلہ میں آئیں اگر نہ آئے اور نہ تکفیر و تکذیب سے باز آئے تو خدا کی لعنت کے نیچے مریں گے۔ بلفظہ صفحہ ۶۹۔

(ہ) خدا کی لعنت اس شخص پر کہ اس رسالہ کے پہنچنے کے بعد نہ مباہلہ میں حاضر ہو اور نہ تکفیر اور توہین کو چھوڑے۔ بلفظہ ۷۰۔

(و) لیکن میں نے یہ اشتہار دیدیا ہے کہ جو شخص اسکے بعد اس سیدھے طریق سے میرے ساتھ مباہلہ نہ کرے اور نہ تکفیر و تکذیب سے باز آئے وہ خدا کی لعنت فرشتوں کی لعنت اور تمام

صحابہ کی لعنت کے نیچے ہے۔ وما علی الرسول الا البلاغ ۔بلفظہ ملخصہ۔

ناظرین! مرزا صاحب نے مباہلہ کی درخواست پر کس قدر مخالفین کو لعنتیں دی ہیں۔ لیکن پہلے اس سے جو کچھ مرزا صاحب اپنے غالی عقائد بیان کر چکے ہیں ان کو برائے ملاحظہ و تازگی حافظہ مرزا صاحب پیش کرتا ہوں۔ وھو ھذا!

ا۔ یہ نادان کہتے ہیں کہ ابن مسعود نے جو مباہلہ کی درخواست کی تھی اس سے نکلتا ہے کہ مسلمانوں کا باہم مباہلہ جائز ہے مگر یہ ثابت نہیں کر سکتے۔ کہ ابن مسعود نے اپنے اس قول سے رجوع نہیں کیا۔ حق بات یہ ہے کہ ابن مسعود ایک معمولی انسان تھا نبی اور رسول تو نہیں تھا اس نے جوش میں اگر غلطی کھائی تو کیا اسکی بات کو (ان ھو الا وحی یوحی) میں داخل کیا جائے۔ بلفظہ ازالہ اوہام صفحہ ۵۹۱-۵۹۲۔

یہاں مرزا صاحب نے کمال تعلّی کی ہے اور اس بات کو ثابت کیا ہے کہ مسلمانوں میں مباہلہ نہیں ہونا چاہئے اور ناجائز ہے۔ اور ساتھ ہی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ صحابی کی کیسی بے ادبی کی ہے کہ ان کے نام پر کوئی کلمہ تعظیمیہ نہیں لکھا۔ اور نہ کوئی کلام میں ادب ملحوظ رکھا۔ بلکہ لکھتے ہیں کہ ابن مسعود ایک معمولی انسان تھا اور اس نے جوش میں آکر غلطی کھائی جو ماننے کے قابل نہیں۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ صحابی کو اپنے مقابلہ میں معمولی انسان سمجھتے ہیں اور کیسے گستاخانہ الفاظ سے تحریر کرتے ہیں اور خود غرور سے اس سے اوّل صفحہ پر لکھتے ہیں۔ کہ اس عاجز کو آدم اور خلیفۃ اللہ کہا۔ انی جاعل فی الارض خلیفۃ ازالہ اوہام ۶۹۵ ۔بلفظہ اسکے بعد ۱۸۹۲ء کو مرزا صاحب کتاب آئینہ کمالات میں اس طرح اپنا الہام لکھتے ہیں۔ ”اور مباہلہ کے بارے میں جو کلام الٰہی میرے پر نازل ہوا وہ یہ ہے نظر اللہ الیک معطرا وقالوا اتجعل فیھا من یفسد فیھا قال انی اعلم مالا تعلمون. قالوا کتاب ممتلی من الکفر والکذب قل تعالوا ندع ابناء نا وابناء کم ونساء نا ونساء کم وانفسنا



وانفسکم ثم نبتھل فنجعل لعنت اللہ علی الکاذبین. یعنی خدا تعالیٰ نے ایک معطر نظر سے تجھ کو دیکھا اور بعض لوگوں نے اپنے دلوں میں کہا اے خدا کیا تو زمین پر ایک ایسے شخص کو قائم کر دیگا کہ دنیا میں فساد پھیلا دے تو خدا نے ان کو جواب دیا کہ جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے اور ان لوگوں نے کہا کہ اس شخص کی کتاب ایک ایسی کتاب ہے جو کذب اور کفر سے بھری ہوئی ہے۔ سو ان کو کہہ دے کہ آؤ ہم اور تم مع اپنی عورتوں اور بیٹوں اور عزیزوں کے مباہلہ کریں پھر ان پر لعنت کریں جو کاذب ہیں۔ بلفظہ کتاب آئینہ کمالات اسلام مرزا صاحب صفحہ ۲۶۳ سے ۲۶۵ تک۔ ”یہ وہ اجازت مباہلہ ہے جو اس عاجز کو دی گئی“۔ بلفظہ وہی آئینہ کمالات صفحہ ۲۶۶۔

اب مندرجہ بالا اجازت اور حکم کے پانچ سال بعد یہ مباہلہ کا اشتہار نہایت سختی کے ساتھ شائع کیا اور عبارات تحریف قرآن شریف۔ اور حضرت آدم علیہ السلام اور فرشتوں کی بات چیت جو قرآن شریف میں ہے۔ اور ادھر ادھر الفاظ قرآنی اکٹھے کر کے اور ازالہ اوہام میں اپنے تئیں آدم علیہ السلام اور خلیفۃ اللہ قرار دیکر اتنے عرصہ بعد یہ الہام ہوا۔ اور آیت مباہلہ جو حضرت رسول کریم ﷺ پر نازل ہوئی تھی آپ پر بھی کئی بار نازل ہوئی۔ مگر افسوس پہلے مباہلہ کو ناجائز اور خلاف شرع لکھ کر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی سخت بے ادبی کی۔ اور عرصہ پانچ سال کا ہوا کہ آیت مباہلہ اور حکم نازل ہوا۔ مگر اسکی تعمیل نہیں کی گئی۔ اب پھر وہی الہام ہوا اور آیت نازل ہوئی جس کو مرزا صاحب نے اپنے انجام کے صفحہ ۶۰ میں لکھا ہے اور تاکیدی لعنتیں دی گئیں کہ اگر کوئی مولوی یا شیخ اس رسالہ کے پہنچنے کے بعد مباہلہ کے لئے حاضر نہ ہوگا اس پر لعنت ہے اور وہ لعنتوں کے نیچے مریگا۔ لیکن اس رسالہ کے پہنچنے کے بعد بہت سے علماء نے آپ کو مباہلہ کے واسطے بلایا مگر آپ نے اس طرف رُخ نہ کیا۔ حضرت مولانا مولوی محمد ابو عبد الرحمٰن غلام دستگیر صاحب ہاشمی دوم شعبان ۱۳۱۳ھ سے بعد لکھنے منظوری مباہلہ کے مع اپنے دو صاحبزادوں کے لاہور میں تشریف لے آئے۔ پہلے

۱۵ شعبان مقرر کی مگر مرزا صاحب لاہور میں حاضر نہ ہوئے۔ پھر انہوں نے ۲۵ شعبان مقرر کر کے لکھ بھیجا پھر بھی مرزا صاحب لاہور میں بمیدان مباہلہ حاضر نہ ہوئے۔ بعد اس انتظار کے مولانا صاحب چار پانچ روز تک امرتسر میں مرزا صاحب کے منتظر رہے حتیٰ کہ تمام شعبان المبارک اپنے گھر قصور سے علیحدہ رہ کر لاہور اور امرتسر میں مباہلہ کے لئے حاضر رہے۔ مگر افسوس مرزا صاحب نے باوجود ایسی لعنتی تاکیدوں خود کے بھی اس طرف رخ نہ کیا جب یقین ہو گیا کہ مرزا صاحب محض اشتہاری ہیں اور حاضری مباہلہ سے انکاری اور فراری ہیں۔ تب مولانا نے اشتہار شائع کر دیا مرزا صاحب لاہور میں مباہلہ کیلئے حاضر نہ ہوئے اسکے جواب میں مرزا صاحب نے ادھر ادھر کی باتیں میعاد مباہلہ ایک سال نزول عذاب کے واسطے لگا کر اخیر پر ایک جھوٹ کا الزام اس طرح پر لگا دیا کہ ”مولوی صاحب (یعنی مولوی غلام دستگیر صاحب) کے نزدیک ضرورت کے وقت کذب کا استعمال جائز ہے بھلا ہم حضرت موصوف سے دریافت کرتے ہیں کہ کب اور کس وقت میرے دوست مولوی حکیم فضل الدین صاحب آپ سے ڈر کر قادیان میں بھاگ آئے تھے“۔

بلفظہ اشتہار مطبوعہ ۲۰ شعبان ۱۳۰۸ھ صفحہ سطر ۱۶ مرزا صاحب۔

اشتہار حضرت مولانا مطبوعہ ۱۶ شعبان مذکورہ جو اس وقت تھا ہم نے رکھا ہے دیکھا گیا اس میں ہرگز یہ الفاظ حکیم فضل دین مجھ سے ڈر کر قادیان میں بھاگ گئے تھے درج نہیں۔ پس ثابت ہوا کہ مرزا صاحب نے خود عمداً کذب کا استعمال کیا اور ناحق بہتان لگایا۔ مولانا صاحب کے اشتہار کے الفاظ اسکے متعلق صرف یہ ہیں۔

”حکیم مذکور (فضل دین) بغیر تصفیہ ترک میعاد کے قادیان کو چلا گیا“۔

فرمایئے وہ الفاظ ڈر کر قادیان کو بھاگ آئے۔ کہاں درج ہیں افسوس امرزا صاحب ذرا ذرا سی بات پر جھوٹ اور کذب کے استعمال سے اجتناب نہیں کرتے تو باقی اہم اعلیٰ





معاملات پر تو خدا حافظ!!

ناظرین! ذرا انصاف فرمایئے گا کہ مرزا صاحب نے ایسی سخت تاکیدیں اور مباہلہ نہ کرنیوالوں کو خدا تعالیٰ اور فرشتوں اور تمام صلحاء کی لعنتیں لکھی ہیں جب علماء دین مباہلہ کے واسطے اپنا گھر بار چھوڑ کر ایک دارالسلطنت میں دوبارہ سہ بارہ اشتہار دے دیکر بلواتے ہیں تو مباہلہ شرعی سے گریز کر کے اس طرف رخ بھی نہیں کرتے پھر فرمایئے یہ کل لعنتیں کس کی طرف عود کرتی ہیں؟

## چہارم مختصر خلاصہ مکتوب عربی بنام علماء ہند و مشائخ ہذا البلاد وغیرہ

یہ مکتوب عربی مع ترجمہ فارسی مرزا صاحب نے صفحہ ۳۷ سے شروع کر کے نہایت طوالت کیساتھ ایک ہی بات کا چند بار اعادہ کر کے صفحہ ۲۸۲ تک پہنچایا ہے علماء و مشائخ کی سخت درجہ کی توہین کر کے اور بری گندی گالیاں دی ہیں جن کے دھرانے کی ضرورت نہیں اس میں کچھ شک نہیں کہ مرزا صاحب نے بہت زبردستی کی ہے اور دور تک نوبت پہنچائی ہے اور نو اشخاص علماء کی طرف اشارہ کر کے دس علماء ہند کے نام درج کئے ہیں اور سب علماء کے علاوہ ان کو اپنی پاک زبان سے بڑھ کر گالیوں کی خلعت عنایت کی ہے ان میں وہ بھی ہیں جنہوں نے بلا دریافت اصلیت کے مرزا صاحب کی کتاب براہین احمدیہ اور ظاہری طرز اور ادعائی اتقاء کی تعریف کی تھی اور مروصالح لکھدیا تھا۔ اور جب مرزا صاحب کی اصلیت معلوم ہوگئی تو دجال اور کافر لکھا تھا۔ خلاصہ مکتوب عربی کا نہایت اختصار کے ساتھ ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔ اس میں بھی مرزا صاحب نے اپنے الہامات درج کئے ہیں۔ وھو ھذا

۱۔ خدا نے میرا نام مسیح ابن مریم اپنے فضل اور رحمت سے رکھا ہم دونوں ایک مادہ کے دو جوہر ہیں۔ صفحہ۔

۲۔ مجھ کو علم الغیب ازلی سے آگاہ کیا۔ صفحہ ۸۸۔ (پیشین گوئیوں کی صحت اسی پر ہے)

۳۔ جس نے تیری بیعت کی اسکے ہاتھ پر خدا کا ہاتھ ہے۔ صفحہ ۸۸۔

۴۔ وما ارسلناک الا رحمة للعالمین. تجھ کو تمام جہانوں کی رحمت کے واسطے بھیجا ہے۔ صفحہ ۸۹۔

۵۔ انی مرسلک الی قوم المفسدین. میں نے تجھ کو مفسدین کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔ صفحہ ۹۵۔

۶۔ مجھے خدا نے خبر دی ہے کہ عیسیٰ مر چکے اور دنیا سے اٹھائے گئے پھر دنیا پر نہیں آئیں گے خدا نے حکم موت کا اس پر جاری کیا۔ اور پھر آنے سے روک دیا۔ اور وہ مسیح میں ہی ہوں۔ صفحہ ۱۰۰۔

۷۔ عیسیٰ علیہ السلام کی موت پر مجھ کو رسول خدا ﷺ نے خبر دے دی ہے۔ صفحہ ۱۰۱۔

۸۔ مجھ کو خدا نے قائم کیا مبعوث کیا اور خدا میرے ساتھ ہمکلام ہوا۔ صفحہ ۱۱۳۔

۹۔ مجھ کو اس امت کا مجدد بھیجا اور عیسیٰ نام رکھا۔ صفحہ ۱۱۸۔

۱۰۔ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ کوئی انسان آسمان پر گیا۔ اور پھر واپس ہوا ہو۔ صفحہ ۱۲۹۔

۱۱۔ میرے برابر کوئی کلام فصیح نہیں لکھ سکتا۔ وان لم یفعلوا ولن یفعلوا. (اگر نہ کریں اور ہرگز نہ کرینگے) صفحہ ۱۵۵۔

۱۲۔ کیا تمہارا مسیح آسمان پھاڑ کر آئے گا۔ صفحہ ۱۶۷، ۱۶۹۔

۱۳۔ خدا کا روح میرے میں باتیں کرتا ہے۔ صفحہ ۱۶۸، ۱۶۹۔

۱۴۔ میرے پر دروازہ الہامات کا کھول دیا ہے۔ مکاشفات کے دروازوں کو مفتوح کر دیا ہے۔ صفحہ ۱۷۱۔

---

لے یہ اشتہار ہے جو آخر ہے۔ ۱۲ منہ





۱۵۔ نفوس شریر اس ملک میں ہیں جنہوں نے زمین پر فساد مچا رکھا ہے ان کے نام حسب ذیل ہیں۔

(۱) مولوی رسل بابا امرتسری، (۲) مولوی اصغر علی، (۳) مولوی محمد حسین بٹالوی، (۴) مولوی نذیر حسین دہلوی، (۵) مولوی عبدالحق دہلوی، (۶) مولوی عبداللہ ٹونکی، (۷) مولوی احمد علی سہارنپوری، (۸) مولوی سلطان الدین جیپوری، (۹) مولوی محمد حسن امروہی، (۱۰) مولوی رشید احمد گنگوہی۔

ابتدائے صفحہ ۲۳۶ لغایت ۲۵۲۔

اخیر پر مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کی نسبت الفاظ مندرجہ ذیل لکھے ہیں۔ اخرهم شیطان الاعمی والغول الاغوی یقال له رشید احمد ن الجنجوهی وهو شقی کالامر ومن الملعونین صفحہ ۲۵۲۔

۱۶۔ مولوی حکیم نور الدین فاضل بزرگ ہے۔ صفحہ ۲۶۲۔

۱۷۔ میرے پاس ایسی دعا ہے جو بجلی کی طرح گرتی ہے۔ صفحہ ۲۸۸۔

## خلاصہ ختم ہوا نظر ثانی شروع ہوئی

حضرات ناظرین! یہ سترہ نمبر تک مکتوب عربی کا خلاصہ مختصر طور پر پیش کر کے جوابات عرض کرتا ہوں بغور ملاحظہ فرمایئے۔

۱۔ مرزا صاحب کا نام خدا نے مسیح ابن مریم رکھا۔ اور وہ اور حضرت مسیح ابن مریم ایک مادہ کے دو جوہر ہیں۔ مگر مرزا صاحب نے کوئی ترکیب نہیں بتلائی کہ کیونکر؟ حضرت مسیح علیہ السلام حضرت مریم علیہا السلام کے فرزند تھے۔ کیا آپ کی والدہ کا نام بھی مریم ہے؟ (اگرچہ مجھے نام معلوم ہے۔ لیکن تہذیب بتلانے یا لکھنے سے روکتی ہے۔) پھر آپ تو خود ہی مریم بھی ہیں۔ اس صورت میں آپ عیسیٰ (علیہ السلام) نہیں ہو سکتے۔ اور حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) تو انہیں

سو سال کا عرصہ ہوا پیدا ہوئے تھے۔ اور آپ اب (۱۲۵۹ھ) میں یہ تفاوت کیسے اور کیوں؟ آپ کے والد کا نام مرزا غلام مرتضیٰ ہے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بے باپ پیدا ہوئے۔ اگرچہ آپ نے بھی سرسید احمد خاں صاحب بہادر کی کاسہ لیسی سے ضرور لکھا ہے کہ یوسف نجار کے بیٹے تھے۔ وہ نجار اور آپ مغل حارث، وہ بے زن اور آپ کے کئی زوجہ، وہ بے اولاد اور آپ کے کئی لڑکے ان کو بقول آپ کے یہودیوں نے سولی پر چڑھایا، آپ کا ابھی تک یہ موقعہ نہیں آیا جو آپ کے الہام کے مطابق پورا ہوگا جیسا کہ آپ نے اپنی براہین کے صفحہ ۵۵۶ میں ایلی ایلی لما سبقتانی کا ترجمہ اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھ کو کیوں چھوڑ دیا۔ لکھا ہے۔ خدا آپ کو جلدی نصیب کرے اور آپکا الہام پورا ہو مریدوں کے دل کو تقویت ہو۔ آمین

۲۔ مرزا صاحب علم غیب ازل سے آگاہ کئے گئے ہیں۔ اس سے مرزا صاحب کا اپنے آپ کو نبی یا رسول ثابت کرتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فلا یظھر علیٰ غیبہ احداً الامن ارتضی من رسول۔ خدا اپنے غیب پر کسی کو غالب نہیں کرتا۔ مگر جس کو پسند کرے رسول سے اور دوسری جگہ خداوند کریم فرماتا ہے۔ وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء۔ یعنی خدا غیب پر مطلع نہیں کرتا۔ لیکن خدا چن لیتا ہے اپنے پیغمبروں سے جس کو چاہتا ہے۔ پس رسالت اور نبوت کے اثبات میں ہی مرزا صاحب اپنا الہام کرتے ہیں کہ ”مجھ کو علم غیب ازل۱؎ سے آگاہ کیا گیا ہے“۔ مگر افسوس علم غیب سے تو مطلق ہیں۔ لیکن پیشین گوئیوں کے غلط ہونے پر نہیں۔

۳۔۴۔۵۔ میں مرزا صاحب نے اپنی نبوت اور رسالت کو کامل طور پر ثابت کیا ہے۔ جس سے کسی شخص کو شبہ کرنے کی بھی گنجائش نہ رہے جیسے کہ حضرت رسول خدا ﷺ کے واسطے علمی نزول

۱؎ صفحہ ۳۰۲ ازالہ اوہام ۲ حصہ
۲؎ صفحہ ۱۰۱ انجام آتھم





آیات کا تھا بعینہٖ مرزا صاحب کے واسطے حکم خداوندی ہوا ہے اور نبوت نامہ کا ثبوت مرزا صاحب نے پہنچا دیا۔ مگر اس ثبوت کے دلائل میں مرزا صاحب کے پاس سوائے اپنے الہام کے اور کچھ نہیں۔ اور آیت شریفہ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین کا نزول بھی بڑی دلیری سے اپنے دعوائے نبوت پر ثبت کیا ہے۔

ناظرین! رسول خدا ﷺ کا وجود باوجود بموجب حکم خداتعالیٰ مسلمہ ومتفقہ تمام جہانوں کے لئے رحمت ہے۔ ابتداء ولادت سے حشر تک رحمۃ للعالمین ہیں۔ حضرت ﷺ کی برکت اور رحمت سے ایسی خیر وبرکت ورحمت ہوئی کہ قحط سخت وشدید دور ہوئے خوب بارشیں ہوئیں۔ فصلیں میوہ جات بکثرت ہوئے۔ امراض دور ہوئے۔ مرزا صاحب کے ظہور ونزول آیت کے وقت سے تصدیق الہام یہ ہوئی کہ بارش کا نام ونشان نہیں۔ قحط ایسا عالمگیر ہوگیا کہ سینکڑوں آدمی فاقوں مرگئے۔ لوگوں نے اپنے مویشی ذبح کر کے کھالئے بال بچے چھوڑ دیئے خویش واقارب سے دور ہوگئے۔ اپنے عزیزوں کی محبت اڑگئی۔ وباء طاعون نے ملک کو برباد کر دیا گھروں کے گھر بے چراغ ہوگئے زلزلوں نے شہروں کے شہر منہدم کر دیئے۔ اور مکانات اپنے مکینوں سمیت زمین سے مل گئے۔ مزید براں ایک اور رحمت مرزا صاحب کی ہوئی کہ مسلمانوں کے حج بند کروا دیئے۔ فرائض اہل اسلام میں بھی دست اندازی کروائی۔ مرزا صاحب کی رحمت اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے اور استدراجاً رحمت کی ربر فقط ہی پڑتا گیا۔ اور آپکا استدراج ثابت ہوا۔ جیسا کہ مسیلمہ کذاب کا جس نے جھوٹا دعویٰ نبوت کا کیا تھا۔ جیسے لکھا ہے کہ مسیلمہ کے پاس کسی شخص نے اس کے سوال کے جواب میں کہا تھا۔ کہ حضرت محمد ﷺ کے بیشمار معجزات ہیں ادنیٰ ان میں سے یہ ہے کہ:۔ اگر وہ اندھے کی آنکھوں پر اپنا دست مبارک رکھ کر دعا فرمائیں تو وہ بینا ہو جاتا ہے اگر کسی کڑوے کنوئیں میں اپنا لب مبارک ڈال دیں تو فوراً پانی اس کا میٹھا ہو جاتا ہے۔ مسیلمہ کذاب نے

کیا۔ کہ یہ تو کچھ بھی بڑی بات نہیں۔ لاؤ ایسا تو میں بھی کر سکتا ہوں۔ اسی وقت ایک آدمی پیش کیا گیا۔ جس کی ایک آنکھ نہ تھی۔ اس نے اس آنکھ پر ہاتھ رکھا ہی تھا کہ فوراً دوسری آنکھ بھی پھوٹ گئی۔ اسی طرح ایک کڑوے کنویں میں اپنا تھوک ڈالا تو اور بھی سخت کڑوا ہوگیا۔ اس کا نام استدراج ہے۔ ایسے ہی مرزا صاحب کے اور بھی استدراج ہیں۔ جیسے (الف) مرزا صاحب نے دعا کی اور الہام ہوا کہ میرے گھر میں لڑکا پیدا ہوگا، بجائے اسکے لڑکی پیدا ہوگئی۔ (ب) پھر کہا کہ لڑکا ضرور ہوگا۔ جس سے قومیں برکت پائیں گی وہ زمین کے کناروں تک مشہور ہوگا۔ تب لڑکا تو ہوا لیکن ۱۶ ماہ کا ہو کر گمنام اور بے برکت مرگیا۔ اور اپنے باپ ملہم کو کاذب بنا کر الناواغ جگر پر دھر گیا۔ (ج) مرزا احمد بیگ کی دختر کلاں ہمارے نکاح میں آئیگی باکرہ یا بیوہ ہو کر بھی۔ مگر افسوس ہے کہ وہ بیچاری لڑکی اپنے خاوند کے گھر میں بخوشی وخرمی آباد اور صاحب اولاد ہے۔ مراد پوری نہ ہوئی۔ (د) عبداللہ آتھم پندرہ ماہ کے اندر مر جائیگا۔ مگر وہ زندہ رہا۔ (ہ) مرزا صاحب کا الہام "میں تجھے زمین کے کناروں تک عزت کیساتھ شہرت دوں گا، تیری محبت دلوں میں ڈال دوں گا"۔ صفحہ ۶۳۴۔ ازالہ۔ برعکس اسکے سخت بے عزتی اور نفرت کے ساتھ دور تک شہرت ہوگئی۔ اور لوگوں کے دلوں میں نہایت شدت کے ساتھ بدرجہ غایت دشمنی اور عداوت پڑ گئی، علیٰ ہذا القیاس۔ مرزا صاحب کے اور بھی استدراجات ہیں جس سے آپکا دعویٰ نبوت اور رسالت باطل اور کذب ثابت ہو رہا ہے۔

۶۔ ۷۔ میں مرزا صاحب نے اس بات پر زور دیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اور دنیا پر آنے سے روک دیئے گئے مسیح موعود میں ہوں۔ مگر افسوس ہے کہ مرزا صاحب پہلے اس سے اپنی کتاب ازالہ اوہام کے صفحہ ۱۹۹ میں اس طرح درفشانی فرما چکے ہیں کہ "میں نے مثیل مسیح ہونیکا دعویٰ کیا ہے۔ میرا یہ دعویٰ نہیں کہ صرف مثیل مسیح ہونا میرے ہی پر ختم



ہوگیا بلکہ میرے نزدیک ممکن ہے کہ آئندہ زمانوں میں میرے جیسے دس ہزار (۱۰۰۰۰) بھی مثیل مسیح آجائیں۔ ملاحظہ صفحہ ۱۹۹۔ ازالہ اوہام۔ اب فرمایئے مرزا صاحب کا کونسا الہام صحیح اور کونسا غلط ہے یا حافظہ نہیں ہے۔ مرزا صاحب کا جواب ہو سکتا ہے کہ ۱۳۰۸ھ میں ہمیں مثیل مسیح کا عہدہ ملا تھا اب ۱۳۱۴ھ چھ سال کے بعد مسیح موعود کا عہدہ مل گیا جبکہ حضرت مسیح علیہ السلام من کل الوجوہ فوت ہو گئے اور مستقل عہدہ خالی ہوگیا۔ آپکا عہدہ بھی روز بروز بڑھتا ہی گیا اور غایت درجہ کو پہنچ گیا۔ پہلے تو آپ صرف حارث کا شکار تھے، پھر مجدد ہوئے، پھر مثیل مسیح، پھر مسیح موعود و مہدی مسعود دونوں خود ہو گئے۔ پھر پیغمبران علیہم السلام بھی آپ بن گئے، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ، پھر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ، پھر حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ بن گئے۔ پھر ایسی چھلانگ ماری اور ایسے کودے کہ نعوذ باللہ خدا بھی بن گئے۔ ناظرین اور مرزائی اس بات پر ضرور چونکیں گے کہ ہیں!!! خدا کہاں بن گئے؟ البتہ باقی عہدے تو ضرور مرزا صاحب نے الہاموں کے ذریعہ سے حاصل کر کے اختیار کئے ہیں اور اپنی کتابوں میں لکھے ہیں مگر خدا بننا تو کہیں نہیں۔ لیجئے حضرات!! میں مرزا صاحب کا خدا بننا بھی انکی تالیفات وتحریرات سے نکال کر پیش کرتا ہوں۔ وھو ھذا

(الف) غرض محدثیت دونوں رنگوں سے رنگین ہوتی ہے۔ اسی سے خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں بھی اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا اور نبی بھی۔ ملاحظہ صفحہ ۵۳۳ ازالہ اوہام۔

(ب) اس نشان کا مدعا یہ ہے کہ قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔ ملاحظہ اشتہار (لیکھرام کی موت کی نسبت اور آریہ صاحبوں کے خیالات) مورخہ ۱۵ مارچ ۱۸۹۷ء صفحہ ۲، کالم دوم سطر ۲۲،۲۳۔

ان دونوں تحریرات مرزا صاحب سے یہ ثابت ہے کہ براہین احمدیہ خدا کا کلام ہے جو مرزا صاحب کی تصنیف ہے اور کلام اللہ قرآن شریف مرزا صاحب کے منہ کی باتیں

ہیں۔ گویا قرآن شریف مرزا صاحب کا کلام ہے جو کلام الٰہی ہے۔ پس اب فرمایئے مرزا صاحب کے خود بدولت خدا ہونے میں کوئی شبہ باقی ہے جو کوئی شخص اپنی تصنیف کو خدا کا کلام کہے اور کلام الٰہی قرآن شریف کو اپنا کلام بتلا دے پھر کسی ادنیٰ سمجھدار کو بھی اس کے خدا ہونے میں کوئی تردد ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

مرزا صاحب کچھ ایسے بے خوف ہیں کہ اندھا دھند جو چاہتے ہیں اور جو جی میں آتا ہے لکھے چلے جاتے ہیں۔ جو کچھ قلم سے نکل جائے بس وہی الہام ہے اور جو کچھ زبان سے نکال دیں وہی قرآنی کلام ہے۔ خدا بھی اس لئے بن گئے ہیں کہ عیسائیوں کے خدا کو مردہ ثابت کرلیا ہے۔ مرزا صاحب پکی کاروائی کرتے ہیں جب تک کسی عہدہ دار کو جان سے مار نہیں ڈالتے تب تک اس عہدہ پر قائم نہیں ہوتے اور تاس بات کو منظور کرتے ہیں کہ کسی پنشن خوار یا مستعفی یا رخصتی کا عہدہ اختیار کریں یہ خیال رہتا ہے کہ کہیں واپس آ جائے اور پیچھا اترنا پڑے یا برخاست ہونا پڑے جب تک اس کو قبر میں ہی داخل نہ کرلیں تب تک دم نہیں لیتے۔ یہ بھی کسی کسی کا ہی کام ہے۔

ع این کار از آید و مردان چنیں کنند۔

## مرزا صاحب کے دلائل وفات مسیح علیہ السلام میں

مرزا صاحب نے اس کتاب و دیگر تالیفات میں حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات میں حسب ذیل دلائل اور ثبوت بطور دھوکہ تحریر کئے ہیں۔ پہلے ان کے دلائل لکھے جاتے ہیں پھر ان کے جوابات ہوں گے۔

**اول:** مجھ کو خدا نے خبر دی ہے۔ (یاعیسٰی انی متوفیک ورافعک الیّ) حضرت عیسے مر چکے اب وہ واپس نہیں آئیں گے۔ (ایام صلح)



**دوم:** مرہم عیسیٰ یا مرہم حواریین میں ہے۔ یہ مرہم نہایت مبارک مرہم ہے۔ جو زخموں اور جراحتوں اور نیز زخموں کے نشان معدوم کرنے کے لئے نہایت نافع ہے۔ طبیبوں کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ مرہم حواریوں نے حضرت عیسیٰ کے لئے تیار کی تھی یعنی جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہود علیہم اللعنۃ کے پنجہ میں گرفتار ہوئے اور صلیب[1] پر چڑھائے جانے کے وقت ان کو خفیف زخم بدن پر لگ گئے تھے اس مرہم کے استعمال کرنے سے بالکل دور ہو گئے اور نشان بھی مٹ گیا تھا۔ ملخصاً اللہ حاشیہ متعلق کتاب ست بچن ۱۲۲ مطبوعہ ۱۸۹۵ء مرزا صاحب

**سوم:** ہمارے متعصب مولوی یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مع جسم عنصری آسمان پر چڑھ گئے ہیں اور آسمان پر موجود ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ صلیب پر بھی چڑھائے نہیں گئے بلکہ کوئی اور شخص صلیب پر چڑھایا گیا۔ لیکن ان بیہودہ خیالات کے رد میں ایک اور قوی ثبوت یہ ہے کہ صحیح بخاری کے صفحہ ۳۲۹ میں یہ حدیث موجود ہے۔ لعنت اللہ علی الیہود والنصاریٰ اتخذوا قبور انبیاء ہم مساجد۔ یعنی یہود اور نصاریٰ پر خدا کی لعنت جنہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مساجد بنالیا۔ بلاد شام میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کی پرستش ہوتی ہے اور مقررہ تاریخوں پر ہزارہا عیسائی سال بسال جمع ہوتے ہیں سو اس حدیث سے ثابت ہوا کہ درحقیقت وہ قبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہی قبر ہے۔ ملخصاً حاشیہ در حاشیہ ص ۱۶۴ کتاب ست بچن۔

**چہارم:** اخویم حضرت مولوی حکیم نور الدین صاحب فرماتے ہیں کہ میں قریباً چودہ برس

[1] صلیب بمعنی پھانسی سولی بھی ممکن نہیں کہ جو شخص سولی پر چڑھایا جائے اور زندہ رہے کیونکہ صلیب کی شکل یہ ہے (+) جب صلیب پر آدمی کو بٹھایا جاتا ہے تو صلیب کی نوک مقعد سے گزر کر منہ میں سے پار ہو جاتی ہے جب یہ حالت ہے تو انسان کا بچنا ہرگز ممکن نہیں۔ مرزا صاحب کا یہ کہنا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر چڑھایا گیا اور پھر اتار لیا گیا تھا اور خفیف زخم بدن پر لگے تھے بالکل لغو ہے۔ ۱۲ منہ عفی عنہ۔

تک جموں و کشمیر کی ریاست میں نوکر رہا ہوں۔ کشمیر میں ایک مشہور اور معروف قبر ہے جس کو یوز آسف نبی کی قبر کہتے ہیں۔ اس نام پر سرسری نظر کر کے ہر ایک شخص کا ذہن ضرور اس طرف منتقل ہوگا۔ کہ یہ قبر کسی اسرائیلی نبی کی ہے کیونکہ یہ لفظ عبرانی کے مشابہ ہے۔ دراصل یسوع آسف ہے یعنی یسوع غمگین۔ مگر بعض کا بیان ہے کہ دراصل یہ لفظ یسوع صاحب ہے پھر اجنبی زبان میں مستعمل ہو کر یوز آسف بن گیا۔ لیکن میرے نزدیک یسوع آسف اسم با مسمی ہے۔ حضرت مسیح اپنے ملک سے نکل گئے کشمیر میں جا کر وفات پائی اور اب تک ان کی قبر کشمیر میں موجود ہے۔ ہاں ہم نے کسی کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت مسیح کی بلاد شام میں قبر ہے مگر اب صحیح تحقیق ہمیں اس بات کے لکھنے کے لئے مجبور کرتی ہے کہ واقعی قبر وہی ہے جو کشمیر میں ہے حضرت مولوی نورالدین صاحب فرماتے ہیں کہ یسوع صاحب کی قبر جو یوز آسف کی قبر کر کے مشہور ہے وہ جامع مسجد سے آتے ہوئے بائیں طرف واقع ہے یعنی کوچہ گلی ہے اس کوچہ کا نام خان یار ہے۔ ملخصاً بلفظہ حاشیہ ۱۹۲ از کتاب ست بچن۔

**پنجم:** مجھے خدا نے خبر دی ہے کہ عیسیٰ مر چکے اور اس دنیا سے اٹھائے گئے ہیں پھر دنیا میں نہیں آئیں گے۔ خدا نے حکم موت کا اس پر جاری کیا اور پھر لوٹ کر آنے سے روک دیا اور وہ مسیح میں ہی ہوں۔ بلفظہ صفحہ ۸۰ انجام آتھم۔

## ازالہ دلائل مندرجہ بالا

**ازالہ اول:** اس میں مرزا صاحب نے آیت شریفہ انی متوفیک ورافعک الی الآیۃ میں یقیناً فوت ہو جانا حضرت مسیح علیہ السلام کا ثابت کیا ہے اس آیت شریفہ کا ترجمہ اور معنی جو مرزا صاحب نے یا ان کے بزرگ فاضل حکیم نورالدین صاحب نے کئے ہیں انہیں کو پیش کرتا ہوں۔ جس سے ناظرین کو واضح ہو جائیگا کہ مرزا صاحب کی دلیل کیسی باطل اور ناقابل یقین اور غیر معتبر ہے۔





(الف) مرزا صاحب کے فاضل بزرگ مولوی حکیم نورالدین صاحب کتاب تصدیق براہین احمدیہ میں لکھتے ہیں اذقال اللہ یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ۔ الآیۃ جب اللہ نے فرمایا اے عیسیٰ میں لینے والا ہوں تجھ کو اور بلند کرنے والا ہوں اپنی طرف۔ بلفظہ صفحہ ۷ کتاب تصدیق براہین احمدیہ مؤلفہ حکیم صاحب۔

(ب) خود مرزا صاحب لکھتے ہیں۔ انی متوفیک ورافعک الیّ۔ میں تجھ کو پوری نعمت دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا۔ بلفظہ صفحہ ۵۱۹ براہین احمدیہ۔

(ج) پھر خود مرزا صاحب لکھتے ہیں۔ یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ اے عیسیٰ میں تجھے کامل اجر بخشوں گا یا وفات دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا بلفظہ صفحہ ۵۵۶ براہین احمدیہ۔

ناظرین!! مرزا صاحب کے بزرگ فاضل متوفی کے "معنی" "لینے والا ہوں" کرتے ہیں اور خود بدولت "پوری نعمت دوں گا اور کامل اجر بخشوں گا یا وفات دوں گا"۔ لکھتے ہیں فرمایئے کس کے اور کیا معنی صحیح سمجھے جائیں؟ اب یہ مشکل ہے کہ وہ تو مرزا صاحب کے فاضل بزرگ ہیں اور مرزا صاحب خود ملہم اور نبی اور مرسل ہیں بہرحال مرزا صاحب کے ہی معنی کئے ہوئے صحیح سمجھے جائیں گے۔ لیکن ایک اور مشکل پڑ گئی کہ جب براہین احمدیہ میں یہ دو دفعہ ترجمہ لکھا وہ بھی الہام سے اور اب جو لکھا وہ بھی الہام سے، تو کونسا الہام سچا سمجھا جائے اور کونسا جھوٹا، یا تو یہ مشتبہ الہام، پوری نعمت دوں گا یا کامل اجر بخشوں گا یا وفات دوں گا ان تینوں باتوں میں سے ایک کروں گا، یا تینوں یا اب کا الہام، کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسی آیت کی سند سے فوت ہو چکے ہیں کس بات کا اعتبار کیا جائے؟

1 مرزا صاحب کے فاضل بزرگ اور خود مرزا صاحب جو علماء کے درجے پر اور ہدامتاز ہیں، قرآن شریف کی رسم الخط سے بھی واقف نہیں عیسیٰ کو عیسیٰ لکھتے ہیں۔ افسوس! احمد۔

(د) میرے بعد ایک دوسرا آنے والا ہے وہ سب باتیں کھول دے گا اور علم دین کو بمرتبہ کمال پہنچا دیگا، سو حضرت مسیح تو انجیل کو ناقص کی ناقص ہی چھوڑ کر آسمانوں میں جا بیٹھے۔ ملاحظہ براہین احمدیہ ۳۶۱۔

اس جگہ مرزا صاحب مانتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام آسمانوں پر زندہ موجود ہیں۔

(د) ایسے ایسے دکھ اٹھا کر بااقرار عیسائیوں کے مر گیا۔ ملاحظہ براہین احمدیہ ص ۳۶۱۔

یہاں پر عیسائیوں کے اقرار کے مطابق مرنا حضرت مسیح علیہ السلام کا لکھا ہے۔ مسلمانوں کا اس میں اقرار یا اعتقاد نہیں۔

(د) مرزا صاحب کا سب سے عمدہ اور مشرح وصریح الہام یہ ہے ھو الذی ارسل رسوله بالھدی و دین الحق لیظھره علی الدین کلمه (لفظ کلمه غلط ہے صحیح کله ہے) یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائیگا۔ ملاحظہ براہین احمدیہ صفحہ ۴۹۸، ۴۹۹۔

لیجئے حضرات! مرزا صاحب کے الہامات اس الہام کے نیچے آ کر دب گئے اور نہایت بری طرح سے کالعدم ہو گئے اور ساری کاروائی مسیح موعود ہونے کی ملیامیٹ ہو گئی۔ ان کی ہی تحریر اور الہام سے حیات حضرت مسیح علیہ السلام کی واضح طور پر صاف صاف ظاہر ہو گئی اور حضرت مسیح علیہ السلام کا دوبارہ اس دنیا پر تشریف لانا اظہر من الشمس بیان کر دیا۔ جب مرزا صاحب خود اس امر کو تسلیم کر چکے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام آسمان پر ہیں اور دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے اور دین اسلام دنیا میں پھیلا دیں گے تو اب کون سے مرزا صاحب کے خدا کا دوسرا الہام اس کے خلاف میں ہوا ہے جو قابل پذیرائی ہے، اب ان





الہاموں کے تناقض میں امید نہیں کہ کوئی تاویل چل سکے، ہاتھ پاؤں تو ضرور ماریں گے خواہ کنارے پر پہنچیں یا بیچ میں ہی رہیں۔ ایسے ہی الہامات ہیں جن پر مرزا صاحب عدم تعمیل کی وجہ سے لوگوں کو مستوجب سزا قرار دیتے ہیں۔

**ازالۂ دوم:** اس میں مرزا صاحب نے اپنے زعم میں یہ ثابت کیا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر ضرور چڑھائے گئے اور پھر اتار لئے اس حالت میں کہ ابھی زندہ تھے اور زخموں کے واسطے ان کے حواریوں نے مرہم تیار کی جس سے وہ راضی ہو گئے اور کشمیر میں آ کر فوت ہوئے مگر اس کے خلاف میں مندرجہ ذیل ثبوت نمبر سوم ایسا متناقض ہے کہ وہ اس بات کو بالکل باطل قرار دے رہا ہے۔ جس کا بیان مفصل آتا ہے۔ فانتظرہ

ناظرین! ذرا مرزا صاحب سے یہ تو دریافت کیجئے گا کہ آپ کی اس مرہم میں یہ بات لکھی ہوئی ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو یہود نے سولی پر چڑھا دیا تھا؟ اور پھر جلدی سے اتار لیا تھا اور زخم ان کو لگے تھے ان کے لئے یہ مرہم تیار کی گئی تھی؟؟ اگر یہ الفاظ یا یہ بات اس مرہم میں لکھی ہوئی نہیں ہے (جو ہرگز نہیں ہے۔) تو پھر آپ یہ حکم کیسے لگا سکتے ہیں کہ ان کو صلیب پر چڑھایا گیا تھا اور اسی لئے یہ مرہم تیار ہوئی تھی۔

اس مرہم میں لکھا ہے کہ یہ مرہم بارہ اقسام کے امراض کی دافع ہے، کیا حضرت مسیح علیہ السلام کو ان بارہ اقسام کی امراض میں سے کوئی مرض تھی یا بارہ کی بارہ ہی بیماریاں تھیں؟ اگر بفرض محال تسلیم بھی کر لیا جائے کہ وہ مرہم حضرت مسیح علیہ السلام کے واسطے ہی تیار کی گئی تھی تو بھی اس سے یہ بات کہاں سے ثابت ہے کہ فی الواقع وہ مرہم صلیب ہی کے زخموں کے واسطے بنائی گئی تھی۔ جب یہ نہیں تو کچھ نہیں پڑتال کتب طب ہی فضول ہوئی۔ اب میں ان امراض کے نام بھی درج کئے دیتا ہوں تا کہ ناظرین کو بھی مرزا صاحب کی صداقت کلام میں امتیاز ہو۔ وھو ھذا۔ اورام حاسیہ (بیخ ورم گرم یا سخت) خنازیر (کنٹھ مالا) طواعین

(جمع طاعون) سرطانات (ورم سوداوی) تنقیہ جراحات (زخموں کا تنقیہ) اوساخ (چرک) جہت رویانیدن گوشت تازہ، رفع شقاق واثار (شگاف پا) حکہ (خارش جدید) جرب (خارش کہنہ) سعفہ (مرض سرگنج) بواسیر (مشہور) ملاحظہ قرابادین قادری صفحہ

۴۹۱ مطبوعہ مجمع البحرین لودیانہ۔

جہاں سے یہ مرہم شروع ہوتی ہے وہ الفاظ یہ ہیں۔ مرہم حواریین کہ مسمی است بمرہم سلیخا ومرہم رسل نیز واز مرہم عیسیٰ نامند۔ پس لفظ رسل سے جو رسول کی جمع ہے، ظاہر ہو رہا ہے کہ بہت سے پیغمبروں کا یہ نسخہ ہے اور اس نسخہ کا نام حواریین، سلیخا، رسل، عیسیٰ چار ہیں۔ پھر اس پر مرزا صاحب کا فتویٰ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صلیبی زخموں پر ہی قائم ہو سکتا ہے، ممکن ہے کہ ان بارہ بیماریوں میں سے کوئی بیماری حضرت مسیح علیہ السلام کو بھی ہوئی ہو اور اکثر سفر کرنے سے جیسے کہ ان کی عادت مبارکہ تھی ان کے پاؤں میں شقاق ہو گیا ہو یا کسی قسم کی حکہ (خارش جدید) یا اوساخ (چرک) یا جرب (خارش کہنہ) کی بیماری ہو گئی ہو جس کے لئے یہ مرہم تیار کی گئی ہو۔ ہاں اگر مرزا صاحب مرہم میں سے یہ الفاظ حضرت مسیح علیہ السلام کو یہود نے صلیب پر چڑھا دیا تھا اور پھر جلدی سے اتار لیا تھا، اس وقت ان کو زخم ہو گئے تھے ان زخموں کے واسطے یہ مرہم تیار کی گئی تھی بلکہ لکھی ہوئی نکال کر دکھلاتے تو شاید کسی کو کچھ کسی قدر تامل کی گنجائش بھی ہوتی۔ مگر افسوس کہ مرزا صاحب ایسے ویسے خیالی اور کمزور استعاروں سے ایسے بڑے اہم امر کو ثابت کرنا چاہتے ہیں جو محض خیال ہی خیال ہے۔ اور پھر یہ کتنی بڑی زبردستی ہے کہ اپنی طرف سے یعنی کر کے لکھتے ہیں "یعنی جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہود علیہم اللعنۃ کے پنجہ میں گرفتار ہوئے اور صلیب پر چڑھانے کے وقت خفیف زخم بدن پر لگ گئے تھے اس مرہم کے استعمال کرنے سے بالکل دور ہو گئے اور نشان مٹ گئے تھے"۔ یہ انکا اپنا خانگی الہام ہے۔ لیکن کسی طب کی کتاب یا اس مرہم میں





ایسا کوئی لفظ نہیں جس سے آپکا مدعا ثابت ہو سکے، نرے استعارات ہی استعارات ہیں اور بے سود۔

**ازالۂ سوم:** اس میں مرزا صاحب اپنے زعم میں ثابت کرتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر چڑھائے گئے اور فوت ہو گئے اور بلاد شام میں دفن بھی کر دیے گئے اور اس قبر کی پرستش قوم نصاریٰ اب تک سال بسال ایک تاریخ پر جمع ہو کر کرتے ہیں اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بھی نقل کی ہے لعن اللہ کی بجائے لعنت اللہ لکھا ہے کہ یہود اور نصاریٰ پر لعنت ہے کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مساجد بنا لیا پس اس استعارہ سے ثابت ہو گیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر چڑھائے جانے سے فوت ہو گئے اور قبر میں دفن کر دیے گئے۔ اسی قبر کی بلاد شام میں پرستش ہوتی ہے۔

ناظرین! غور فرمایئے گا، یہاں پر وہ مرہم حواریین بالکل بیکار ہو گئی۔ اگر حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر چڑھائے جانے سے فوت ہو گئے تو ان کی دلیل نمبر دوم کی مرہم کس لئے تیار ہوئی تھی اور اس کی کیا ضرورت پڑی؟ آپ کی ہر دو دلائل میں اجتماع الضدین وارد ہو گیا ہے، جس کی کوئی تاویل گھڑنی پڑے گی۔ اس دلیل کے اثبات میں ایک حدیث بھی نقل کی ہے مگر فرمایئے تو سہی اس حدیث میں یہ بات کہاں لکھی ہے جس سے یہ بات ثابت ہو کہ حضرت مسیح علیہ السلام فوت ہو گئے۔ اگر یہ کہا جائے کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو کر قبر میں دفن نہیں ہوئے تو نصاریٰ کس قبر کی پرستش کرتے ہیں؟ کیا خوب! امر، مرزا صاحب خود اپنے کل تصانیف میں لکھ چکے ہیں کہ عیسائی یعنی نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیغمبر نہیں بلکہ خدا تصور کر کے پرستش کرتے ہیں لیکن حدیث شریف کی تصدیق کے لئے میں مانتا ہوں کہ یہود اور نصاریٰ اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجدیں جانتے اور پرستش کرتے ہیں لیکن یہ یاد رہے کہ جس قدر انبیاء گذرے ہیں شاذ و نادر کم ہی ہوں گے جن کو یہود اور نصاریٰ بالاتفاق نبی نہ

مانتے ہوں، بلکہ انجیل موجودہ میں جابجا لکھا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں توریت کو پورا کرنے کے واسطے آیا ہوں۔ انہیں دس (۱۰) احکامات کو جو توریت میں ہیں سب کو عیسائی مانتے ہیں اور کل انبیاء جن کا ذکر توریت میں موجود ہے سب کو اپنا انبیاء جانتے ہیں۔ پس اس سے ثابت ہوگیا کہ جو انبیاء علیہم السلام یہود کے ہیں وہی انبیاء علیہم السلام نصاریٰ کے ہیں۔ صرف اتنا فرق ہے کہ یہود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیغمبر یا نبی نہیں مانتے لیکن اس میں کوئی شک وشبہ نہیں رہا کہ جو انبیاء علیہم السلام یہود کے ہیں وہی نصاریٰ کے۔ اسی سے حدیث شریف کی تصدیق ہوگئی۔

مرزاصاحب اس بات پر بھی بہت زور دیتے ہیں کہ ”درحقیقت وہ قبر (بلاد شام میں) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہی قبر ہے“۔ نصاریٰ کا اعتقاد ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام پر چڑھائے گئے اور فوت ہوگئے اور قبر میں دفن کر دیئے گئے اور تیسرے روز کے بعد زندہ ہوگئے اور قبر سے نکل کر آسمان پر چلے گئے۔ جس قبر میں حضرت مسیح علیہ السلام کو بقول واعتقاد مرزاصاحب ونصاریٰ کے دفن کر دیا گیا تھا۔ کیا مرزاصاحب کو اس قبر کے ہونے میں کچھ شبہ ہے۔ اگرچہ مرزاصاحب ونصاریٰ کا اس اعتقاد میں فرق صرف اتنا ہی ہے نصاریٰ کہتے ہیں کہ تیسرے روز کے بعد زندہ ہوکر آسمان پر مع جسد چلے گئے اور مرزاصاحب کا اعتقاد ہے کہ وہ قبر ہی میں زندہ ور ہے صرف روح آسمان پر گئی مگر یاد رہے کہ یہ اعتقاد کسی اہل اسلام کا نہیں ہے پس اگر نصاریٰ اس قبر پر اعتقاد یہ چند روزہ کی پرستش کرتے ہوں تو کیا عجب ہے۔ یہ دوسری وجہ صداقت حدیث رسول خدا ﷺ کی ہوئی۔ مرزاصاحب نے حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات ثابت کرنے کے لئے خلاف اہل اسلام کے کیا کیا ہاتھ پاؤں مارے ہیں اور کیا کیا اعتقاد بدلے ہیں پھر بھی کچھ نہ بن سکا بلکہ الٹی حافظ کی خرابی اور دماغ کے تخیلات اور وہمات پائے گئے، جیسے آگے آئیگا۔





**ازالۂ چہارم :** اس میں مرزاصاحب فرماتے ہیں کہ ”اخویم حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب فرماتے ہیں کہ ہم چودہ سال ریاست جموں اور کشمیر میں ملازم رہے۔ یسوع کی قبر کشمیر میں محلہ خان یار میں معلوم ہوئی اور تحقیق سے معلوم ہوگیا کہ یسوع کی قبر کشمیر ہی میں ہے“۔

حضرات! اخویم کی نحوی ترکیب پر خیال نہ فرما کر اب ذرا بدل توجہ فرمایئے گا کہ حکیم صاحب کی شہادت مذہب کے مقابلہ میں وہ حدیث شریف جج الاستاد بھی نعوذ باللہ قابل اعتبار نہیں رہی۔ اے توبہ۔ مرزاصاحب کی چغتائی بہادری نے مرزاصاحب کے دل میں ایسی بے خوفی پیدا کی کہ میاں نورالدین صاحب کی شہادت بے معنی کے مقابلہ میں اپنے استعارات واہیہ سے حدیث شریف حضرت رسول خدا ﷺ کو کیسے ساقط الاعتبار قرار دیا۔ العیاذ باللہ اور کیسے کیسے ڈھکوسلوں سے لفظ اور نام یوزآصف کو یسوع آصف یا یسوع صاحب بنایا گیا ہے۔ کیا ایسی ایسی خیالی باتوں سے آپ یہ ثابت کریں گے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہی فی الواقع کشمیر میں قبر ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ایسے ایسے دھوکے یا ڈھکوسلے اور بھی بنا سکتے ہیں بلکہ اس سے بڑھ کر اور قرین قیاس بھی۔ سنئے۔

(الف) کیا وہ لفظ یوزآصف ، زوج آصف نہیں بن سکتا؟ ممکن ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے وزیر کی عورت کی قبر ہو جس کا نام آصف اور یہ قرین قیاس بھی ہے کیونکہ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کشمیر میں تشریف لے گئے اور ان کے وزیر آصف برخیا ساتھ تھے اور یہ بھی کتابوں میں ہے کہ تخت سلیمان علیہ السلام اس وقت تک موجود ہے۔ اغلب ہے کہ وزیر صاحب کی عورت فوت ہوگئی ہو اور زوج آصف سے بگڑ کر یوزآصف یا آصف بن گیا ہو۔

(ب) یا یوزآصف ہو یعنی وزیر آصف نے کوئی یوز یعنی چیتا یا شیر مارا ہو اور اس کی لاش کو

وہاں دفن کر دیا ہو۔

(ج) یاجوس اشعب (لالچی آدمی کا جستجو کرنا) کا نام ہو یعنی کوئی اشعب شخص کسی شے کی تلاش میں آیا اور یہاں آکر مرگیا اور دفن کر دیا گیا ہو۔

(د) یائیوس عاسف (جو نہایت ناامید ہو کر دم بلاتی ہوئی مرجائے) ہو جو ناامیدی کی حالت میں یہاں پر دم بلاتی ہوئی مرگئی اور دفن کر دی گئی ہو۔

غرض یہ کہ میں کہتا ہوں کہ ایسے ایسے ڈھکوسلے جس کا جی چاہے اور جتنے چاہے بنالے لیکن کیا ان سے کوئی اصلی یا صحیح واقعہ ثابت ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہیں!!! مگر یہ کیا بے تکی بات ہے کہ یسوع تو عبرانی لفظ ہو اور آسف اس کے ساتھ عربی کا لفظ لگا دیا جائے۔ اگر مرزا صاحب فرمائیں کہ جب وہ عبرانی ملک سے نکل کر غمگین حالت میں کشمیر میں چلے آئے تو یہاں کشمیریوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کو آسف (غمگین) کا خطاب دیدیا۔ مگر میں کہتا ہوں کہ لفظ عربی کیوں لگایا۔ مناسب تو یہ تھا کہ کشمیری زبان کا لفظ اس کے ساتھ لگایا جاتا۔ مرزا صاحب کا یہ کہنا اور وضعی ڈھکوسلہ بیان کرنا کہ حضرت مسیح علیہ السلام غمگین حالت میں تھے محض غلط ہے کیونکہ حضرت مسیح علیہ السلام کبھی غمگین نہیں ہوئے اور نہ ہوتے تھے جیسے کہ اکثر کتب سے یہ بات ان کے خوش وخرم رہنے کی ثابت ہے۔

نقل ہے کہ ایک دن حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں گفتگو ہوئی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہتے تھے کہ ہنستا منہ بہتر ہے اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کہتے تھے کہ رونے والی آنکھ بہتر ہے۔ آخر دونوں صاحبوں نے فیصلہ اس کا حکم الٰہی پر رکھا۔ جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں ہنستے منہ کو دوست رکھتا ہوں کہ میرے فضل وکرم کا امید وار ہے اور رونے والی نگاہ اپنے فعلوں پر نگاہ کرتی ہے بس چاہئے کہ خلق خدا کے ساتھ بھی خوشی سے پیش آئے اور درگاہ الٰہی میں تضرع وزاری رہے۔ ایک دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے





حضرت یحییٰ علیہ السلام سے کہا کہ تم بہت رویا کرتے ہو۔ ءایست من رحمة الله یعنی آیا تم رحمت الٰہی سے ناامید ہوگئے ہو؟ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ تم ہمیشہ خوش اور شگفتہ رہتے ہو ءَامِنتَ مِنْ مَکْرِ اللّٰہِ آیا تم خوف خدا سے ایمن ہوگئے ہو؟ سبحان اللہ کیا خوب سوال وجواب ہیں۔ (ملاحظہ ہو در کتاب جامع الصالحین مطبوعہ نظامی)

یہاں پر مرزا صاحب نے ایک اور غضب کیا ہے کہ اخویم نورالدین کی شہادت کے مقابلے میں حدیث شریف رسول اکرم ﷺ کو بھی ناقابل اعتبار کرکے پس پشت ڈال دیا اور انکار کر دیا ہے۔ جیسے لکھتے ہیں کہ ''ہاں! ہم نے کسی کتاب میں یہ بھی لکھ دیا ہے کہ حضرت مسیح کی بلاد شام میں قبر ہے مگر اب صحیح تحقیق ہمیں اس بات کے لکھنے کیلئے مجبور کرتی ہے کہ واقعی قبر وہی ہے جو کشمیر میں ہے حضرت مولوی نورالدین صاحب فرماتے ہیں کہ یسوع صاحب کی قبر جو یوز آسف کرکے مشہور ہے وہ جامع مسجد سے آتے ہوئے بائیں طرف واقعہ یعنی کوچہ میں ہے اس کوچہ کا نام خان یار ہے''۔ مرزا صاحب کا الہامی حافظہ بھی کیا خوب ہے لکھتے ہیں کہ ''ہم نے کسی کتاب میں لکھا ہے کہ بلاد شام میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر ہے''۔ حالانکہ اسی کتاب ست بچن کے حاشیہ پر لکھا ہوا موجود ہے اب میں ان معتبر خطوط کی نقل کر دینا ناظرین کے لئے بہ تکذیب دلائل مرزا صاحب بہتر سمجھتا ہوں تاکہ ان کی دلیل کا ازالہ کافی طور پر ہو جائے۔

## نقل خطوط رؤسا کشمیر متعلق تحقیقات قبر یوز آصف

**جواب:** السلام علیکم مکاتبہ مسرت طراز مخصوص دریافت کردن کیفیت اصلیت مقبرہ یوز آسف مطابق تواریخ کشمیر در کوچہ خان یار حسب تحریر تالیفات جناب مرزا صاحب قادیانی

۱ حاشیہ۔ جو خط میں نے یہاں سے کشمیر کو بھیجا تھا اس کو بوجہ طوالت کے نقل نہیں کیا گیا۔ منہ نمبر ۲ جوابات معرفت خواجہ غلام محی الدین صاحب مالک اخبار ... کشمیر ... مفتی اعظم ... کشمیر سے آئے۔ ۱۲ منہ۔

واطلاع آن زمان سعید رسید باعث خوشوقتی شد۔ من مطابق چٹھی مرسلہ آن مشفق چہ از مردم عوام چہ از حالات مندرجہ کشمیر در پے آن رفتہ آنکہ واضح شد اطلاع آن مکیکم مقبرہ روضہ بل یعنی کوچہ خان یار بلاشک بوقت آمدن از راہ مسجد جامع بطرف چپ واقع است مگر آن مقبرہ بملاحظہ تاریخ کشمیر نسخہ اصل خواجہ اعظم صاحب دیدہ مردکہ ہم صاحب کشف وکرامات محقق بودند ''مقبرہ سید نصیرالدین قدس سرہ میباشد بملاحظہ تاریخ کشمیر معلوم نمیشود کہ آن مقبرہ بمقبرہ یوز آسف مشہور است چنانچہ حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادیانی تحریر میفرمایند۔ بے اعتقاد معلوم میشود کہ در مقبرہ حضرت سنگ قبری واقع است آنرا قبر یوز آسف نوشتہ است بلکہ تحریر فرمودہ اند کہ در محلہ انزمرہ مقبرہ یوز آسف واقعست مگر آن نام بالفاظ سین نیست بلکہ بالفاظ صاد است واین محلہ بوقت آمدن از راہ مسجد جامع طرف راست است طرف چپ نیست درمیان آنزمرہ وروضہ بل یعنی کوچہ خان یار مسافت واقعست بلکہ نالہ مار ہم مابین آنہا مائل است پس فرق بدو وجہ معلوم میشود ہم فرق لفظی وہم فرق معنوی فرق لفظی آنکہ یوز آصف بہ صاد است ودر انزمرہ مدفون نوشتہ اند بالفاظ سین آن نیست وتغایر اسم بر تغایر مسمی دلالت میکند وفرق معنوی آنکہ یوز آسف کہ مرزا صاحب میفرمایند کہ درکوچہ خان یار واقعست۔ این درمحلہ انزمرہ تغایر مکان بر تغایر مکین دلالت میکند کہ یک شخص در دو جا مدفون بودن ممکن نیست عبارتیکہ در تاریخ خواجہ اعظم صاحب دیدہ مردند کور است نیست۔

حضرت سید نصیرالدین خانیاری از سادات عالیشان است در زمرہ مستوری بود بتقریب ظہور نمود مقبرہ میر قدس سرہ درمحلہ خان یار مہبط فیوض وانوار است۔ ودر جوار ایشان سنگ قبرے واقعست در عوام مشہور است کہ آنجا پیغمبرے آسودہ است کہ در زمان سابقہ در کشمیر مبعوث شدہ بود این مکان بمقام آن پیغمبر معروف است در کتابی از تواریخ دیدہ





ام کہ بعد قضیہ دور دراز حکایتے میشنود کہ یکے از سلاطین زادہائے براہ زہد وتقوے آمدہ ریاضت وعبادت بسیار کرد برسالت مردم کشمیر مبعوث شدہ در کشمیر آمدہ بدعوت خلائق مشغول شد وبعد رحلت درمحلہ انزمرہ آسود ودران کتاب نام آن پیغمبر را یوز آصف نوشت۔ انزمرہ وخان یار متصل واقعست''۔ از ملاحظہ این عبارت صاف عیان است یوز آصف درمحلہ انزمرہ مدفون است درکوچہ خان یار مدفون نیست واین یوز آصف از سلاطین زادہ ہا بودہ است واین عبارت تواریخ مخالف ومناقض ارادہ حضرت مرزا صاحب است زیرا کہ یسوع خود را یکے از سلاطین وغیرہ انتساب نکردہ اند۔ فقط زیادہ والسلام

راقم خواجہ سعد الدین عفی عنہ فرزند خواجہ ثناء اللہ مرحوم ومغفور از کوشی خواجہ ثناء اللہ۔ غلام حسن از کشمیر ۱۵ ذی الحجہ ۱۳۱۴ھ۔

**جواب دوم:** اطلاع یار چوں ارقام کردہ بود کہ در شہر سرینگر در ضلع خان یار پیغمبر آسودہ است معلوم سازند موجب آن خود بذات بابت تحقیق کردن آن در شہر رفتہ ہمیں تحقیق شدہ پیشتر از دو صد سال شاعرے معتبر وصاحب کشف بودہ است نام آن خواجہ اعظم دیدہ مری داشتہ یک تاریخ از تصانیف خود نمودہ است کہ درین شہر درین وقت بسیار معتبر است دران ہمیں عبارت تصنیف ساختہ است کہ در ضلع خان یار درمحلہ روضہ بل میگویند کہ پیغمبر آسودہ است یوز آصف نام داشتہ وقبر دوم در آنجا است از اولاد زین العابدین رضی اللہ عنہ سید نصیرالدین خان یاری است وقدم رسول در آنجا ہم موجود است اکنون در آنجا بسیار مرجع اہل تشیع دارد بہر حال سوائے تاریخ خواجہ اعظم صاحب موصوف دیگر سندے صحیح ندارد، اعلم عند اللہ تعالیٰ۔ سید حسن شاہ از کشمیر ۲۲ ذی الحجہ ۱۳۱۴ھ

حضرات! ان دو معتبر اور ذی عزت رئیسوں کے خطوں سے مرزا صاحب کے دیئے ہوئے حوالے اور محلہ خان یار کا حوالہ غلط ثابت ہوا۔ بلکہ صاف ہوگیا کہ ایک قبر

یہاں محلہ انزمرہ میں ہے جو یوز آسف پیغمبر کی (جو اولاد سلاطین میں سے تھے) ہے اور کشمیر ہی کے واسطے مبعوث ہوئے تھے اور تیسرے ایک تاریخ معتبر کی شہادت پیش کرتے ہیں جس کا مصنف بھی صاحب کشف و کرامات تھا۔ جس سے مرزا صاحب کے کل استعارات غلط ہوتے ہیں۔ تاریخ کشمیر کے صفحہ وغیرہ کا حوالہ انہوں نے نہیں دیا ہے۔ جس کو میں پورا کر دیتا ہوں کیونکہ وہی تاریخ کشمیر میرے سامنے رکھی ہے۔ دیکھو تاریخ کشمیر اعظمی مطبوعہ مطبع محمدی لاہور۔ ۱۳۰۳ھ تصنیف خواجہ سید محمد اعظم شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ مؤلفہ [illegible] صفحہ ۸۰، سطر ۱۸ (اصل خطوط شامل کئے گئے ۱)

یہ تین شہادتیں ایسی مضبوط اور قوی اور ثقہ ہیں، جن پر منصف مزاج آدمی کو فوراً اعتبار کر لینا چاہئے۔ مرزا صاحب جو اپنی تاویلات و استعارات سے یوز آسف کو یسوع صاحب یا یسوع آسف بتاتے ہیں محض غلط بلکہ اغلط ثابت ہوا۔ امید نہیں کہ مرزا صاحب ایسی کافی اور ثقہ شہادت کو قبول کریں کیونکہ اس طرف اخویم نورالدین صاحب کی شہادت ہے جس کے مقابلے میں آپ نے اپنی ہی مسلمہ حدیث شریف صحیح کو غلط ثابت کر کے فوراً انکار کر دیا حالانکہ شریعت میں دو گواہان کے بغیر مقدمہ فیصل نہیں ہو سکتا لیکن مرزا صاحب ہمیشہ ایک ہی گواہ سے کام لیا کرتے ہیں اور اپنے دعویٰ اہم کو ثابت کیا کرتے ہیں اور آیت و حدیث کی پرواہ نہیں کیا کرتے جیسے میاں کریم بخش ۲ ایک ناخواندہ کی شہادت پر اپنے آپ کو مسیح ثابت کیا تھا تمام آیات و احادیث و اجماع امت کو اسکی شہادت کے مقابلہ

---

۱ یعنی خطوط اصل میرے پاس موجود ہیں۔ ۱۲ منہ

۲ دیکھو صفحہ ۷۰۷، ۷۰۸ ازالہ اوہام مرزا صاحب ان میں میاں کریم بخش موصوف ناخواندہ بقول حضرت شیرازی

۳ ہے عجم تو ان خود اشاعت۔ یہ ہیں کیس برس گذشتہ زمانہ کا ذکر ایک عام شخص مجذوب الحواس گلاب شاہ کی زبانی روایت کرتے ہیں کہ عیسیٰ جوان ہو گیا۔ وہ لودیانہ میں آئیگا اور قرآن کی غلطیاں نکالے گا اور بہت سا [illegible] (جاری)





میں بالکل رد کر دیا۔ اسی طرح مولوی نورالدین صاحب اپنے بڑے حواری کی مذہب شہادت کے مقابلہ میں اپنی مسلمہ حدیث شریف اور ساری اپنی تحقیقات اور الہامات کو رد کر دیا حالانکہ مولوی صاحب نے صرف اسقدر کیا تھا کہ "کشمیر میں ایک قبر مشہور اور معروف ہے جس کو یوز آسف نبی کی قبر کہتے ہیں"۔ اس سے یہ بھی ثابت نہیں کہ مولوی صاحب نے یوز آسف بحرف صاد کہا یا بہ سین کہا مگر اس میں کوئی شک نہیں کہ انہوں نے یسوع صاحب کا نام نہیں لیا۔ مرزا صاحب نے یہ اپنا ڈھکوسلہ پیش کیا ہے الہام بھی نہیں پھر اس ڈھکوسلے پر کس کو اعتبار ہو سکتا ہے اور اعتبار ہو بھی کیسے؟ کیونکہ مرزا صاحب کو ایک بات پر قرار نہیں۔ جیسے خود لکھتے ہیں۔

(۱) یہ تو سچ ہے کہ مسیح اپنے وطن میں گلیل جا کر فوت ہوا لیکن یہ ہرگز سچ نہیں کہ وہی جسم جو دفن ہو چکا تھا پھر زندہ ہو گیا۔ ص [illegible]

(ب) یہ تیسری آیت باب الاعمال کی مسیح کی طبعی موت کی نسبت گواہی دے رہی ہے یہ گلیل میں اس کو پیش آئی۔ ازالہ صفحہ [illegible] ازالہ اوہام۔

---

(بقیہ) مرزا صاحب کے سورہ میں آ چکا تھا مگر اصل بات یاد نہ رہی جب کریم بخش کیا کہتا ہے کہ "مجھے ایک بات یاد نہیں رہی کہ اس مجذوب نے مجھے صاف صاف بتلا دیا تھا کہ اس عیسیٰ کا نام غلام احمد ہے"۔ اب خیال کرنے کی بات ہے کہ ۳۰، ۳۱ برس کی بات ایک مجذوب شخص کی ایک ناخواندہ نے یاد رکھی اور ایک بڑا طویل مضمون عربی فارسی الفاظ کا مرزا صاحب کے پاس لکھوا دیا۔ اگر یہ مضمون خود مرزا صاحب سے اس وقت پوچھا جائے تو وہ بھی ادا نہ کر سکیں اور مجذوب اتنے لمبے قصے لوگوں کو سنایا کرتے ہیں۔ وہ تو ایک آدھ بات منہ سے نکال دیا کرتے ہیں اتنے عرصے کے درمیان کریم بخش مذکور نے کسی اور کے ساتھ بھی اس بات کا تذکرہ کیا تھا یا نہیں اگر کیا تھا تو کس کے ساتھ اور اسکی شہادت کیوں پیش نہیں کی۔ معلوم ہوا کہ میاں کریم بخش اور مرزا صاحب کا ایمان ہے کہ قرآن میں غلطیاں ہیں جن کو مرزا صاحب ؟ نکال رہے ہیں۔ اس کتاب کے ملاحظہ سے معلوم ہو گی۔ ۱۲ منہ

(ج) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر بلاد شام میں ہے جس کی پرستش عیسائی لوگ کرتے ہیں۔

ملخصاً صفحہ ۱۰ و حاشیہ، و حاشیہ کتاب ست بچن۔

(د) یسوع صاحب کی قبر کشمیر میں ہے۔ ملخصاً ۱۰ و حاشیہ کتاب ست بچن۔

اب فرمایئے مرزا صاحب کی کس تحقیق یا کس الہام یا بات پر اعتبار کیا جائے آیا حضرت مسیح علیہ السلام کی قبر گلیل میں ہے یا بلاد شام میں یا کشمیر میں؟ ممکن ہے کہ مرزا صاحب اسکا جواب استعارہ لگا کر یوں دیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی قبر تو گلیل میں ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر بلاد شام میں اور حضرت یسوع علیہ السلام کی قبر کشمیر میں۔ سبحان اللہ مرزا صاحب کی تحقیقات وکشف والہامات پر اعداء قربان۔ یہی باتیں ہیں جن سے عام فہم کا آدمی بھی سن کر ہذیان، مالیخولیا، خبط، مراق میں داخل کرے گا۔ بس یہاں مرزا صاحب کی کل کاروائی نابود اور مردود ہوگئی۔

**ازالہ پنجم:** اس امر میں مرزا صاحب نے اپنے الہام قطعی اور یقینی سے ثابت کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوگئے، دوبارہ آنے سے روک دیئے گئے اور آنے والا مسیح میں ہی ہوں یہ مجھے خدا نے خبر دی ہے۔

اس میں ناظرین کو یہ دیکھنا ضروری ہے کہ آیا مرزا صاحب کا الہام وحی الٰہی ورسول کی طرح قطعی اور یقینی ہے اور اس پر ویسے ہی ایمان لانا چاہئے جیسے پیغمبران علیہم السلام کے الہام پر؟ نیز مرزا صاحب کا خدائے ملہم وہی مسلمانوں کا خدا ہے یا کوئی اور؟ اس میں مجھے ان کے ہی الہامات سے کام لینا ہوگا کسی اور کی ثبوت کی ضرورت نہیں۔

پہلا: مرزا صاحب اپنی براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۵۶ میں انگریزی، عربی، عبرانی زبانوں کے الہامات درج کرکے لکھتے ہیں کہ ان کے معنی مجھے معلوم نہیں ہوئے کوئی انگریزی خوان اس وقت موجود نہیں اس الہام کا مطلب میری سمجھ میں نہیں آیا وغیرہ وغیرہ ملخصاً۔ بس اس سے





ثابت ہے کہ مرزا صاحب کا خدا ملہم ایسا ہے کہ اپنے ملہم کو جو الہام کرتا ہے محض فضول اور بے سود کرتا ہے کہ اس کا مطلب یا معنی ملہم اور ملہم دونوں کو نہیں آتے۔ یہ خوب ہوئی کہ مرزا صاحب کا خدا الہام کرتا ہے مگر اسکے حکم اور کلام کے جو اپنے نبی پر بھیجتا ہے کچھ معنی نہیں ہوتے۔ اور نہ کوئی مترجم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کو اسکا ترجمہ بتائے اور نہ اس کا خدا ہی الہام کرتا ہے کہ مرزا صاحب کی سمجھ میں آئے تاکہ اس کے مطلب سے آگاہ ہو کر تعمیل احکام الٰہی کریں۔ یہ عجیب الہامات ہیں کہ مرزا صاحب جن زبانوں کے سمجھنے سے بالکل نابلد ہیں ان کو القا کئے جاتے ہیں، پھر انکا عجب خدا ہے کہ جو شخص جن زبانوں کو سمجھ نہیں سکتا انہیں زبانوں میں الہام کرتا ہے۔ اس سے مرزا صاحب کے خدا کی بے علمی اور جہالت ثابت ہوتی ہے کیونکہ ان کے خدا کو اگر معلوم ہوتا کہ مرزا صاحب انگریزی، عبرانی اور بعض الفاظ عربی نہیں جانتے اور نہ سمجھ سکتے ہیں تو کبھی ان زبانوں میں الہام نہ کرتا۔ کیا آپ اس بات پر یقین کرلیں گے عبرانی، انگریزی، عربی وغیرہ میں الہامات ہوں جو مرزا صاحب نہ جانتے ہوں اور نہ ان کا مطلب کسی کو سمجھا سکتے ہوں۔ یہی الہامات قطعی اور یقینی ہو سکتے ہیں۔ انہیں سے ان کو مسیح موعود مان لیا جائیگا۔ اس طرح پر کہ مرزا صاحب ملہم تو ہیں مگر الہاموں کے معنوں اور مطلبوں سے ناواقف اور ان کے بیان کرنے سے عاری اور جاہل ہیں۔ مجھے یہاں پر ایک مشہور حکایت یاد آگئی ہے جو اس کے مطابق ہے۔ ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔ وھو ھذا۔

اکبر بادشاہ کے وقت میں جب ان کو پیغمبر بننے کی سوجھی اور ابوالفضل اور فیضی ان کے وزراء نے ان کو پیغمبر ثابت کرنا چاہا اور دین الٰہی کو قائم کرنے پر آمادہ ہوئے تو قرآن شریف کی ضرورت ہوئی اور پہلے ہی سے تجویز کرکے ایک نے ان میں سے بادشاہ سے کہا کہ مجھ کو الہام ہوا ہے کہ جیسے حضرت رسول خدا ﷺ امی تھے ایسے ہی آپ ہیں اور آپ

پر بھی قرآن شریف نازل ہوا ہے اور ایک درخت میں ہے بادشاہ سلامت پیغمبری کی دھن میں لٹو ہو گئے اور جمعیت کثیر نہایت تزک و احتشام سے درخت معلومہ میں سے قرآن وحشی نکالا گیا، جو زبان عربی میں تھا نہایت احتیاط سے وہ قرآن دربار میں لایا گیا ہر ایک شخص اس قرآن کو بوسہ دیتا اور زیارت کرتا اور مبارک دیتا، ادب سے رکھتا جاتا تھا۔ اتنے میں ابوالحسن معروف بہ ''ملا دو پیازہ'' بھی آ گئے۔ انہوں نے بھی اس قرآن کو دیکھا اور بغیر کسی بوسہ و ادب کے ایسی طرز سے رکھ دیا کہ بادشاہ کو اچھا نہ لگا۔ بادشاہ نے ایسی حرکت کی بابت ملا سے پوچھا کہ کیوں کیسا ہے؟ ملا صاحب نے کہا کہ ہاں اخیر اچھا ہے۔ اس پر بادشاہ کو اور بھی شبہ ہوا۔ آخر بادشاہ کے بار بار کے اصرار پر عرض کی کہ قبلہ عالم جانتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ملک کنعان میں تھے انکی زبان عبرانی تھی اس لئے توریت عبرانی زبان میں نازل ہوئی اور حضرت داؤد علیہ السلام کے ملک کی زبان سریانی تھی اس لئے زبور سریانی زبان میں نازل ہوئی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ملک کی زبان یونانی تھی اس لئے خداوند کریم نے انجیل کو یونانی زبان میں نازل فرمایا اور حضرت رسول اکرم ﷺ ملک عرب میں ہوئے اس لئے خداوند کریم نے قرآن کو زبان عربی میں نازل فرمایا اور یہی سنت اللہ ہے کہ ہر ایک پیغمبر علیہ السلام کو ان کی ہی زبان میں کتاب یا صحیفہ نازل ہوتا رہا ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ یعنی ہم نے کسی پیغمبر کو مبعوث نہیں کیا جو اپنی قوم کی زبان نہ جانتا ہو۔ پیغمبر علیہ السلام کی زبان اور اس کی قوم کی بول چال ایک ہو۔ ایسا نہیں ہوتا کہ پیغمبر تو ہندوستان کا ہو اور قوم اسکی عرب کی ہو، میں نہایت تعجب سے سوچ رہا ہوں کہ یہ قرآن عربی زبان میں ہے ہندوستانی میں نہیں، اسے نہ تو آپ خود سمجھ سکتے ہیں اور نہ آپ کسی کو سمجھا سکتے ہیں۔ ہاں! اگر یہ قرآن ہندوستانی یا اردو میں ہوتا جو قبلہ عالم کی زبان ہے تو البتہ مان لینے کے قابل ہوتا۔ بادشاہ یہ سن کر چپ ہو گیا اور وہ قرآن وحشی گاؤ





خورد ہو گیا پس مرزا صاحب کی عہد اکبر بادشاہ کی سی مثال ہے کہ انہوں نے بھی پیغمبری کا دعویٰ کیا اور قرآن ان کا غیر زبان میں اترا جس کے سمجھنے اور سمجھانے میں بالکل لاچار تھے اور مرزا صاحب نے بھی دعویٰ پیغمبری کیا لیکن الہامات آپ پر ایسی عربی، انگریزی زبانوں میں نازل ہوئے کہ جس کے سمجھنے اور سمجھانے اور تعمیل حکم بجالانے میں باقرار خود قاصر اور لاچار رہے۔ پس ایسے مصنوعی قرآن اور مصنوعی الہاموں کا اعتبار مرزا صاحب کے ہی چند مریدوں میں ہوگا اور کسی کو کیوں ہونے لگا ایسے ہی مرزا صاحب کے خدا بھی پتہ نہیں کہ کون ہے کیونکہ وہ خود اپنی کتاب براہین احمدیہ میں لکھتے ہیں مجھے الہام ہوا ہے کہ ہمارا رب عاجی ہے[1] (اس کے معنی ابھی تک معلوم نہیں ہوئے) بلفظہ صفحہ ۵۵۵۔ براہین احمدیہ اصل الہام حاشیہ میں ہے۔

لیجئے مرزا صاحب کو ابھی تک اپنے خدا کا بھی پتہ نہیں کہ کون ہے اے غضب اور افسوس!! جس شخص کو اپنے خدا کا بھی پتہ نہ ہو کہ کون ہے اس کے الہاموں کا کیا پتہ ہو سکتا ہے کہ وہ کیا ہیں پھر وہ قطعی اور یقینی بھی ہیں۔ ناظرین و مرزائی نہایت غور و توجہ فرمائیں کہ جس ملہم کو اپنے خدائے ملہم کا بھی پتہ نہ ہو کہ وہ کیا اور کون ہے پھر اس کے کسی الہام یا بات پر کیا اعتبار ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

[1] ہمارا رب عاجی ہے۔ اصل الہام زبان عربی مرزا صاحب کا یہ ہے رب اغفر و ارحم من السماء ربنا عاج بلفظہ صفحہ ۵۵۵ براہین احمدیہ۔ معنی اسکے یوں ہیں اے میرے رب میرے گناہ بخش اور آسمان سے رحم کر رب ہمارا عاج ہے۔ مرزا صاحب نے عاج کا ترجمہ نہیں کیا ہے۔ ناظرین پوچھ سکتے ہیں کہ عاج کے معنی عاجی کیونکر ہوئے۔ گویا صاف ظاہر ہے کہ مرزا صاحب کا خدا عاج ہوا اور عاج کے معنی صفحہ ۵۵۷ پر درج ہیں یعنی ہاتھی دانت اور گوبر۔ حرف یاء نسبتی مرزا صاحب نے خود اپنی طرف سے لگایا اور اس کے معنی ہاتھی دانت کا یا گوبر کا بنا کر اور بھی تشریح کردی ہے۔ پس ہوا جب الہام عربی مرزا صاحب کے ان کا (رب عاج) خدا ہاتھی دانت یا گوبر ہے۔ مرزائیوں کو بھی مبارک ہو کہ ان کے پیغمبر کا خدا ان کے پیروکاروں کا خدا ہاتھی دانت اور گوبر ہے۔ منہ عفی عنہ

خیر اب میں ہی مرزا صاحب کے خدا کا پتہ دیتا ہوں جس کی بابت وہ کہتے ہیں کہ ہمارا خدا عاجی ہے (اس کے معنی ابھی تک معلوم نہیں ہوئے تعجب ہے) کہ مرزا صاحب کیوں کہتے ہیں کہ عاجی کے معنی معلوم نہیں ہوئے کیا ان کے پاس کوئی چھوٹی بڑی لغت کی کتاب نہیں؟ اگر ملہم نے معنی یا مطلب نہیں بتایا تو کوئی کتاب ہی دیکھ لیتے جس سے عاجی کے معنی معلوم ہو جاتے۔ یہاں اگر مرزا صاحب بوجہ قصور حافظہ اور مرزائی یہ کہہ دیں کہ الہامی لفظوں کے معنی اور مطلب جو خدائے ملہم بتائے یا سمجھائے وہی ہو سکتے ہیں، کتاب لغت پر اعتبار نہیں ہو سکتا اور نہ ایسے لفظوں کے لئے کوئی کتاب لغت دیکھنے کا حکم ہے، لیکن ان کا یہ کہنا محض لغو اور باطل ہوگا کیوں کہ مرزا صاحب اپنی کتاب براہین احمدیہ میں اس طرح پر پہلے لکھ چکے ہیں کہ اور یہ الہام اکثر مغلقات امور میں ہوتا ہے کبھی اس میں ایسے الفاظ بھی ہوتے ہیں جن کے معنی لغت کی کتابیں دیکھ کر کرنے پڑتے ہیں۔ ملاحظہ صفحہ ۲۳۸ حاشیہ براہین احمدیہ۔

مرزا صاحب ہی اس کا جواب دیں گے کہ انہوں نے کیوں عاجی اپنے خدا کے معنی لغت کی کتاب سے تلاش کرنے کے اور کیوں کہہ دیا کہ اس کے معنی اب تک معلوم نہیں ہوئے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ سچا الہام آپ کی قلم سے نکل گیا، جب بعد میں اس کے معنوں پر علم ہوا کہ اور مخالف معلوم ہوئے تو لکھ دیا کہ اس کے معنی معلوم نہیں ہوئے مگر خداوند کریم کی حکمت ہے کہ مرزا صاحب کے ہی منہ اور قلم سے سچی بات نکل گئی۔ لیجئے میں دو معتبر کتب لغت سے لفظ عاجی مرزا صاحب کے خدا کے معنی تحریر کر کے پیش کرتا ہوں جس سے معلوم ہو جائیگا کہ مرزا صاحب کا خدا کیا اور کون ہے۔ لفظ عاجی میں اصل لفظ عاج[1] ہے اور حرف ی اس کے ساتھ نسبتی ہے لفظ عاج کے معنی یہ ہیں۔

[1] اصل الہام کی عبارت پچھلے صفحے میں گزر چکی ہے یا نسبتی مرزا صاحب نے الہام میں اپنی طرف سے لگائی ہے۔ ۱۲ منہ عفی عنہ۔





(الف) استخوان فیل، ناقہ کہ جائے خواب او نرم باشد، سرگین رمہ کہ بدان شتر راند، راوہ معنی منتخب اللغات صفحہ ۳۰۰ سطر ۱۵۔

(ب) عاجِ مَبْنِيَّةٌ بِالْكَسْرِ زَجْرٌ لِلنَّاقَةِ وَالعَاجُ الزَّبْلُ وَالنَّاقَةُ اللَّيِّنَةُ الاعطاف وَعَظْمُ الفِيْلِ. قاموس ربع اول صفحہ ۱۲۷ سطر ۱۳ کالم ۲۔ وَعَاجِ مُنْبِلِیٌّ قاموس ربع اول صفحہ ۲۰۹ سطر ۱۰ کالم ۱۔

(ج) واما العاج الذی هو عظم الفیل فنجس عند الشافعی.

(د) فليبين من عاج هو هنا الزبل او ظهر السلحفاة والعاج الذي يعرفه العامة عظم انياب الفيل. ملاحظہ صفحہ ۲۲۳ کتاب مجمع بحار الانوار سطر ۱۵، ۱۶۔

پس لفظ عاجی کے معنی ہاتھی کے دانت کا یا والا، اونٹنی نرم جگہ پر سونے والی کا یا والا، گوبر کا یا والا، راہزن والا تعزیرہ ہوا یا تعزیرے ہوئے کا یا والا، پس بقول مرزا صاحب ثابت ہو گیا کہ مرزا صاحب کا خدا عاجی ہاتھی دانت کا یا گوبر کا ہے۔ یا مرزا صاحب جو ان معتبر کتابوں کے معنی کئے ہوئے ہیں کسی ایک کو مان لیں۔ خواہ کوئی بھی ہو، جب ان کے ہی خاص قطعی اور یقینی الہام سے انکا خدا ملہم عاجی، ہاتھی کے دانت کا یا ہاتھی کے دانت والا یا گوبر کا ہے، تو پھر علماء و فضلاء و مشائخ صلحاء اہل اسلام مباہلہ کیلئے کیوں کشمکش ہو رہے ہیں جتنی کارروائی مرزا صاحب کی اب تک ہوئی ہے سب خاک میں مل گئی اور ملیامیٹ ہو گئی۔ میرے خیال ناقص میں ہے کہ یہ صفحہ ۵۵۶ براہین احمدیہ کا کسی کے زیر نظر یا مطالعہ میں نہیں آیا۔ ورنہ پہلے ہی سے یہ سب جھگڑے بکھیڑے ختم ہو جاتے۔ مگر اتفاق ہے کہ ایسا

[1] کسی ایک کو، یا یقینی طریق احوط تو صاف روشن ہو رہا ہے اگر بطریق تنقیح بھی مرزا صاحب لفظ عاجی یا عاج کا کچھ بنانا چاہیں تو بھی ان کے خدا کی کوئی اچھی ترکیب یا توصیف نہیں نکلتی اور نہ کوئی خدا کے اسماء میں سے نہ صفات میں سے کچھ بن سکتا ہے۔ ۱۲ منہ عفی عنہ۔

نہ ہوا۔ جب مرزا صاحب کا خدا اسم عاجی ہے جس کے معنی واضح ہو چکے ہیں تب مرزا صاحب کے الہامات مندرجہ ذیل کے معنی کیا ہوئے اور کیا سمجھے جائیں گے۔

۱۔ جس نے میری بیعت کی اس کے ہاتھ پر خدا کا ہاتھ۔ [illegible]

۲۔ مجھ کو دونوں جہانوں کی رحمت کے واسطے بھیجا۔ [illegible]

۳۔ خدا نے میرا نام مسیح ابن مریم رکھا۔ [illegible]

۴۔ عیسیٰ مر چکے عیسیٰ میں ہوں۔ [illegible]

۵۔ خدا نے میرا نام عیسیٰ رکھا۔ [illegible]

ان الہاموں میں سے صاف ہے کہ مرزا صاحب کی جس نے بیعت کی اس کا ہاتھ ہاتھی کے دانت والے یا گوبر والے کے ہاتھ پر ہوا۔ گوبر والے نے دونوں جہان کی رحمت کے واسطے مرزا صاحب کو بھیجا۔ جو اظہر من الشمس ہے۔ جن کا ذکر ہو چکا ہے۔ یہ بھی ضرور ہے کہ آپ کے خدا عاجی نے آپ کا نام عیسیٰ بھی رکھ دیا ہوگا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا بلکہ نہایت ہی قرین قیاس اور یقینی امر ہے کہ خدا عاجی گوبر کا ہے تو اس کا عیسیٰ بھی نجاست میں اس سے بڑھ چڑھ کر ہونا چاہئے۔ سو میں اس عیسیٰ کو جس کی تعریف مرزا صاحب نے خود کر کے اپنے پر منطبق کیا ہے ناظرین کے ملاحظہ کیلئے ضبط تحریر میں لاتا ہوں اور نہایت ہی خوش ہوں کہ مرزا صاحب اعلیٰ درجہ کے منصف مزاج ہیں لکھتے ہیں کہ ”مجھے سخت تعجب ہے کہ ہمارے علماء عیسیٰ کے لفظ پر کیوں چڑتے ہیں۔ اسلام کی کتابوں میں تو ایسی چیزوں کا بھی عیسیٰ نام ہے جو سخت مکروہ ہیں چنانچہ برہان قاطع میں حرف عین میں لکھا ہے کہ عیسیٰ دھقان کنایہ شراب انگوری سے ہے۔ عیسیٰ نوماہہ اس خوشہ انگور کا نام ہے جس سے شراب بنایا جاتا ہے اور شراب انگوری کو بھی عیسیٰ نوماہہ کہتے ہیں۔ اب غضب کی بات ہے کہ مولوی لوگ شراب کا نام تو عیسیٰ رکھیں اور تالیفات میں بھی اس کا ذکر کریں اور ایک پلید چیز کی ایک





پاک کے ساتھ مشارکت کریں اور جس شخص کو اللہ تعالیٰ عیسیٰ کے نام سے موسوم کرے وہ ان کی نظر میں کافر ہو۔ ملاحظہ صفحہ [illegible] تصنیف مرزا صاحب۔

اس سے یہ بات ظاہر ہوئی کہ خدا عاجی ایک پلید اور خبیث چیز گوبر ہے تو اس کا عیسیٰ شراب جو ام الخبائث ہے درست اور بجا ہے یعنی خدائے ملہم گوبر اور عیسیٰ ملہم شراب کیا عمدہ مماثلت ہوئی ع وزیرے چنیں شہر یارے چناں۔ ان تحریروں پر تو میں مرزا صاحب سے بالکل اتفاق کر کے صاد کرتا ہوں اور ان کے انصاف اور راستبازی کی داد دیتا ہوں اور یہاں علماء سے مجھے کلام ہے کیونکہ جب مرزا صاحب اپنے خدا کا نام عاجی، گوبر لکھتے ہیں اور اپنے آپ کو عیسیٰ نوماہہ یا عیسیٰ دھقان تحریر کرتے ہیں جو شراب انگوری ہے تو پھر ان کے پیچھے کیوں پڑ گئے ہیں اور ان کے عیسیٰ کہلانے میں کیوں ناحق چڑتے ہیں۔ یہ بیشک ان کی زبردستی ہے۔ اس کے پیچھے پڑنے اور چڑنے کی وجہ بتلانے میں مجھے اس لئے کسی قدر تامل ہے کہ مرزا صاحب نے کوئی خاص اشتہار جلی قلم کا انعامی یا سزائی نہیں دیا کہ ہمارا خدا عاجی (ہاتھی کے دانت کا یا گوبر کا ہے) اور میں عیسیٰ دھقان یا عیسیٰ نوماہہ شراب انگوری ہوں۔ جس سے علماء مخالفین کو خبر ہو جاتی اور مخالفت سے ان کا منہ بند ہو جاتا البتہ مرزا صاحب کا یہاں جواب یہ ہو سکتا ہے کہ جب ہم نے کتابوں رسالوں میں لکھ دیا اور کتابیں ہر جگہ موجود ہیں تو پھر ضرورت کسی اشتہار کی نہیں تھی یہ صحیح ہے لیکن اگر اشتہار انعامی یا مباہلی بھی بطور تبلیغ شائع فرماتے اور مخالفین کو پہلے ہی سے یہ عقیدہ آپکا معلوم ہو جاتا تو خواہ مخواہ بے سود علمی بحثیں کر کے تضیع اوقات نہ کرتے اب میں نہایت ادب سے بخدمت شریف علماء و فضلاء و اہل اسلام و دیگر طلباء ہدایت غیر اسلام عرض کرتا ہوں کہ خدا کے لئے اب تو مرزا صاحب کا پیچھا چھوڑ دیں (جبکہ انہوں نے سچ سچ کہہ دیا ہے کہ ہمارا خدا عاجی (ہاتھی دانت کا یا گوبر کا) ہے اور میں عیسیٰ دھقان یا عیسیٰ نوماہہ (شراب انگوری ہوں) تو پھر ہرگز نہ چڑیں

اور نہ برا منائیں۔ اب صاف ہو گیا ہے کہ انکا خدا گوبر اور عیسیٰ شراب انگوری، اس کی رہائش کادیان (حرص والی) کی الہامی کتاب انجیل انجام آتھم مع ضمیمہ ہے مرزا صاحب اور مرزائیوں کو مبارک ہو۔)

۱۸ اور ۹ میں مرزا صاحب کا وہی دعویٰ پیغمبری ہے یہاں تک کہ جب موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ ہیں تو اب آپ بھی کلیم اللہ ہیں شاید کوہ طور کی بجائے آپ کا پڑاوہ کھبہ کا کوئی ٹیلا ہو۔

۱۰۔ اس میں مرزا صاحب کو معراج جسمانی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے انکار ہے اور یہ کاسہ لیسی کسی ریفارمر صاحب بہادر کی ہے جو تمام اہل اسلام کی مخالفت میں آیات اور احادیث متواترہ و اقوال جمہور علماء مکابرہ کا صریح انکار کر دیا ہے۔ اور یہاں پر ایک اور غضب کیا ہے کہ حضرت رسول اکرم ﷺ کی سخت توہین کی ہے۔ حضور ﷺ کے جسم اطہر مطہر نورانی انوار کو تو بہ امر با عدم ما کثیف (جو ضد ہے لطیف کی) لکھدیا ہے، جیسے لکھتے ہیں۔ اگر اس جگہ کوئی اعتراض کرے کہ اگر جسم خاکی کا آسمان پر جانا محالات سے ہے تو پھر آنحضرت ﷺ کا معراج جسم کے ساتھ کیونکر جائز ہوگا تو اس کا جواب یہ ہے کہ سیر معراج اس جسم کثیف کے ساتھ نہیں تھا بلکہ وہ نہایت اعلیٰ درجہ کا کشف تھا۔ بلفظہ حاشیہ صفحہ ۴۷ ازالہ اوہام، حالانکہ اپنی کتاب الہامی براہین احمدیہ میں آنحضرت ﷺ کی نسبت لکھتے ہیں یعنی جبکہ وجود مبارک حضرت خاتم الانبیاء ﷺ میں کئی نور جمع تھے سو ان نوروں پر ایک اور نور آسمانی جو وحی الٰہی سے وارد ہو گیا اور اس نور کے وارد ہونے سے وجود باوجود خاتم الانبیاء کا مجمع الانوار بن گیا۔ بلفظہ براہین احمدیہ صفحہ ۱۸۰۔

خیال فرمایئے! کہاں حضرت احمد مصطفیٰ ﷺ کا جسم مبارک مجمع الانوار تھا اور کہاں مرزا صاحب کی تحریک کہ اس جسم مبارک کو کثیف لکھدیا خدا پناہ میں رکھے ایسے مردود اعتقاد سے۔ آمین ثم آمین۔ اہل اسلام اور اہل سنت والجماعت کے عقائد میں ہے کہ اگر کوئی شخص





تو جیسا کسی نبی علیہ السلام کے میلے کپڑے کو میلا کہے گا تو کافر ہو جائیگا چہ جائیکہ حضرت ﷺ کے جسم اطہر نورالانوار کو (یری من خلفه کما یری من قبله جو آگے پیچھے سے برابر دیکھتے تھے اور مکھی تک جسم مبارک پر نہیں بیٹھتی تھی اور اسی لئے سایہ بھی آنحضرت ﷺ کا نہیں تھا) جسم کثیف لکھدیا۔

میں مرزا صاحب کا ہی اعتقاد پیش کرتا ہوں کہ جو شخص حضرت ﷺ کے جسم مبارک کو کثیف کہے وہ کون ہے۔ وھو ھذا،

نور شان یک عالمے را در گرفت
تو ہنوز اے کور در شور و شرے
لعل تاباں را اگر گوئی کثیف
ترین چہ کا ہد قدر روشن جوہرے
طعنہ بر پاکان نہ بر پاکان بود
خود کنی ثابت کہ ہستی فاجرے

(ملاحظہ ہو براہین احمدیہ صفحہ [illegible] سطر ۹۔)

لیجئے یہاں اپنی ہی شبت اور مسلم دلیل سے مرزا صاحب جو پیغمبری اور خدائی کا دعویٰ کرتے ہیں حضرت رسول اکرم ﷺ کے جسم مبارک مجمع الانوار کو کثیف کہہ کر خود فاجر ثابت ہوگئے اب وہی کسی ۱؎ بزرگ کا قول بھی مرزا صاحب پر ثابت ہو گیا۔

چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد — میلش اندر طعنہ پاکان برد

کیا خوب ا مرزا صاحب کے شعر کے مطابق ہی کسی ۲؎ بزرگ کا قول بھی منطبق ہو گیا پس

۱؎ مرزا صاحب نے حضرت ﷺ کی تعریف میں پہلے یہ لکھا تھا کہ جب خود پیغمبر ہے تو جسم اطہر کو کثیف لکھدو۔

۲؎ حضرت مولانا روم [illegible] مثنوی [illegible]

مرزا صاحب کی پرودوری حقریب ہے اور رفتہ رفتہ ہو رہی ہے آخر موقع بھی جو علی الاعلان پرودوری کا ہونے والا ہے اب بہت ہی قریب معلوم ہوتا ہے۔ نعوذ باللہ

اللہ تعالیٰ اپنے قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ واذکر فی الکتاب ادریس انہ کان صدیقا نبیا۔ ورفعنہ مکانا علیا۔ (سورہ مریم) یعنی یاد کرو (اے رسول خدا ﷺ) حضرت ادریس علیہ السلام کا حال تحقیق تھا وہ سچا نبی اٹھا لیا ہم نے اس کو مکان عالی پر۔ تمام تفاسیر اور کتب اہل اسلام میں یہی معنی اور یہی اعتقاد ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام یا الیاس علیہ السلام آسمان پر زندہ اٹھالئے گئے اور اسی جسم عنصری کے ساتھ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وما قتلوہ یقینا بل رفعہ اللہ الیہ وہی رفع کا بیان بھی ہے یہاں پر صرف حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ کا ایک قول کتاب فصوص الحکم سے نقل کرتا ہوں۔ جن کی سند یں مرزا صاحب بھی اپنے ازالہ اوہام میں لکھتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ "الیاس حضرت ادریس علیہ السلام ہی ہیں جو حضرت نوح علیہ السلام نبی تھے پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو مکان عالی پر اٹھا لیا۔ پس وہ قلب الافلاک یعنی فلک الشمس میں رہتے تھے پھر اللہ تعالیٰ نے دوبارہ شہر بعلبک کی طرف ان کو مبعوث فرمایا"۔ کیا اب بھی آپ کو حضرت رسول خدا ﷺ کا جسمی معراج شریف محالات سے معلوم ہوتا ہے؟ کیا خداوند کریم کو آپ قادر نہیں سمجھتے۔ کیا مرزا صاحب کے فلسفہ توڑنے کی قدرت اللہ جل شانہ میں نہیں۔ ہاں البتہ ان کے خدا عاجی میں ضرور قدرت نہیں ہے اس لئے اپنے فلسفی ڈھکوسلے آیات واحادیث اجماع امت کے مقابلہ میں بڑے زور سے ترجیح پیش کیا کرتے ہیں جو نہایت بودے اور ناقابل لحاظ ہے۔

۱۱۔ یہ دعویٰ عربی دانی کا بھی محض غلط ہے کیونکہ مرزا صاحب سے بڑے بڑے فاضل عربی اس وقت پنجاب وہندوستان میں موجود ہیں جن کی عربی دانی مسلمہ ہے۔





۱۲۔ آسمان پھاڑ کر مسیح علیہ السلام کا آنا۔ مرزا صاحب کی طرف سے تمسخر اور استہزا ہے۔ اور یہی استہزا حضرت رسول خدا ﷺ کے معراج شریف جسمانی میں ہے کہ وہ آسمان پھاڑ کر تشریف لے گئے اور واپس تشریف لائے۔ آپ نے بھی آریوں سے لڑتے جھگڑتے یہ عقیدہ حاصل کرلیا کہ خداوند تعالیٰ قادر مطلق نہیں جو کسی کو آسمان پر زندہ بجسد عنصری لیجا سکے۔

۱۳۔ مرزا صاحب میں تو خدا کی روح باتیں کرتی ہے اور دیگر آپ کے حواریوں میں نعوذ باللہ کسی معلم الملکوت کی روح باتیں کرتی ہے۔

۱۴۔ ہاں بیشک مرزا صاحب پر جھوٹے الہامات کا دروازہ کھول دیا گیا ہے۔

۱۵۔ مرزا صاحب نے مولوی صاحبان کی طرف قلم اٹھایا مگر دس مولوی صاحبان کے نام درج کئے، اور بعض مولوی صاحبان اہل حدیث جو آپ کے جانی دوست تھے۔ وہ ایسے ایسے خلاف شرع دعویٰ نبوت سے جانی دشمن بن گئے۔

۱۶۔ حکیم نورالدین صاحب مرزا صاحب کے فاضل بزرگ ہیں، تو کیا سبب وہ بھی مرزا صاحب کے برابر کلام فصیح نہیں لکھ سکتے ہیں؟ جیسے کہ ان کا دعویٰ نمبر ۱۱ میں گزر چکا ہے۔ اگر حکیم صاحب مرزا صاحب کے برابر کلام فصیح لکھ سکتے ہیں۔؟ تو مرزا صاحب کے فاضل بزرگ نہیں، ایک نہ ایک بات تو ضرور غلط ہوگی کیونکہ اجتماع الضدین محال ہے اور یہ اعتقاد بھی عجیب ہے کہ حکیم صاحب تو فاضل بزرگ اور دیگر تمام علماء وفضلاء ہندوستان اور پنجاب کے ہیچ اور پوچ ہوں!!

۱۷۔ یہ بھی ہرگز صحیح نہیں۔ اگر مرزا صاحب کی ایسی دعا ہوتی جو بجلی کی طرح کوندتی ہے تو مسٹر عبداللہ آتھم کے واسطے ۶ ستمبر ۱۸۹۴ء کو رخصت لے کر نہ چلی جاتی اور نہ آپ کو وقت پر دھوکہ دیتی اور آپ کے معاون بیت پر حوارئین کی تضرع وزاری کے وقت پر موجود ہوتی

افسوس ایسی دعا بجلی کی طرح ہو اور قادیان سے امرتسر تک بھی پہنچ نہ سکی۔ اگر یہ دعا آپ کی پاس ہوتی تو ایک بھی مولوی زندہ نہ رہتا اور ایک بھی پادری دنیا پر نہ رہتا اور آپ کی عیسویت نمایاں طور پر ہوتی اور ایک بھی آریہ صفحۂ ہستی پر نہ رہتا اور لیکھرام کو کئی سال تک فرشتے تلاش کرتے نہ پھرتے اور آپ کے قادیان کے رہنے والے سب کے سب غارت ہو جاتے حتیٰ کہ آپ کو طلاق اور عاق کرنے کی بھی نوبت نہ آتی۔ یہی دعا ہے جس کا آپ فخر کرتے ہیں جو مینڈک کی طرح نہ کودی، جب بھی آپ نے دعا کی تو یہ کہ فلاں پادری پندرہ ماہ کے اندر مرے گا، فلاں مولوی ایک سال تک مرے گا، فلاں آریہ چھ سال میں مرے گا، جو کوئی میرے ساتھ مباہلہ کرے ایک سال میں مر جائیگا۔ نہایت ہی افسوس ہے کہ کبھی آپ نے یہ دعا نہ کی کہ میرے قادیاں کے رہنے والے سیدھے ہو جائیں۔ کبھی یہ دعا نہ کی کہ پادری اور آریہ مسلمان ہو جائیں، کبھی یہ دعا نہ کی کہ میرے مخالف مولوی و دیگر اہل اسلام میرے دوست ہو جائیں۔ ایسی دعا اگر ریل کی طرح نہ سہی کسی لنگڑے گھوڑے ٹٹو کی طرح چلتی تو بھی منزل مقصود تک پہنچ جاتی۔ مگر مرزا صاحب نے کچھ نہ کیا تو یہ کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات پر زور دے کر خود ان کی جگہ ہونے کا دعویٰ علی الاعلان کر دیا۔ یہاں مجھے ایک حکایت بطور لطیفہ یاد آ گئی ہے۔

**لطیفہ** مرزا صاحب نے سرسید احمد خان صاحب بہادر کے پیرو سے کہا کہ انہوں نے مسلمانوں کا کیا بنا دیا؟ کون سی بڑی بات کر کے دکھلائی، کونسی نئی ریفارمری کی۔ اس پیرو نے کہا کہ سرسید صاحب نے بہت ہی بڑا کام کیا ہے، وہ یہ کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا فوت ہو جانا ثابت کر دیا، جس سے آپ کو اپنے مسیح موعود ہونے کا موقعہ ہاتھ آ گیا۔

الحمد للہ کہ خلاصہ مع مختصر جوابات رسالہ انجام آتھم ختم ہوا۔ اس کے بعد مرزا صاحب نے انجام آتھم کا ضمیمہ بھی چھپوایا۔ اس کو بھی دیکھنا ضرور ہوا کہ اس کا بھی خلاصہ ہدیہ ناظرین کیا جائے جس سے مرزا صاحب کی بہادری اور بھی بڑھ چڑھ کر معلوم ہوگی۔





# پنجم خلاصہ مختصر ضمیمہ انجام آتھم

۱۔ یہودی صفت مولوی ان (عیسائیوں) کے ساتھ ہو گئے۔ صفحہ۲۔

۲۔ مگر شاید بذات مولوی منہ سے اقرار نہ کریں۔ صفحہ۲۔

۳۔ یہ تو وہی بات ہوئی جیسا کہ کسی شریر مکار نے جس میں سراسر یسوع کی روح تھی۔ ملخص حاشیہ صفحہ۵۔

۴۔ آپ (حضرت مسیح علیہ السلام) کے ہاتھ میں سوائے مکر اور فریب کے کچھ نہیں تھا، پھر افسوس کہ نالائق عیسائی ایسے شخص کو خدا بنا رہے ہیں۔ آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں، جن کے وجود سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر ناپاک ہاتھ لگاوے اور زناکاری کا پلید عطر اس کے سر پر ملے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔ صفحہ۷۔

۵۔ مسلمانوں کو واضح رہے کہ خدائے تعالیٰ نے یسوع کی قرآن شریف میں کچھ خبر نہیں دی کہ وہ کون تھا۔ صفحہ۹ سطر۲۰ ملخصاً

۶۔ اے مردار خوار مولویو اور گندی روحو!! اے ایمان اور انصاف سے دور بھاگنے والو! تم جھوٹ مت بولو اور وہ نجاست نہ کھاؤ جو عیسائیوں نے کھائی ہے۔ بے ایمان اور اندھے مولوی۔ ملخصاً صفحہ ۲۱،۲۲۔

۷۔ شیخ علی حمزہ بن علی ملک طوسی اپنی کتاب جواہر الاسرار جو ۸۴۰ھ میں تالیف ہوئی تھی مہدی موعود کے بارہ میں مندرجہ ذیل عبارت لکھتے ہیں و در اربعین آمدہ است کہ خروج مہدی

۱۔ روحی فارسی۔۱۲

از قریہ کدعہ و شد۔ قال النبی ﷺ یخرج المهدی من قریة یقال لها کدعه یصدقه الله تعالی ویجمع اصحابه من اقصی البلاد علی عدة اهل بدر بثلاث مایة وثلاثة عشر رجلا ومعه صحیفة مختومة (ای مطبوعة) فیها عدد اصحابه باسمائهم وبلادهم وخلالهم. یعنی مہدی اس گاؤں سے نکلے گا جس کا نام کدعہ ہے (یہ نام دراصل قادیاں کے نام کو معرب کیا ہوا ہے) پھر فرمایا کہ خدا اس مہدی کی تصدیق کرے گا اور دور دور سے اس کے دوست جمع کرے گا جس کا شمار اہل بدر کے شمار سے برابر ہوگا یعنی تین سو تیرہ (۳۱۳) ہوں گے اور ان کے نام بقید مسکن وخصلت چھپی ہوئی کتاب میں درج ہوں گے۔ اب ظاہر ہے کہ کسی شخص کو پہلے اس سے یہ اتفاق نہیں ہوا کہ وہ مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کرے اس کے پاس چھپی ہوئی کتاب ہو، جس میں اس کے دوستوں کے نام درج ہوں لیکن میں پہلے اس سے بھی آئینہ کمالات اسلام میں تین سو (۳۰۰) نام درج کر چکا ہوں اب دوبارہ اتمام حجت کیلئے تین سو (۳۱۳) تیرہ نام ذیل میں درج کرتا ہوں تا ہر ایک منصف سمجھ لے کہ یہ پیشین گوئی بھی میرے ہی حق میں پوری ہوئی۔ (ص۴۰، ۴۱ ملخص)

خلاصہ مختصر ضمیمہ ختم ہوا۔

## جواب مختصر شروع زیب قلم ہوا

حضرات ناظرین! مرزا صاحب نے ضمیمہ الہامی میں پہلے تو مولوی صاحبان پر اس طرح کی گالیوں کی شلک کی ہے۔ یہودی، بدذات، مردار خور، گندی روح، بے ایمان، اندھے، کتے وغیرہ بعد اس کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر سخت زبان درازی کی۔ نعوذ باللہ! جس کے نقل کرنے سے نہایت خوف آتا ہے اور رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کے نقل کرنے پر بھی خداوند کریم اخذ کرے۔ لیکن مرزا صاحب کے ایمان پر نہایت تعجب ہے کہ یا وجود ایسی گندی گالیوں اور توہین کے (جو ایسے اولوالعزم پیغمبر علیہ السلام کی





شان میں کی گئی ہے) پھر بھی ایمان میں روز بروز ترقی ہوتی جاتی ہے حتیٰ کہ خدائی کے درجے تک پہنچ گئے ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہی ذات خاص تک نہیں بلکہ ان کی دادیوں اور نانیوں کو بھی نہیں چھوڑا۔ افسوس۔

لکھتے ہیں کہ ایک زنا کار کنجری نے آپ کے سر پر ناپاک اور حرام کی کمائی کا عطر ملا اور بالوں سے اس کو بغل میں لیا وغیرہ وغیرہ۔ کیوں صاحبو! آپ نے ایسے ایسے الزامات والہامات سب وشتم کہیں اہل اسلام کی عقائد کی کتابوں میں دیکھے پاتے ہیں؟ العیاذ باللہ اہل اسلام میں کوئی بھی ایسا نہیں جو ایسے عقائد والے کو کافر نہ کہے بلکہ جس کے عقائد میں توہین انبیاء جائز اور سخت گندی گالیاں نکالنا درست ہو وہ کافر نہیں بلکہ اکفر ہے۔ یہی علم کلام اور کتب عقائد میں درج ہے۔

مرزا صاحب نے جو ایک کنجری کو بغل میں رکھنا اور سر پر حرام کا عطر ملوانا لکھا ہے۔ اس کا قصہ انجیل میں یوں لکھا ہے۔ جس کو مرزا صاحب نے کسی قدر محرف کیا ہے۔ وهو هذا۔ اس شہر میں ایک عورت گنہگار تھی جب جانا کہ وہ فریسی کے گھر کھانے بیٹھا ہے سنگ مرمر کے عطردان میں عطر لائی اور وہ نیچے پاؤں کے کھڑی تھی اور رو رو کر آنسوؤں سے اس کے پاؤں دھونے لگی اور اپنے سر کے بالوں سے پونچھ کر اس کے پاؤں کو شوق سے چوما اور عطر ملا اور اس فریسی نے جس نے اس کی دعوت کی تھی یہ دیکھ کر دل میں کہا کہ اگر یہ نبی ہوتا تو جانتا کہ یہ عورت جو اس کو چھوتی ہے کون ہے؟ اور کیسی ہے کیونکہ گنہگار ہے۔ یسوع نے اسے جواب میں کہا کہ اے شمعون میں تجھے کچھ کہنا چاہتا ہوں، اس نے کہا کہ اے استاد کہہ! ایک شخص کے دو قرضدار تھے، ایک پانسو دینار کا، دوسرا پچاس کا، پر جب ان کو ادا کرنے کا مقدور نہ تھا دونوں کو بخش دیا۔ سو کہہ ان میں سے کونسا اس کو زیادہ پیار کرے گا۔ شمعون نے جواب میں کہا میری دانست میں وہ جسے اس نے زیادہ بخشا۔ تب اس نے اسے کہا کہ

تونے ٹھیک فیصلہ کیا اور اس عورت کی طرف متوجہ ہو کر شمعون سے کہا کہ تو اس عورت کو دیکھتا ہے؟ میں تیرے گھر آیا تو نے مجھے پاؤں دھونے کو پانی نہ دیا پر اس نے میرے پاؤں آنسوؤں سے دھوئے اور اپنے سر کے بالوں سے پونچھے، تو نے مجھ کو نہ چوما پر اس نے جب سے میں آیا میرے پاؤں کو شوق سے چومنا نہ چھوڑا۔ تو نے میرے سر پر تیل نہ ملا پر اس نے میرے پاؤں پر عطر ملا۔ اس عورت سے کہا تیرے گناہ معاف ہوئے۔ ملفوظ لوقا باب ۷ آیات

(ازالہ اوہام ص ۳۲، الفاظ ... ۱۹)

دیکھئے مرزا صاحب نے کتنا بڑا اندھیر اور کذب کا استعمال کیا ہے، ایک ذرہ بھر بھی خدا کا خوف نہ آیا کہ ایسا بہتان صریح ایک اولوالعزم پیغمبر علیہ السلام کی شان میں لگا دیا ہے ایک گنہگار عورت کو (جو بہ تقاضائے بشریت بجز پیغمبران علیہم السلام سب گنہگار ہیں) کنجری زنا کار بنا دیا۔ حالانکہ اس گنہگار عورت نے محض اپنے گناہوں کی معافی کے واسطے حضرت مسیح علیہ السلام کی طرف رجوع کیا تھا اور نہایت ہی گریہ وزاری اور ادب سے حضرت کے پاؤں چومے اور ان پر عطر ملا اور پیچھے ہٹ کر پاؤں کے پاس کھڑی رہی۔ مرزا صاحب کے بہتانات کیا ہیں کہ یسوع نے اس کنجری کو بغل میں لیا اور حرام کی کمائی کا عطر اپنے سر پر ملوایا۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم، کیا اگر کوئی گنہگار مرد یا عورت مرزا صاحب کے پاس بیعت کے لئے جائے تو بیعت نہیں کریں گے اور اگر وہ مرد یا عورت بیعت کے اول یا بعد کوئی نذرانہ خوشبو عطر وغیرہ پیش کرے تو مرزا صاحب قبول کر کے اس کی مغفرت یا نجات کیلئے دعا نہ کرینگے اور اس عطر کو جمعہ یا عیدین کو بھی ریش مبارک پر لگا کر مہکتے ہوئے نہ جائیں گے؟ ضرور بالضرور ایسا ہی کرینگے۔ کیا مرزا صاحب یقیناً کہہ سکتے ہیں کہ ان کی خاص جماعت بلکہ فہرست اہل بدر بالکل معصوم اور بے گناہ ہے؟ اگر مرزا صاحب کا یہ اعتقاد ہے کہ ان کی جماعت کے صحابہ گنہگار نہیں بلکہ معصوم ہیں۔ اس صورت میں سب کے





سب انبیاء ہوئے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

الغرض یہ جس قدر بہتانات مرزا صاحب نے حضرت مسیح علیہ السلام پر لگائے ہیں اور سخت توہین کر کے گندی گالیاں دیں، یہ ان کی سراسر زبردستی اور خدا تعالیٰ سے بے خوفی اور لاپروائی کا باعث ہے اور یہود اور نصاریٰ کی پیروی کی ہے۔ سو میں ان سب بہتانات اور الزامات کا جواب مرزا صاحب کی ہی تحریرات سے پیش ناظرین کرتا ہوں اور انہیں کے علیہ خطابات کو جو انہوں نے خود تجویز کر کے لکھے ہوئے ہیں ان کے ہی قبول کرنے کے لئے پیش کرتا ہوں۔ پڑھیئے!!

**اوّل:** مرزا صاحب لکھتے ہیں

گالیاں سن کے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے

(ملاحظہ آئینہ کمالات ص ۲۲۵)

مرزا صاحب نے کیا عمدہ رحم کو گھٹا کر دعائیں دی ہیں، گالیوں کو نزدیک تک جھٹکنے نہیں دیا، رحم کو بے رحمی میں ڈال دیا اور غیظ وغضب اٹھی میں۔

ع برعکس نہند نام زنگی کافور

**دوم:** مرزا صاحب لکھتے ہیں یاد رہے کہ اکثر ایسے اسرار دقیقہ بصورت اقوال و افعال انبیاء سے ظہور میں آتے رہے ہیں جو نادانوں کی نظروں میں سخت بیہودہ اور شرمناک کام تھے جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مصریوں کے برتن اور پارچات مانگ کر لیجانا اور پھر انہیں صرف میں لانا، حضرت مسیح علیہ السلام کا کسی فاحشہ کے گھر میں چلے جانا اور اس کا عطر پیش کردہ جو حلال وجہ سے نہیں تھا استعمال کرنا اور لگانے سے روک نہ دینا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تین مرتبہ ایسی طور پر کلام کرنا جو بظاہر دروغ ہیں، داخل تھا پھر اگر کوئی تکبر

اور خود ستائی کے راہ سے اس بنا پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نسبت بھی کہے کہ نعوذ باللہ وہ مال حرام کھانے والے تھے یا حضرت مسیح علیہ السلام کی نسبت یہ زبان پر لائے کہ وہ طوائف کے گندے مال کو اپنے کام میں لایا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسبت تحریر شائع کئے کہ مجھے جس قدر ان پر بدگمانی ہے اس کی وجہ ان کی دروغ گوئی ہے۔ تو ایسے خبیث کی نسبت اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ اس کی فطرت ان پاک لوگوں کی فطرت سے مغائر پڑی ہوئی ہے اور شیطان کی فطرت کے موافق اس پلید کا مادہ اور خمیر ہے۔ بلفظہ ص ۵۹۸ آئینہ کمالات۔

لیجئے مرزا صاحب! آپ کو مبارک ہو وہی خطابات جن کو آپ اپنے الہامات سے پہلے لکھ چکے ہیں، اس میں کوئی شبہ نہیں کہ آپ بموجب اپنے الہام قطعی اور یقینی کے وہی ہو یعنی پاک لوگوں کی فطرت کے مغائر وغیرہ وغیرہ بقول اپنے سب کچھ ثابت ہو گئے اور حبیل نو ماد کی پوری تصدیق ہو گئی۔

**سوم:** مرزا صاحب لکھتے ہیں مسیح علیہ السلام کا بیان کہ میں خدا ہوں، خدا کا بیٹا ہوں، میری خودکشی سے لوگ نجات پائیں گے، کوئی آدمی اس کو دانا یا راہ راست پر نہیں کہہ سکتا مگر الحمد للہ قرآنی تعلیم نے ہم پر کھول دیا ہے کہ ابن مریم پر یہ سب جھوٹے الزام ہیں۔ بلفظہ ملخصاً صفحہ ۱۰ نور القرآن نمبر ۱ جون، جولائی، اگست ۱۸۹۵ء

یہاں پر مرزا صاحب نے خود حضرت مسیح علیہ السلام پر جھوٹے الزام لگا دیئے ہیں جو خلاف تعلیم قرآنی ہیں اور عمداً حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر جھوٹے بہتانات اور الزام لگائے گئے ہیں۔ اب معلوم ہوا کہ وہ خود اپنی ہی تحریر سے نادان ہیں اور راہ راست پر نہیں آئے۔ چلئے

**چہارم:** مرزا صاحب لکھتے ہیں۔ ان دو مقدس نبیوں پر یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح علیہ السلام پر بعض بدذات اور خبیث لوگوں نے سخت افتراء کئے ہیں چنانچہ ان



پلیدوں نے لعنت اللہ علیہم پہلے نبی کو تو۔۔۔۔ قرار دیا جیسا کہ آپ نے اور دوسرے کو ولد الزنا[1] کہا جیسا کہ پلید طبع یہودیوں نے۔ بلفظہ ص ۲، سطر ۱۳، رسالہ نور القرآن، ۲ دسمبر ۱۸۹۵ء سے اپریل ۱۸۹۶ء تک۔

لیجئے۔ مرزا صاحب خود بخود اپنی ہی الہامی تحریر سے جو انہوں نے مولوی صاحبان اور بزرگوں کو گالیاں دی ہیں اس کے مصداق بن گئے۔ سبحان اللہ جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے، کیا عمدہ معجزہ عیسوی ثابت ہوا کہ جیسی مرزا صاحب نے حضرت مسیح علیہ السلام کو گالیاں دی تھیں، اپنے ہی منہ سے ویسے بن گئے اور جو اہل اسلام کے علماء اور صلحاء کو لعنتیں اور گالیاں دی تھیں وہی بعینہ الٹ کر ان پر وارد ہو گئیں اور وارد بھی ایسی ہوئیں کہ اپنے ہی الہام قطعی اور یقینی کی رو سے اور وہ حدیث شریف نہایت ہی صادق اظہر من الشمس ہوئی۔ جس میں ذکر ہے کہ جو شخص کسی پر لعنت کرتا ہے اگر وہ ناقابل لعنت ہے تو وہ لعنت لعنت کرنے والے پر واپس آتی ہے۔ سو یہ لعنتیں آنکھوں کے سامنے دیکھتے دیکھتے ہی الٹ کر مرزا صاحب پر عود کر گئیں جس کی مبارک باد دی جاتی ہے، یہاں علماء و صلحاء عظام کی کرامت بھی نمایاں ہوئی۔

ہاں ایک جگہ کتاب رسالہ جنگ مقدس ۱۸۹۳ء میں مرزا صاحب اس طرح بھی لکھتے ہیں کہ "میں حضرت مسیح علیہ السلام کو ایک سچا نبی اور برگزیدہ خدا تعالیٰ کا پیارا بندہ سمجھتا ہوں۔ بلفظہ مباحثہ ۲۷ مئی ۱۸۹۳ء صفحہ ۱۲۔ پھر لکھتے ہیں کہ گالی کا استعمال جو کیا گیا ہے وہ الزامی جواب ہے۔ ملخصاً۔

---

[1] مرزا صاحب بھی خلاف تعلیم قرآن شریف ازالہ اوہام کے صفحہ ۳۰۳ میں لکھتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام یوسف نجار کے بیٹے ہیں، یہودیوں کا بھی اعتقاد یہی ہے کہ یوسف نجار سے حضرت مریم بیاہی ہوئی تھیں اور بعد نکاح کے تعلق ہوا اور حضرت مسیح علیہ السلام پیدا ہوئے تھے، یہی الزام مرزا صاحب نے قائم کیا اور یوسف نجار کا بیٹا تحریر کیا۔ ۱۲ منہ

یہ بات ۱۸۹۳ء کی ہے کہ جب کہ مرزا صاحب کے دل میں گالیاں بھری ہوتی تھیں اور پھر ۱۸۹۵ء و ۱۸۹۶ء میں زبان پر قلم پر کتابوں پر آ گئیں، پھر جو چاہا سو کہہ دیا مرزا صاحب خود لکھتے ہیں کہ شریر انسانوں کا طریق ہے کہ ہجو کرنے کے وقت ایک تعریف کا لفظ بھی لے آتے ہیں۔ گویا وہ منصف مزاج ہیں۔ کتاب ست بچن ص ۱۲ حاشیہ نمبر ۵۔

یہی طریق مرزا صاحب نے بھی اختیار کیا جس سے خود ہی شریر بھی ثابت ہو گئے۔ یہاں ایک بات قابل غور بھی ہے کہ جب تک مرزا صاحب تمام جہاں کے علماء وفضلاء کرام ومشائخ عظام اور اولوالعزم پیغمبران علیہم السلام کو گالیاں نہ دیں خوب توہین نہ کریں اور ان کی اچھل اچھل کر گستاخی نہ کریں تو ان کی بزرگی کی پگڑی کیسے جم سکتی ہے جیسے مرزا صاحب خود لکھتے ہیں۔ مگر ایسے جاہلوں کا ہمیشہ سے یہی اصول ہوتا ہے کہ اپنی بزرگی کی پگڑی جمنا اسی میں دیکھتے ہیں کہ اپنے بزرگوں کی خواہ مخواہ تحقیر کریں۔ صفحہ ۱۸ سطر ۱۴ ست بچن۔ مرزا صاحب اس جگہ خود ہی جاہل بھی ثابت ہو گئے۔

جب مرزا صاحب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گالیاں دے دے کر تھک گئے اور جو کچھ کہ سینہ سب دشنم گنجینہ میں بھرا ہوا تھا خرچ کر چکے تب خیال ہوا کہ میں نے یہ کام نہایت ہی برا کیا ہے۔ جس سے میں اہل اسلام کے تمام فرقوں میں سے نکل گیا ہوں، مسلمان لوگ فوراً مجھے کافر اکفر کہہ اٹھیں گے، تب کیا بات بناتے ہیں کہ مسلمانوں کو واضح رہے کہ خدا تعالیٰ نے قرآن میں یسوع کی خبر نہیں دی کہ وہ کون تھا۔ ملاحظہ صفحہ ۹ سطر ۱۶ ضمیمہ۔ اس کے لکھنے سے مرزا صاحب کی منشاء اور مراد یہ ہے کہ میں نے یسوع کو گالیاں دی ہیں، جس کا قرآن میں کوئی ذکر نہیں۔ اگر قرآن میں ذکر ہوتا کہ یسوع پیغمبر ہے تو گالیاں نہ دیتا۔

ناظرین! ذرا مرزا صاحب کے اس حیلہ واہیہ پر غور فرمایئے گا کیا جس پیغمبر علیہ السلام کا قرآن میں ذکر نہ ہو اس کو مرزا صاحب کے مذہب میں گالیاں دینا اور فحش الزام لگانا جائز ہیں۔ کیا مرزا صاحب کا ایمان ایک لاکھ پیغمبر علیہم السلام پر نہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جس پیغمبر علیہ السلام کا قرآن شریف میں ذکر نہیں ہے اس پر مرزا صاحب کا اعتقادی ایمان بھی نہیں۔

**اول:** اس صورت میں جو ایک لاکھ کئی ہزار پیغمبران علیہم السلام پر ایمان لانا کتب عقائد میں لکھا ہے، کیا سب کا تذکرہ یا نام قرآن میں آ گیا ہے۔ ایک لاکھ کا نہیں۔ مرزا صاحب دس بیس ہزار کا ہی تذکرہ نکال کر دکھا دیں۔ دس بیس ہزار کو تو جانے دو ایک ہزار ہی کا تذکرہ قرآن شریف سے نکال دیں، اچھا ایک ہزار نہ سہی صرف ایک سو ہی نکال کر پیش کریں، سو وہ بھی نہ سہی بیس پچاس تک کے نام اور تذکرے قرآن شریف سے ثابت کر دیں۔ مگر افسوس مرزا صاحب نہیں دکھلا سکیں گے، پھر یہ بہانہ کیسا لغو اور بیہودہ ہے کہ یسوع کا نام قرآن میں نہیں آیا، اس لئے ہم نے گالیاں دے کر بہتانات لگائے ہیں۔ افسوس!

**دوم:** مرزا صاحب کو معلوم نہیں ہے کہ یوشع علیہ السلام بھی نبی تھے جو حضرت نون کے بیٹے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ تھے۔ تمام کتب اہل اسلام میں لکھا ہے کہ بعد وفات حضرت موسیٰ علیہ السلام کے یوشع بن نون خلیفہ ہوئے۔ ان کے بعد کالب بن یوقنا خلیفہ ہوئے اور بعد ان کی وفات کے حضرت حزقیل ہوئے۔ ان تینوں پیغمبروں کا نام قرآن شریف میں مذکور نہیں اور تواریخ کی کتابوں میں جو ان کا مذکور ہے سو اس قدر ہے کہ یہ تینوں پیغمبر تھے ملاحظہ ص ۷۷، کتاب روضۃ الاصفیاء۔ یہاں یشوع اور یوشع میں صرف شین معجمہ اور مہملہ

---

۱۔ قرآن شریف را اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے منہم من قصصنا علیک ومنہم من لم نقصص علیک یعنی پیغمبروں میں سے بعض کا ہم نے ذکر کیا اور بعض کا ذکر نہیں کیا مگر مرزا صاحب تو انہی پیغمبروں پر ایمان رکھتے ہیں جن کا ذکر قرآن شریف میں آیا ہے، باقی پر نہیں۔ [illegible] اور جو شخص بعض انبیاء اور کا حضرت [illegible] کافر ہے۔ ملاحظہ [illegible]

کا فرق ہے۔ نہایت تعجب ہے کہ مرزا صاحب یوز آسف سے یشوع آسف یا یشوع صاحب بنالیں، اور پھر قطعی اور یقینی سمجھ لیں کہ حضرت یسوع صاحب کشمیر میں فوت ہوئے اور ان کی قبر وہاں موجود ہے اور یسوع اور یوئیں فرق نہ سمجھیں۔

**سوم:** اسی یوشع علیہ السلام بن نون کو یشوع بن نون توریت میں بھی لکھا ہوا ہے۔ دیکھیں یشوع کی کتاب، باب اول آیت اول اور اسی یوشع یا یشوع بن نون علیہ السلام کا ذکر قرآن شریف میں بھی آیا ہے جیسے قال اللہ تعالیٰ: واذقال موسیٰ لفتٰه لا ابرح حتی ابلغ مجمع البحرین او امضی حقبا باتفاق علماء سیر و تواریخ مراد از لفظ فتٰے در یں آیہ کریمہ یوشع بن نون است و او از جملہ عظما و انبیاء است۔ روضۃ الصفا جلد اول صفحہ ۹۹ سطر ۔

**چہارم:** قرآن شریف میں الیسع یا یسع علیہ السلام کا نام اور ذکر موجود ہے۔ ملاحظہ فرمائیں کہ حضرت یسع علیہ السلام یسوع علیہ السلام میں کیا فرق ہے۔ اگر چہ یسوع علیہ السلام اور یسع علیہ السلام جدا جدا ہیں مگر یہ کہہ دینا کہ یسوع علیہ السلام کا نام قرآن شریف میں نہیں ہے مرزا صاحب کی اپنی منطق ہے۔ ہاں البتہ مرزا صاحب یہ جواب دیں گے کہ یسوع سے میری مراد یہ تھی کہ میں نے رسالہ انجام آتھم میں لکھا ہے اور یاد رہے کہ یہ ہماری رائے اس یسوع کی نسبت ہے جس نے خدائی کا دعویٰ کیا اور پہلے نبیوں کو چور اور بٹمار کہا۔ بلفظہ ص ۱۳ انجام۔ اسکا جواب وہی ہے جو مرزا صاحب نے خود لکھا ہوا ہے کہ یہ سب جھوٹے الزام ہیں مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ مسیح کا بیان کہ میں خدا ہوں اور خدا کا بیٹا ہوں، میری خودکشی سے لوگ نجات پا جائیں گے، کوئی آدمی دانا اور راہ راست پر نہیں کہہ سکتا مگر الحمد للہ کہ قرآنی تعلیم نے ہم پر کھول دیا ہے کہ ابن مریم پر یہ سب جھوٹے الزام ہیں۔ ملخصاً بلفظہ ص ۳۰ ازالۃ القرآن

ابن مریم ... سے ... ۱۹۰۵ء

فرمایئے مرزا صاحب کی رائے صائب ہے یا الہام اور قرآنی تعلیم کا انکشاف





بہر حال الہام اور قرآنی تعلیم ہی مرزا صاحب کو قبول کرنے پر مجبور کرے گی مگر ممکن ہے کہ مرزا صاحب اس پر بھی استعارات و کنایات سے ہی کام لیں مگر افسوس تو یہ ہے کہ خود ہی جھوٹے الزامات کا حضرت مسیح علیہ السلام پر ہونا ثابت کرتے ہیں اور پھر خود ہی الزامات و بہتانات بڑی دلیری اور بہادری سے لگاتے ہیں۔ ایک بات پر تو مرزا صاحب کا استقلال اور قیام ہی نہیں۔ ایسے مخمصات میں غرق ہیں کہ ایک بھنور سے نکلنا چاہتے ہیں تو دوسرے مغاک میں گرتے ہیں اس سے نکلنا چاہتے ہیں تو تیسرے ہائل میں پڑتے ہیں اور غرق ہو جاتے ہیں اور پھر اسی لفظ غرق ۱۳۰۰ سے اپنی نبوت کی تاریخ بھی نکال لیتے ہیں۔

**پنجم:** اب میں یسوع کے نام اور لفظ کی تحقیق مختصر طور پر ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔

(الف) یسوع علیہ السلام مقلوب ہے عیسیٰ علیہ السلام کا حرف واو کا بدل الف سے ہوا۔

(ب) یہ نام اصل میں عبرانی زبان کا ہے، اصل اس کی یسع ۲۲۶۹۲۲ کی لفظ سے یشوع ہوا۔ دیکھو لغات عبرانی صفحہ ۱۶۲ سطر ۱۰۔ یسع کے معنی نجات اور یشوع نجات دینے والا اور یشوع کا یونانی زبان میں اے ای سوس s.adug بنایا گیا اے ای سوس کا عربی زبان میں عیسیٰ علیہ السلام بن گیا۔ دیکھو گنیس ڈکشنری ص ۳۷۴۔ اور وبسٹر ڈکشنری ص ۹۹۷، مطبوعہ ۱۸۹۱ء اور انگریزی میں جی سس eses یسوع اسکا ترجمہ اردو کیا گیا جو ہر ایک چھوٹی موٹی ڈکشنری میں لکھا ہوا موجود ہے۔

پس اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ اصل نام عبرانی زبان میں یشوع ہے اور یونانی میں ای اے سوس ہوا اور انگریزی میں جی سس ہوا، اس کا ترجمہ اردو میں یسوع ہوا اور یونانی میں ای اے سوس سے عربی میں عیسیٰ علیہ السلام ہوا۔ پس یسوع علیہ السلام وہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ فهو المراد المسئول۔

**ششم:** تمام اناجیل موجود ہیں، یسوع مسیح یا صرف مسیح یا صرف یسوع یا عیسیٰ علیہ السلام لکھا ہوا ہے اس کی نقل کرنے کی ضرورت نہیں۔ آپ انجیل میں ہر جگہ دیکھ سکتے ہیں۔

**ہفتم:** یسوع اور مسیح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کہتے ہیں بلفظہ ص ۱۵ مقدمہ تفسیر حقانی۔

**ہشتم:** اب میں مرزا صاحب کی کتاب ہی سے یسوع کا نام نقل کر دکھاتا ہوں۔ مرزا صاحب اپنے اشتہار انگریزی و اردو مشمولہ کتاب سرمہ چشم آریہ کے اخیر ورق پر لکھتے ہیں تاریخ اشتہار ندارد و بیس ہزار چھاپے گئے۔

I am also inspired that i am the Reformer of my time and that as regards spiritual excellence, my virtues beara very close similarity and strict analogy to those of Jesus Christ.

مجھے الہام ہوا ہے کہ میں مجدد وقت ہوں اور روحانی طور پر میرے کمالات مسیح ابن مریم کے کمالات کے مشابہ ہیں اور ایک کو دوسرے سے بشدت مناسبت ومشابہت ہے۔ بلفظہ۔ اس جگہ مرزا صاحب کے مترجم نے بمشورہ مرزا صاحب کے جی سس کرسٹ Jeses christ، (جس کا ترجمہ یسوع مسیح علیہ السلام یا عیسیٰ علیہ السلام ہے جو تمام اناجیل میں موجود ہے۔) مسیح ابن مریم کا لکھا ہے مگر معلوم نہیں ہوتا کہ مرزا صاحب یا ان کے مترجم نے ابن مریم کس لفظ کا ترجمہ کیا ہے اور کہاں سے لیا ہے کیونکہ اصل عبارت میں کوئی لفظ ایسا موجود نہیں ہے جس کا ترجمہ ابن مریم ہو سکے

**نہم:** مرزا صاحب نے کتاب شحنہ حق[1] کے اخیر پر مسٹر انگلز یذر رسل وب صاحب کی چٹھی کے ترجمہ میں Jeses جی سس کے معنی عیسیٰ لکھتے ہیں، اور Jeses Chirist جی سس

[1] حاشیہ منقول ص ۹۰ شحنہ حق



کرائیسٹ کے معنی عیسیٰ مسیح کے ہیں پس ثابت ہوا کہ وہی جی سس اردو میں یسوع ہے اور جی سس کرائیسٹ یسوع مسیح یا عیسیٰ مسیح علیہ السلام ہیں جس کو مرزا صاحب نے بھی اپنے تراجم میں مسیح یا عیسیٰ مسیح لکھا ہے یعنی جو نصاریٰ کا نبی یا خدا یسوع ہے وہی آپ کا مسیح یا عیسیٰ ہے جس کے تذکرہ سے قرآن شریف مملو اور مشحون ہے۔ یہ وہی بات ہوئی کہ قرآن شریف میں ذوالقرنین کا نام اور ذکر تو ہے مگر سکندر کا نام نہیں یا حضرت یحییٰ علیہ السلام کا ذکر تو قرآن شریف میں موجود ہے مگر یوحنا کا کوئی ذکر نہیں ہے یا حضرت مسیح یا عیسیٰ علیہ السلام کا نام اور تذکرہ قرآن شریف میں ہے مگر یسوع علیہ السلام کا کوئی تذکرہ یا نام درج نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ مرزا صاحب کا نام بھی تو قرآن شریف میں نہیں تو کیا اس سے ثابت ہوگا مرزا صاحب بھی نہیں۔ یہ کیا الٹی منطق ہے۔ مرزا صاحب اور لوگوں کو تو فوراً ایک چھوٹی موٹی بات پر مباہلہ کے واسطے اشتہار دیا کرتے اور قسمیں کھانا لکھا کرتے ہیں ذرا مہربانی کر کے اس بات کی تو سچے دل سے قسم کھائیں اور اپنے ہی اعتقاد اور جان کے ساتھ مباہلہ کریں کہ یسوع علیہ السلام اور ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام اور مسیح علیہ السلام اور ہیں اور خود ہی ایک سال کی میعاد بھی رکھ لیں اور پھر انتظار کریں اور اپنے آپ پر اس قسم کی آزمائش کر کے دیکھیں کہ کیا ہوتا ہے۔

**دہم:** یقین نہیں کہ آپ اس بات کو قبول کر کے اپنی زبان سے اقرار کریں کہ یسوع و مسیح و عیسیٰ علیہ السلام ایک ہی ہیں۔ بلکہ اصرار کر کے ضرور تاویلات رکھ کر استعارات جدیدہ پر عمل کریں گے کہ نہیں یسوع اور ہیں اور حضرت مسیح اور ہیں جو گالیاں یا توہینات یا فحش الزامات لگائے ہیں وہ یسوع کے حق میں لگائے ہیں جس کا قرآن شریف میں کوئی ذکر نہیں اور عیسیٰ یا مسیح علیہ السلام کے حق میں ہم نے کچھ نہیں کہا۔ اس صورت میں یہ ضرور ہو کہ یہ عذر بھی مرزا صاحب کا ان کی ہی تحریرات سے رفع کر دیا جائے اور وہ گالیاں جو حضرت مسیح علیہ السلام کے شان میں یا تخصیص دی گئی ہیں ان کی ہی تالیفات سے نقل کر کے ناظرین کیجا میں

تا کہ مرزا صاحب کا اصرار اور زبردستی ظاہر اور عیاں ہو جائے۔ لیجئے

(الف) یسوع مسیح عیسائیوں کا خدا ۳۳ سال کی عمر پا کر اس دار الفنا سے گذر گیا۔ ملخصاً
رسالہ معیار المذاہب صفحہ ۲۔ مندرجہ کتاب ست بچن صفحہ ۱۶۵۔

(ب) تب وہ حضرت مسیح کی اس قدر بدتہذیبی سے تکذیب کرتے ہیں کہ خدائی تو بھلا کون مانے اس غریب کو نبوت سے بھی جواب دیتے ہیں۔ ص ۳۲ ضمیمہ حاشیہ رسالہ القرآن اگست ۱۸۹۵ء

(ج) مسیح کا بیان کہ میں خدا ہوں خدا کا بیٹا ہوں۔ صفحہ ۳۱ ضمیمہ نور القرآن۔

(د) ہاں! مسیح کی دادیوں اور نانیوں کی نسبت جو اعتراض ہے اس کا جواب بھی کبھی آپ نے سوچا ہوگا۔ ص ۱۲ ضمیمہ نور القرآن نمبر ۲ ستمبر ۱۸۹۵ء لغایت اپریل ۱۸۹۶ء ملخصاً

(ہ) حضرت مسیح علیہ السلام کا کسی فاحشہ کے گھر میں چلے جانا اور اس کا عطر پیش کردہ جو حلال وجہ سے نہیں تھا استعمال کرنا۔ صفحہ ۹۰، آئینہ کمالات۔

حضرات ناظرین! مرزا صاحب سے دریافت فرمایئے گا کہ جس مسیح علیہ السلام کی نسبت آپ نے مندرجہ بالا مقامات میں الزامات لکھے اس کا نام بھی یا تذکرہ قرآن شریف میں آیا ہے یا نہیں اور یہ مسیح علیہ السلام کون ہیں جن کو آپ نے غریب کے الفاظ توہین سے لکھا ہے یا مسیح علیہ السلام کون ہیں جن کی دادیوں اور نانیوں کا ذکر کیا ہے یا یہ مسیح علیہ السلام کون ہیں جو ایک فاحشہ کے گھر میں چلے گئے تھے اور حرام کے عطر کا استعمال کیا تھا۔ ہاں تو پہلے آپ نے جھٹ کہہ دیا تھا کہ ہم نے یسوع کی نسبت گالیاں دیں جس کا قرآن میں نام اور تذکرہ نہیں ہے۔ اب کہئے کیا اس حضرت مسیح علیہ السلام کا بھی قرآن شریف میں نام اور تذکرہ نہیں۔ نہایت ہی شرم کا مقام ہے کہ کہیں یسوع علیہ السلام کے نام پر سخت گالیاں نکال کر کہتے ہیں کہ ان کا نام قرآن میں نہیں اور دوسری جگہ وہی گالیاں حضرت مسیح علیہ السلام کے نام مبارک پر لکھی ہیں اور اس کا انکار ہو نہیں سکتا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا نام قرآن شریف میں نہیں ہے پھر ایسے واہی سوفسطائی دعوی





پیغمبری اور خدائی کرتے ہیں۔ مرزا صاحب کو چاہئے کہ خدا کا خوف کریں ایسے دعووں میں اپنی بیخ بنیاد کو نہ اکھاڑیں۔ ڈریں اللہ سے اور توبہ کریں۔ یہ آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ نیک بندوں کے سینوں میں نیکی کے گنجینے ہوتے ہیں اور بدوں کے سینے بدی اور کینے سے پر ہوتے ہیں۔ ہر ظرف سے وہی برآمد ہوتا ہے جو کچھ کہ اس میں ہوتا ہے۔ کبھی آپ نے نہیں دیکھا ہوگا کہ سرکہ کی بوتل سے گلاب یا بید مشک نکلا ہو، جیسے مرزا صاحب خود اپنی الہامی براہین میں لکھتے ہیں۔ "ہمارے اندر سے وہی خیالات بھلے یا برے جوش مارتے ہیں کہ جو ہمارے اندازۂ فطرت کے مطابق ہمارے اندر سمائے ہوئے ہیں"۔ ملخصاً ص ۲۱۲ حاشیہ نمبر ۱۱۔ اس سے یہ بات بھی ثابت ہوگئی کہ جو کچھ مرزا صاحب کے اندر جو اندازۂ فطرت کے مطابق سمایا ہوا تھا اسی نے جوش مارا اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ آدمی کی زبان سینہ اور دل کی گواہ ہے جو کچھ ان دونوں میں بھرا ہوا ہوتا ہے اس کی شہادت ادا کر دیتے ہیں۔ اسی سے مرزا صاحب کی پیغمبری مسیح موعودی، مہدی مسعودی اور خدائی ظاہر ہو رہی ہے اور اسی کتاب انجام آتھم اور اس کے ذمیمہ ضمیمہ سے مرزا صاحب کے اندرونی اور فطرتی جوش پایۂ ثبوت کو پہنچ گئے ہیں، بلکہ برعکس اس کے مرزا صاحب اپنے فطرتی جوش سے یہ بھی لکھتے ہیں کہ "واقعی یہ رسائل خدا کے نشانوں میں سے ایک نشان اور شعائر اللہ ہیں اور درحقیقت ایک ربانی فیصلہ ہے"۔ ملخصاً صفحہ ۱۸ اشتہار اخیر ضمیمہ انجام آتھم۔ کیا جن رسائل میں لعنتیں اور فحش گالیاں تمام مسلمانوں کے علماء کرام، مشائخ عظام، اولوالعزم پیغمبران علیہم السلام کے نام سے بھری پڑی ہوں وہ خدا کے نشان اور شعائر اللہ ہیں اور یہی طرز اور روشن تحریر ربانی فیصلہ ہے، ہرگز نہیں۔

ہاں! بقول مرزا صاحب یہ سچ ہے، کیونکہ یہ نشان اور شعائر اللہ اور ربانی فیصلہ اسی مرزا صاحب کے خدا کا ہے جس کا نام عاجی ہے اور یہ رسائل اسی ٹیچی پر نازل ہوئے جس کا نام ٹیچی، دہقان یا یلاش تو ماہ ہے اس کی بھی مرزا صاحب اور مرزائیوں کو مبارک ہوں۔

## بیان ظہور حضرت مہدی

نمبر ایک سے چھ تک کا جواب ختم ہوا۔ ساتویں نمبر میں مرزا صاحب نے ایک کتاب جواہر الاسرار کے حوالہ سے ایک حدیث نقل کی ہے جس میں انہوں نے بزعم خود یہ ثابت کیا ہے یعنی،

(الف) مہدی اس گاؤں سے نکلے گا جس کا نام کدعہ ہے۔ (معرب قادیان)

(ب) خدا اس مہدی کی تصدیق کریگا۔

(ج) دور دور سے اس کے دوست جمع کرے گا، جن کا شمار اہل بدر کے شمار سے برابر ہوگا۔ یعنی تین سو تیرہ ہونگے اور ان کے نام بقید مسکن وخصلت چھپی ہوئی کتاب میں درج ہونگے۔ یہ پیشین گوئی بھی میرے حق میں پوری ہوئی۔ [illegible]

حضرات ناظرین! **اول**: یہ حدیث شریف کسی حدیث کی کتاب سے نقل نہیں کی گئی، جس کی پڑتال ہو سکے۔ اربعین جس کا حوالہ جواہر الاسرار میں اور نیز اربعین فی احوال المہدیین مطبوعہ ۱۲۹۸ھ کلکتہ مصری گنج جس میں یہ حدیث بالضرور ہونی چاہیے دیکھی گئی، کوئی حدیث درج نہ پائی۔ **دوم**: راویان حدیث کے نام درج نہیں جس سے صحت اور ضعف معلوم ہو سکے لیکن خیر مرزا صاحب کی ہی تحریر پر اعتبار کر کے عرض کرتا ہوں، فرماتے ہیں، مہدی اس گاؤں سے نکلے گا جس کا نام کدعہ ہے۔ (کدعہ معرب ہے قادیان کا) یعنی قادیان کسی عجمی زبان کا لفظ ہے، اس کا عربی میں کدعہ بنایا گیا ہے۔ اس کی تصدیق کی دلیل مرزا صاحب کے الہام یا وہم اور خیال میں ہوگی۔ کسی کتاب معتمد سے تو مرزا صاحب نے نقل نہیں کیا۔ قادیان کے لفظ کا عجمی یا کسی دیگر زبان کا ہونا بھی مرزا صاحب ثابت نہیں کر سکے بلکہ ان کے الہام قطعی اور یقینی سے لفظ قادیان خاص عربی زبان معلوم ہوتا ہے، عربی بھی ایسا کہ مرزا صاحب کے خدا کی زبان خاص سے نکلا



ہوا۔ جیسے مرزا صاحب کے خدا کا الہام ہے۔ "انا انزلناہ قریباً من القادیان"۔ جب مرزا صاحب کا خدا قادیان اپنی عربی زبان سے نکال کر الہام کرتا ہے تو پھر اپنے الہام قطعی اور یقینی سے مخالفت کر کے کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ کدعہ قادیان کا معرب ہے جبکہ قرآن شریف میں بھی قادیان کا نام درج ہے، جیسے مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ "کشفی طور پر میں نے دیکھا کہ میرے بھائی مرحوم غلام قادر قرآن شریف بلند آواز سے پڑھ رہے ہیں اور اس میں یہ آیت انا انزلناہ قریباً من القادیان لکھی ہوئی پڑھی اور مجھ کو دکھلائی تو میں نے نظر ڈال کر جو دیکھا تو فی الحقیقت قرآن شریف کے دائیں صفحہ میں شاید نصف کے موقعہ پر یہی عبارت لکھی ہوئی موجود ہے تو میں نے کہا کہ تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں لکھا گیا ہے مکہ، مدینہ، قادیان"۔ ملخصاً ازالہ اوہام [illegible]

لیجئے یہ خاص آیت قرآن شریف میں درج ہے اور اعزاز کے ساتھ بمثل مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے قادیان کا نام بھی قرآن شریف میں ثبت ہے پھر فرمایئے قادیان کی معرب کدعہ بنانے کی کیا ضرورت پڑی اور کیوں؟ مگر افسوس مرزا صاحب کے حافظہ پر جو پہلے خود اس طرح پر لکھتے ہیں "قادیان کا نام پہلے نوشتوں میں استعارہ کے طور پر دمشق رکھ کر پیشین گوئی بیان کی گئی ہوگی۔ کیونکہ کسی کتاب حدیث یا قرآن شریف میں قادیان کا نام لکھا ہوا پایا نہیں جاتا۔ [illegible] ازالہ اوہام۔

حضرات! اخیال فرمایئے مرزا صاحب کے الہامی حافظہ پر پہلے کہتے ہیں کہ قادیان کا نام کسی کتاب حدیث یا قرآن شریف میں پایا نہیں جاتا پھر کہتے ہیں کہ قرآن شریف میں قادیان کا نام درج ہے پھر ایک حدیث میں بھی باوجود قادیان لفظ اور زبان عربی ہونے اور قرآن شریف میں بھی موجود ہونے کے کدعہ کے لفظ کو قادیان کا معرب بنا دیا۔ مرزا صاحب کی کس بات یا الہام پر اعتبار کیا جائے۔

ہاں! مجھے یہاں پر ایک ضروری امر کا اظہار بھی ضرور ہے کہ مرزا صاحب کا اعتقاد ہے کہ یہ عبارت انا انزلناہ قریباً من القادیان آیت قرآنی ہے اور قرآن شریف میں موجود ہے اور قرآن شریف میں قادیان کا نام بھی لکھا ہوا ہے۔ مرزا صاحب سے دریافت فرمایئے گا کہ وہ ٹھیک ٹھیک بتادیں کہ کس پارہ یا سورہ یا رکوع میں یہ عبارت درج ہے۔ جہاں آپ نے پتہ دیا کہ نصف کے موقع پر دائیں صفحہ پر قرآن شریف کے ہے تلاش کیا گیا ہے مگر افسوس ملا نہیں۔ مرزا صاحب اور تین سو تیرہ مرزائی قرآن شریف سے نکال کر دکھائیں، لیکن ہرگز دکھا نہیں سکیں گے۔ اگر نہ دکھا سکیں تو اس کی وجہ بتائیں کہ کہاں گئی۔ اس سے نعوذ باللہ قرآن شریف کا کم وبیش اور ترمیم وتنسیخ ہونا ثابت ہوتا ہے اور تحریف جس پر تمام اہل اسلام کا اتفاق ہے کہ قرآن شریف کا ایک شعشعہ بھی کم وبیش نہیں ہوسکتا۔ خلاف حکم خداوندی انا لہ لحافظون کے مرزا صاحب کی یہ کاروائی ہے۔ حالانکہ مرزا صاحب خود پہلے لکھ چکے ہیں کہ ان کا الہامی حافظ اس طرح پر ہے۔ ”ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن شریف خاتم کتب سماوی ہے۔ ایک شعشعہ یا نقطہ اس کی شرائع اور حدود اور احکام اور اوامر سے زیادہ نہیں ہوسکتا اور نہ کم ہوسکتا ہے اور اب ایسی وحی یا ایسا الہام من جانب اللہ نہیں ہوسکتا جو احکام قرآنی کی ترمیم یا تنسیخ یا کسی ایک حکم کی تبدیلی یا تغیر کرسکتا ہو۔ اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ ہمارے نزدیک جماعت مومنین سے خارج اور ملحد اور کافر ہے۔“ (ملاحظہ صفحہ ۱۳۷ ازالہ اوہام)

لیجئے حضرات! یہاں مرزا صاحب اپنے ہی اعتقاد اور تحریر الہامی سے جماعت مومنین سے خارج اور ملحد اور کافر ہوگئے، کسی مولوی صاحب کے فتوے کی بھی ضرورت نہ رہی۔ کیونکہ تمام اہل اسلام واہل سنت والجماعت کا یہ اعتقاد ہے کہ اگر کوئی شخص یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ قرآن شریف کے ایک شعشعہ یا ایک نقطہ میں بھی کمی وبیشی ہوسکتی ہے یا ہوئی ہے





یا ہوئی تھی وہ ضرور کافر ہوگیا۔ اس سے کسی مسلمان کو انکار نہیں۔ لیکن برخلاف اس کے مرزا صاحب کا عقیدہ ہے کہ انا انزلناہ قریبا من القادیان۔ قرآن شریف کی آیت ہے اور قرآن شریف میں موجود ہے۔ نعوذ باللہ من الحور بعد الکور۔ جملہ معترضہ ختم ہوا۔

اب میں پھر اسی لفظ کدعہ کی طرف رجوع کرتا ہوں، افسوس کہ کتاب جواہر الاسرار باوجود تلاش کے دستیاب نہیں ہوئی، تلاش درپیش ہے۔ لیکن میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ وہ لفظ کدعہ کا۔ ک۔ د۔ ع۔ ہ۔ سے اصل حدیث میں ہرگز نہیں۔ یہ محض مرزا صاحب کا دھوکہ ہے۔ الغرض محال اگر ہو بھی تو بھی اس میں کوئی شک نہیں کہ کاتب کی غلطی ہے۔ بہر حال لفظ کدعہ حدیث کا لفظ بھی نہیں ہے، ہاں البتہ تحقیق سے صحیح لفظ حدیث کا کرعہ۔ ک۔ ر۔ ع۔ ہ۔ سے ثابت ہوا یعنی بجائے حرف دال مہملہ کے را مہملہ ہے، بوجوہات ذیل۔ **اول**: مولوی حافظ محمد لکھوی اپنی کتاب پنجابی زبان احوال الآخرت نام میں (جو ۱۲۷۷ھ میں تالیف ہوئی اور ۱۲۹۱ھ میں بار ششم محمدی پریس لاہور میں طبع ہوئی) لکھتے ہیں۔

حضرت علی امام حسین نوں اک دینہ دیکھ الایا
ایہہ بیٹا میرا سید ہے جویں پیغمبر فرمایا
پشت اسدی تھیں مرد ہوسی اک نام محمد والا
خو اسدی جویں خو نبی دی صورت فرق نرالا
عدلوں بھری خوب زمیں نوں مہدی ایہو جانو
آمنہ ناؤں مائی داہی عبداللہ باپ پچھانو
کرعہ نام یمن وچہ وستی اسدا جاں پیارے
بولن لگا اذکر بولے پٹھاں تے ہتھ مارے

(ملاحظہ صفحہ ۲۳ کتاب احوال الآخرت پنجابی مطبوعہ مطبع محمدی لاہور ۱۲۹۱ھ)

**ترجمہ نظم زبان پنجابی:** یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک دن حضرت امام حسن ﷺ کو دیکھ کر فرمایا کہ حضرت رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اس میرے بیٹے کی پشت سے ایک مرد پیدا ہوگا جس کا نام میرا نام ہوگا اور اس کے ماں باپ کا نام میرے ماں باپ کے مطابق آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، عبداللہ ﷺ ہوگا وہ زمین کو عدل سے بھر دے گا جیسا کہ ظلم سے بھری ہوئی ہوگی۔ یمن میں ایک بستی جس کا نام کرعہ ہے پیدا ہوگا، ان کی زبان میں لکنت ہوگی۔ پس اس سے یہ ثابت ہوا کہ یمن میں ایک قریہ ہے، جس کا نام کرعہ ہے جو حضرت محمد ﷺ کے وقت میں موجود اور آباد تھا اور اب بھی موجود ہے، جس کی تصدیق اس طرح پر ہے۔

**دوم:** کراع الغمیم وادی است میان مکہ ومدینہ بدو مرحلہ۔ ملاحظہ صفحہ ۳۴۹ منتخب اللغات مطبوعہ لکھنؤ ... ۱۸۹۷ء

**سوم:** كراع الغميم على ثلاثة اميال من عسفان، یعنی کراع الغمیم عسفان سے تین میل کے فاصلہ پر ہے۔ قاموس ... صفحہ ۲۲ ...

**چہارم:** (الف) كراع الغميم هو اسم موضع یعنی کراع الغمیم ایک جگہ کا نام ہے ... مجمع بحار الانوار جلد سوم۔

(ب) موضع على مرحلتين من مكة عند بئر عسفان یعنی کراع موضع ہے مکہ معظمہ سے دو منزل چاہ عسفان کے پاس۔ حاشیہ ... مجمع بحار الانوار جلد سوم۔

**پنجم:** كراع هو شيء موضع بين مكة والمدينة یعنی کراع ایک چھوٹا موضع ہے درمیان مکہ اور مدینہ کے۔ مجمع بحار الانوار ... جلد سوم۔

**ششم:** عسفان قرية بين مكة والمدينة، یعنی عسفان ایک گاؤں یا شہر ہے درمیان مکہ اور مدینہ کے۔ مجمع بحار الانوار جلد سوم صفحہ ۳۶۹۔



**ہفتم:** رسالہ الفصل الخطاب لرد مسیح الکذاب مصنفہ مولوی خدا بخش واعظ ساکن محمد منڈرانوالہ ضلع امرتسر میں لکھا ہے جہاں حضرت مہدی ﷺ کی پیشین گوئی درج کی ہے۔ ص ...

عمر انہاندی چالی برسان سیرت حضرتو والی
کرعہ شمن ہوں انہاندی کہیا محمد عالی ﷺ

پس ان سب کتب معتبرات سے یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ کرعہ یا کراع ایک جگہ یا شہر یا گاؤں کا نام ہے جو درمیان مکہ معظمہ ومدینہ منورہ کے ہے اور وہ گاؤں یا بستی حضرت رسول خدا ﷺ کے زمانہ میں موجود اور آباد تھی اور اب بھی موجود ہے مرزا صاحب کے دو اعتراض اس میں نکلتے ہیں، ایک تو یہ کہ بعض جگہ کرعہ لکھا ہے اور کسی جگہ کراع اگرچہ ہر دو ناموں میں چار چار ہی حروف ہیں، حروف ہاء ہوز اور الف کا آپس میں فرق ہے۔ دوسرا یہ کہ کرعہ یا کراع ملک یمن میں ایک بستی کا نام بتلایا گیا ہے حالانکہ دیگر بعض کتب میں کراع ایک بستی بیان کی گئی ہے جو درمیان مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے ہے۔

پہلے اس اعتراض کے جواب میں گزارش ہے کہ بہت سے شہر یا قصبات اور بستیاں اس قسم کی اس وقت موجود ہیں کہ جن کے نام اول اول میں کچھ تھے اور بعد میں بدل کر کچھ کا کچھ ہوگئے بلکہ بعض جگہوں یا شہروں کی صورت ہی مغائر ہوگئی ہیں، چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

۱۔ بکہ۔ ب، ک، ہ، تھا۔ جس کو اب مکہ۔ م، ک، ہ، کہتے ہیں۔ اس میں ب اور م کا کتنا بڑا فرق ہے۔ دیکھیں منتخب اللغات صفحہ ۶۹۔ اگر کراع کو کرعہ لکھ دیا، یا ہوگیا تو کوئی عجیب بات نہیں۔

۲۔ مدینہ منورہ کے بھی کئی نام ہیں، جیسے طابہ، طیبہ، طائبہ وغیرہ ہیں اور محاورہ عرب میں

مدینہ منورہ کو المدینہ الف اور لام سے بولتے ہیں۔ لیکن عام بول چال میں المدینہ کوئی نہیں کہتا، صرف مدینہ بولا جاتا ہے۔ جذب القلوب الی دیار المحبوب مصنفہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

۳۔ کشمیر کا اصل نام کاشمیر تھا لیکن اس کا مخفف کشمر یا کشمیر ہو گیا۔ دیکھیں غیاث اللغات صفحہ ۴۰۲۔

۴۔ بغداد کا اصل نام باغداد تھا اب الف اس میں سے نکل گیا صرف بغداد رہ گیا جو اس وقت مشہور ہے۔

۵۔ دہلی کا نام اول اندرپرست تھا، پھر شاہجہان آباد ہوا اب اکثر بول چال میں دلی مشہور ہے۔

۶۔ امرتسر کو اکثر لوگ انبرسر کہتے ہیں۔

۷۔ لودہیانہ یعنی لودھی افغانوں کا آباد کیا ہوا۔ مگر اس کو کوئی لودیانہ، کوئی لودھانہ، کوئی لدہیانہ، کوئی لدہانہ وغیرہ لکھتا ہے۔ اسی طرح مرزا صاحب نے خود لودھیانہ کو کوئی طرح سے لکھا ہے۔ دیکھیں مرزا صاحب کا ازالہ اوہام صفحات [illegible] وغیرہ بیانات۔

۸۔ مرزا صاحب کے قادیان کو ہی دیکھئے، بقول ان کے پہلے اس کا نام اسلام پور قاضی ماجھی تھا اب قادیان ہے صفحہ ۱۲۲ ازالہ اوہام۔ اب اسی کو کئی لوگ کادیان کاف کلمن سے لکھتے ہیں بلکہ یہاں لودھیانہ کی کتاب ڈائرکٹری (فہرست دیہات) میں کادیان ایک گاؤں کا نام درج ہے جو خاص لودھیانہ سے تین کوس کے فاصلہ پر آباد ہے جس کا ذکر مرزا صاحب نے اپنی ازالہ اوہام کے صفحہ ۷۰۹ میں کیا ہے۔ اس گاؤں میں بھی ایک شخص غلام احمد معروف غلام گوجر موجود ہے پس انہیں چند وجوہات سے کراع کا کرعہ ہو جانا نہایت ہی اقرب اور یقینی امر ہے مرزا صاحب کا اعتراض مرزا صاحب کی ہی طرف عود کر گیا۔

دوسرے اس اعتراض کے جواب میں واضح رہے کہ:

(الف) ملک عرب یا حجاز جس میں مکہ معظمہ و مدینہ منورہ زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً آباد ہیں وہ اقلیم





اول میں ہیں اور ملک یمن بھی اقلیم اول اور دوم میں ہے۔ اور ملک یمن کا نام اس لئے یمن ہے کہ وہ کعبۃ اللہ شریف یا مکہ معظمہ کے دہنے طرف ہے جیسا کہ غیاث اللغات میں ہے یمن بالفتحتین ملکیست معروف در اقلیم اول و دوم چون آن ملک بجانب یمین کعبہ است لہذا یمن گفتند۔ بلفظہ صفحہ ۵۱۷ غیاث اللغات۔

(ب) پہلے بھی عرض ہو چکا ہے کہ کعبۃ اللہ شریف و مدینہ منورہ ہی یمن ہے جیسا کہ کتاب لغت شرح (مجمع بحار الانوار) احادیث مسلمہ مرزا صاحب میں لکھا ہے لان الایمان بدء من مکه وهی من تهامة وهی من ارض الیمن ولذا یقال الکعبة الیمانیة یعنی تحقیق ایمان شروع ہوا کہ مکہ شریف سے اور وہ تہامہ میں سے ہے اور تہامہ یمن کی زمین سے ہے اس سبب سے کعبۃ الیمانیہ بولا جاتا ہے۔ مجمع بحار الانوار جلد سوم صفحہ ۵۰۳ سطر ۹۔

(ج) حدیث شریف میں ہے الایمان یمان والحکمة یمانیه رواه جامع ترمذی، یعنی ایمان یمن سے ہے اور حکمت بھی یمن سے ہے۔ مجمع بحار الانوار صفحہ ۵۰۳ سطر ۹ جلد سوم۔

پس ثابت ہو گیا کہ حضرت مہدی علیہ السلام یمن کے ملک یعنی کعبۃ اللہ مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے درمیان میں پیدا ہوں گے۔ اگرچہ کئی حدیثوں میں یہ بھی آیا ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام مدینہ شریف میں پیدا ہوں گے، اور یہ بھی ممکن ہے کہ کرعہ یا کراع بستی میں جو مکہ اور مدینہ شریف کے درمیان میں ہے (جیسے کہ بیان ہو چکا ہے) پیدا ہوں اور پھر مدینہ شریف میں تشریف لے آئیں اور عین ظہور کے وقت کعبۃ اللہ شریف میں تشریف فرما ہوں۔ اعتراض ثانی بھی باطل ہوا۔

**معیار شناخت کرعه و کدعه:** میں کہتا ہوں کہ مرزا صاحب نام اس بستی کا جس میں حضرت مہدی علیہ السلام پیدا ہوں گے کدعہ بتاتے ہیں اور اس پر اپنی طرف سے

ہو جب معرب قادیان لکھتے ہیں اور یہ نام ایک حدیث میں آیا ہے پس اس کی تصدیق کے لئے ہمیں کسی حدیث کی کتاب میں تلاش کرنا ہوگا یا کسی حدیث کی لغت میں، کتب احادیث کی لغت یا شرح نہایت مشہور اور مستند کتاب مرزا صاحب کی بھی مسلّمہ "مجمع بحار الانوار" ہے اس میں سے مرزا صاحب یا ان کے حواری یہ نام نکال کر دکھلائیں، اگر سچے ہیں؟ یا کسی اور ہی کتاب سے نکال کر پیش کریں۔ لیکن یہ یقینی ہے کہ وہ ہرگز نکال کر پیش نہیں کر سکیں گے (جیسے کہ میں نے چند کتب معتبرات سے نکال کر پیش ناظرین ہے کہ وہ بستی کرعہ (ک، ر، ع، ہ) یا کراع (ک، ر، ا، ع) ہے جس میں حضرت مہدی علیہ السلام پیدا ہوں گے۔)

خواہ تمام عمر تلاش کریں اور تین سو تیرہ ہی مرزائی مع مردوں کے شامل ہو کر کوشش کریں۔ اور مرزا صاحب بھی اپنی بیت الفکر میں بیٹھ کر الہاموں کا زور لگائیں اور اپنے خدا عاجی سے بھی بزاری والحاح دعائیں کر کے مدد لیں۔

الغرض یہ ہرگز نہیں ہوگا کہ حضرت مہدی علیہ السلام مرزا صاحب کے کدعہ معرب قادیان یا کادیان جو کعبۃ اللہ شریف سے مشرق جانب ہے، پیدا ہو کر ظہور فرمائیں۔ بلکہ معاملہ ہی برعکس ہے کیونکہ اکثر احادیث صحیحہ میں ہے کہ دجال مشرق سے نکلے گا احادیث نقل کرنے کی ضرورت اس لئے نہیں کہ مرزا صاحب خود اس امر کو مانتے ہیں جیسے کہ وہ لکھتے ہیں کہ۔

(الف) دجال مشرق کی طرف سے خروج کریگا یعنی ملک ہند سے اس لئے کہ ملک ہند زمین حجاز سے مشرق کی طرف ہے۔ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۴۹، ملخصاً۔

(ب) حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ دجال ہندوستان سے نکلنے والا ہے۔ ملخصاً ازالہ اوہام صفحہ ۳۷۔

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ مرزا صاحب کا گاؤں قادیان ملک ہندوستان میں ہے اور یمن ملک حجاز سے مشرق کو ہے، پس مرزا صاحب کا دعویٰ محض غلط ہی نہیں بلکہ بالکل





جھوٹا نکلا۔ جھوٹ بھی ایسا کہ گویا خود دجال ہی ثابت ہو گئے، اگرچہ وہ بڑے دجال نہیں، لیکن خلیفہ دجال ہونے میں تو اس کتاب رسالہ انجام آتھم کی تالیف کے وقت (۱۸۹۶ء) کوئی شک نہیں رہا، (جیسا کہ میرے جیسے ہیچمدان کو بھی القاء ہوا ہے کہ خلیفۃ الدجال ۱۸۹۶ء جسکے حروف کے اعداد سے پوری تاریخ ۱۸۹۶ء نکلتی ہے) کیونکہ کسی حدیث میں نہیں ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام ملک مشرق یا ہندوستان سے ہوں گے۔ تمام احادیث میں ہے کہ وہ حضرت ملک یمن عرب میں پیدا ہوں گے، فبطل ادعایہ۔

**سوم:** مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ "مہدی اس گاؤں سے نکلے گا جس کا نام کدعہ ہے۔ بالفظہ۔ اس سے یہ بات ثابت ہے کہ یہ گاؤں کرعہ ہے جس کو مرزا صاحب کدعہ لکھتے ہیں، حضرت رسول خدا ﷺ کے زمانہ میں موجود تھا اور اب بھی موجود ہے اور خود مرزا صاحب کے ترجمہ حدیث شریف اور اصل الفاظ سے ثابت ہے، اور یہ بھی ظاہر ہے کہ قادیان حضرت رسول خدا ﷺ کے وقت میں ہرگز موجود نہیں تھا۔ کیونکہ مرزا صاحب خود لکھتے ہیں کہ بابر بادشاہ کے وقت میں یہاں پنجاب میں ہمارے مورث اعلیٰ آئے اور میدان میں ایک قصبہ آباد کیا اس کا نام اسلام پور قاضیاں ماجھی رکھا"۔ ملخصاً صفحہ ۱۲۲، ازالہ اوہام۔

تواریخ کے دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے کہ بابر بادشاہ نے ۱۵۲۶ء سے ۱۵۳۰ء تک بادشاہی ہندوستان وغیرہ میں کی ہے جس کو اس وقت ۱۸۹۷ء کو تیرہ سو کچھتر سال ہوئے ہیں اور حضرت رسول اکرم ﷺ کی حدیث شریف کو تیرہ سو سال کا عرصہ گذر گیا اور اس وقت وہ کرعہ گاؤں موجود تھا اور مرزا صاحب کی قادیان یا کادیان ہرگز موجود نہیں تھی۔ لہذا حدیث شریف کا مصداق قادیان ہرگز نہیں ہو سکتا۔ یہ زا دھوکہ ہے۔

**موضع یا قصبہ قادیان کی تحقیق:** مرزا صاحب نے قادیان کی کوئی وجہ تسمیہ بیان نہیں کی کہ کیوں اس کا نام قادیان رکھا گیا اس لیئے میں اسکی وجہ تسمیہ ظاہر کر کے

ثابت کرتا ہوں کہ دراصل اس کا نام قادیان بھی نہیں ہے۔ اسلام پور قاضیان تھا جب روز بروز شریر لوگ پیدا ہوتے گئے حتیٰ کہ بقول مرزا صاحب اس قصبہ کے باشندے یزیدی ہو گئے تو اسلام پور دور ہو گیا۔ محض قاضیان رہ گیا۔ عربی تلفظ میں ض کو د سے مشابہت ہے اس لئے قاضیان کا قادیان بن گیا۔ کیونکہ اصل میں آباد کیا ہوا قاضی ماجھی صاحب کا ہے جو مرزا صاحب کے مورث اعلیٰ معلوم ہوتے ہیں۔ جیسے مرزا صاحب لکھتے ہیں۔

(الف) ان دیہات کے وسط میں انہوں نے قلعہ کے طور پر ایک قصبہ اپنی سکونت کیلئے آباد کیا جس کا نام اسلام پور قاضی ماجھی رکھا۔ یہی اسلام پور ہے جو اب قادیان کے نام سے مشہور ہے۔ بلفظہ صفحہ ۱۲۲ ازالہ اوہام۔

(ب) اور اس جگہ کا نام جو اسلام پور قاضی ماجھی تھا تو اس کی وجہ یہ تھی کہ ابتداء میں شاہان دہلی کی طرف سے اس تمام علاقہ کی حکومت ہمارے بزرگوں کو دی گئی تھی اور منصب قضا یعنی رعایا کے مقدمات کا تصفیہ کرنا ان کے سپرد تھا۔ بلفظہ صفحہ ۱۲۳، ازالہ اوہام۔

حضرات ناظرین!! مرزا صاحب کے مورث اعلیٰ قاضی ماجھی نے اس قادیان کا نام اپنے نام پر اسلام پور قاضی ماجھی رکھا تھا اسی وجہ سے اسلام پور قاضیان کہلاتا تھا۔ پھر رفتہ رفتہ اسلام پور دور ہو گیا نرا قاضیان رہ گیا۔ قاضیان کا حرف ض بہ تلفظ عربی د سے مشتبہ الصوت ہے اس لئے قادیان بن گیا۔ مرزا صاحب اب لفظ کرعہ اور کراج میں بھی غور کریں، اور قادیان کی وجہ تسمیہ اگر اس کے سوا کچھ اور ہے تو بیان کریں۔ لیکن ہرگز بیان نہیں کر سکیں گے، کیونکہ اس کی تصدیق اور طور پر بھی ہوتی ہے کہ قاضی ماجھی صاحب ضرور سکندر شاہ لودھی کے زمانہ میں جو (وہی زمانہ بابر بادشاہ کا بھی ہے) موجود تھے جس کی تصدیق ایک کتبہ سے (جو میں نے خود ایک مسجد واقع قصبہ ماجھی واڑہ ضلع لودھیانہ میں دیکھا اور یہ مسجد بھی قاضیان کی کہلاتی ہے اور فتح ملک بنت قاضی ماجھی کی تعمیر ہے) ہوتی ہے۔ کتبہ یہ





ہے قد بناء المسجد بندگی بی بی فتحملک بنت ملا ماجهی فی عهد بندگی اعلیحضرت سلطان سکندر شاه ابن بهلول شاه خلدالله ملکه من شهور رجب المرجب ۹۳۳ھ یعنی تحقیق یہ مسجد تعمیر کی گئی ہے (یہاں دو تین لفظ لوٹے ہوئے ہیں) بی بی فتح ملک بنت ملا ماجھی کی طرف سے اعلیٰ بندگی حضرت سلطان سکندر شاہ بن بہلول شاہ خلد اللہ ملکہ کے زمانے ماہ رجب المرجب ۹۳۳ ہجری مقدس میں۔

اس سے صاف ثابت ہو گیا کہ یہ ملا ماجھی صاحب وہی قاضی ماجھی مورث اعلیٰ مرزا صاحب کے ہیں جن کا ذکر آپ نے اپنے ازالہ اوہام صفحات ۱۲۲۔۱۲۳ وغیرہ میں کیا ہے اور وہی ۹۳۳ھ سلطان سکندر شاہ لودھی قریب بابر بادشاہ کے زمانہ کے ہے، جنہیں اس وقت ۱۳۲۴ھ میں تین سو اکانوے (۳۹۱) سال ہوتے ہیں، اگرچہ اس کتبہ سے مرزا صاحب کی کسی قدر تکذیب بھی ہوتی ہے کیونکہ ملا ماجھی صاحب سلطان سکندر شاہ لودھی کے وقت میں تھے اور بابر بادشاہ ابراہیم شاہ لودھی کے زمانہ میں کابل سے آیا تھا، اس نے اس ملک کو فتح کر کے ابراہیم شاہ کو شکست دی یہ واقعہ ۱۵۲۶ء کا ہے جس کو تین سو تہتر (۳۷۳) برس ہوتے ہیں۔ اس میں اٹھارہ سال کا فرق ہے۔ سو خیر تاریخی جھگڑوں سے درگذر کر کے ثابت کرتا ہوں کہ یہ قصبہ قادیان چار سو سال کے اندر کا آباد شدہ ہے اس لئے حدیث شریف مذکور سے ذرہ بھر بھی لگاؤ اس کا نہیں ہے۔ فهو المراد۔

**چہارم:** مرزا صاحب اپنی پیش کردہ حدیث میں لکھتے ہیں کہ "خدا اس مھدی کی تصدیق کریگا"۔

حضرات! مرزا صاحب سے دریافت فرمایئے گا کہ آپ کی تصدیق خداوند تعالیٰ نے کیا کی؟ اور کس طرح پر کی؟ اور اس تصدیق کی آپ کے پاس کیا تصدیق ہے؟ کیا آپ کے ظہور پر آپ سے مکہ معظمہ کے لوگوں نے رکن مقامی پر بیعت کر لی ہے؟ (مکہ معظمہ تو

خواب یا الہام میں بھی دیکھنا نصیب نہیں ہوا) کیا ابدال شامی آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے ہیں؟ (ابدال آپ سے کوسوں بھاگتے ہیں) کیا غیب سے یہ آواز هذا خليفة الله المهدى فاستمعوا واطيعوا، پکاری گئی ہے؟ حاشا و کلا۔ کبھی آپ نے کعبۃ اللہ شریف کی طرف رخ نہیں کیا (خدا نصیب نہ کرے) کبھی رکن مقامی کی زیارت نصیب نہیں ہوئی (خدا نہ کرے) ابدال شامی آپ سے کوسوں دور ہیں۔ غیب سے یہی آواز هذا خليفة الدجال (۱۸۹۶) فلا تسمعوا ولا تطيعوا آ رہی ہے۔ تمام جہان کے علماء و فضلاء و مشائخ ہے۔ بیا عوام مسلمان مخالف ہیں بلکہ سخت دشمن۔ کیا یہی آثار تصدیق خدا کے ہوا کرتے ہیں کہ ہر طرف سے فتاویٰ پر فتاویٰ خارج از اسلام آ رہے ہیں۔ ہر جانب سے تکذیب ہی تکذیب ہو رہی ہے۔ ہاں اگر مرزا صاحب کی تصدیق ان کے خدا عاجی نے کی ہو تو کی ہو ورنہ مسلمانوں کے خدا جل شانہ نے مرزا صاحب کی تکذیب حرمین شریفین زادھما اللہ شرفاً وتعظیماً میں بھی مشتہر فرما دی ہے۔ اسی واسطے تمام جہان میں یہ آپ کی تکذیب پھیل گئی ہے جب مکہ معظمہ آپ کی تکذیب مشتہر ہو گئی تو بعدہ تمام اسلامی ملکوں میں نہایت ہی نفرت کے ساتھ آپ کی تکذیب مشتہر ہو گئی کیونکہ مکہ معظمہ اسلام کا مرکز ہے جو امر وہاں پسند ہو دوسری اسلامی جگہوں میں بھی قابل تسلیم ہوتا ہے ورنہ قابل انکار اور نفرت۔ اس بات کو مرزا صاحب بھی پہلے قبول کر چکے ہیں جیسے لکھتے ہیں:

”مکہ معظمہ اسلام کا مرکز ہے اور لاکھوں صلحاء اور علماء اور اولیاء اس میں جمع ہوتے ہیں اور ایک ادنیٰ امر بھی جو مکہ میں واقعہ ہو فی الفور اسلامی دنیا میں مشہور ہو جاتا ہے۔“ (…صفحہ… مرزا صاحب کی …)

پس مرزا صاحب جب بڑے گھر سے نکالے جا چکے ہیں تو پھر کیوں نہ تمام اسلامی دنیا میں آپ کی تکذیب کی تشہیر ہو۔ اسی پر مرزا صاحب کو نبی اور مرسل بننے کی آرزو





اور دعویٰ ہے۔ جب آپ کو مکے سے بھی دھکے مل چکے ہیں تو پھر آپ پکے چکے ہیں۔ قرآن شریف اور احادیث میں مقبولیت اور تصدیق و صداقت کی جو علامت ہے اس کو ناظرین کیلئے نقل کرتا ہوں بغور ملاحظہ فرما کر اندازہ کیجئے گا۔ وھو ھذا۔

قرآن شریف میں سورۂ مریم کے اخیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان الذين امنوا وعملوا الصّٰلحٰت سيجعل لهم الرحمن ودا یعنی: تحقیق جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے البتہ کرے گا ان کے لئے رحمن محبت۔ تفسیر معالم التنزیل وغیرہ میں اس آیت کے نیچے مجاہد مفسر اہل سنت والجماعت سے لائے ہیں یحبهم الله تعالى ويحببهم الى عباده المؤمنين۔ یعنی اللہ تعالیٰ ایمانداروں نیکوکاروں کو اپنا محبوب بنالیتا ہے اور ان کی محبت اپنے ایمانداروں کے دلوں میں ساد دیتا ہے اور اسی تفسیر معالم التنزیل وغیرہ میں موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے اسی آیت کے نیچے یہ صحیح حدیث نقل کی ہے: قال رسول الله ﷺ اذا احب الله العبد قال لجبريل قد احببت فلاناً فاحبه فيحبه جبريل ثم ينادى فى اهل السّماء انّ الله عزوجل قد احب فلاناً فاحبوه فيحبه اهل السّماء ثم يوضع له القبول فى الارض۔ الحدیث۔ یعنی سرور دو عالم ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی کو اپنا دوست بناتے ہیں تو جبرئیل علیہ السلام سے فرماتے ہیں کہ فلانے کو ہم نے اپنا محبوب بنایا ہے تم بھی اس کو اپنا دوست بنالو، پس جبرئیل علیہ السلام اس کو اپنا محبوب بنا لیتے ہیں پھر آسمانوں کے فرشتوں میں آواز دیتے ہیں کہ حق تعالیٰ کا فلاں سے پیار ہے تم سب اس سے پیار کرو، پس سارے فرشتے اس کو اپنا پیارا بنا لیتے ہیں۔ پھر زمین کے لوگ بھی اس سے محبت کر کے قبول کر لیتے ہیں۔ اسی طرح خدا کے دشمنوں کا بھی حال اسی حدیث میں ہے کہ ان کی دشمنی اور بغض خلق اللہ میں پھیل جاتا ہے۔ یہ حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں بھی موجود ہے اور کرمانی شرح بخاری سے مجمع بحار الانوار میں لائے ہیں کہ اس

حدیث سے سمجھا گیا ہے کہ بندوں کے دلوں میں محبت حق تعالیٰ کی محبت کی علامت ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ مارآہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن یعنی جو مسلمانوں کے نزدیک اچھا اور نیک ہے وہ خدا کے نزدیک بھی اچھا اور نیک ہے۔

پس یہ کیا عمدہ فیصلہ حضرت جل جلالہ اور رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس میں کسی کو کوئی چون وچرا کی گنجائش نہیں۔ اب سب صاحبان آیت شریف وحدیث لطیف ودیگر تفاسیر کے ارشادات کی رو سے معلوم کر سکتے ہیں کہ مرزا صاحب مقبول ہیں یا مردود؟ محبوب خدا ہیں یا معاذ اللہ؟ کوئی علامت صداقت وقبولیت کی ہے؟ ہرگز نہیں، ہرگز نہیں، علاوہ تمام کافہ اہل اسلام کے تمام جہان (جس میں ہزاروں، لاکھوں علماء وفضلاء ومشائخ، صلحاء، اولیاء اللہ عرب وعجم کے داخل ہیں) دشمن ہے، دوست کون ہیں اور کتنے؟ وہی صرف تین سو تیرہ وہ بھی مردوں کی تعداد کے ساتھ۔ الغرض اس آیت شریف وحدیث شریف سے ثابت ہو گیا ہے کہ مرزا صاحب خداوند تعالیٰ کے دشمن، جبرئیل علیہ السلام کے دشمن، تمام فرشتوں کے دشمن، تمام خلق خدا کے جو زمین پر موجود ہے دشمن ہیں، پھر فرمایئے یہ مہدی ہیں یا ضال اور مضل؟ نہیں لیکن اخیر کے دونوں۔ فھو المطلب۔

**پنجم:** مرزا صاحب حدیث کے مضمون سے لکھتے ہیں۔ "دور دور سے اس کے دوست جمع کریگا، جن کا شمار اہل بدر کے شمار سے برابر ہوگا۔ یعنی تین سو تیرہ ہوں گے۔ اور ان کے نام بقید مسکن اور خصلت کے چھپی ہوئی کتاب میں درج ہوں گے"۔[1]

حضرات ناظرین! مرزا صاحب کے وہی تین سو تیرہ دوست ہیں جن میں انہوں نے سترہ آدمی مدتوں کے فوت شدہ کو لکھ کر تعداد پوری کی ہے کیا عمدہ فخر کی بات ہے کہ چورانوے کروڑ (۹۴۰۰۰۰۰۰۰) مسلمانوں مقبول مرزا صاحب میں سے صرف تین سو تیرہ

[1] دیکھو مرزا صاحب کی کتاب ست بچن کا حاشیہ صفحہ ۷۶۔ منہ عفی عنہ۔





ہی ان کے دوست ہیں، آپ صاحبان کو معلوم ہوگا کہ مسیلمہ کذاب کے ساتھ بھی ایک لاکھ سے زیادہ معتقد تھے اور پھر مہدی سوڈانی کے پاس بھی (جو مرزا صاحب کے یوم ولادت میں برابر تھا) تین لاکھ فوج جان نثار محض للہ جان دینے والی تھی، ابھی تھوڑا عرصہ ہوا کہ ایک شخص باب نامی کے پاس جو ایران میں ہوا کس قدر جان نثار معتقد موجود تھے، پھر ذرا رام سنگھ کو ہی دیکھئے کہ ایک لاکھ کو تو اس کے ساتھ بھی مفت بلا تنخواہ ہی ہو گیا تھا۔ اب بھی ہزاروں کوکے اس کی عدم موجودگی میں موجود ہیں، پھر مرزا صاحب کو تین سو تیرہ نہیں بلکہ سترہ مردے نکال کر دو سو چھیانوے پر جو ان میں بھی بعض تنخواہیں لیتے ہیں کیا فخر ہونا چاہئے؟ سوچنے والے سوچ سکتے ہیں، سمجھنے والے سمجھ سکتے ہیں، اگرچہ یہ سچ ہے کہ مرزا صاحب کی بھی ویسی ہی تمنا تھی مگر افسوس ایک لاکھ فوج جس کی درخواست آپ نے کی تھی منظور نہ ہوئی ورنہ مندرجہ بالا دعویداروں کی طرح آنا نہیں تو دلیۃ ضرور کر دکھلاتے۔

## مرزا غلام احمد قادیانی کی محمد احمد سوڈانی سے مطابقت

چونکہ مہدی سوڈانی محمد احمد نامی کا تذکرہ درمیان میں آچکا ہے جس کی مطابقت مرزا صاحب کی تاریخ پیدائش وظہور دعویٰ وغیرہ امورات میں ٹھیک ٹھیک ہوتی ہے اس لئے میں ایک رسالہ سے جو (مولوی محمد فضل الدین صاحب مالک مطبع اخبار وفادار ۱۸۸۳ء کا مرتبہ) ناظرین کے لئے نقل کر کے پیش کرتا ہوں۔ وھو ھذا۔ "اسکے (مہدی سوڈانی) عالم وجود میں آنے کا زمانہ سن ہجری ۱۲۵۹ھ سن عیسوی ۱۸۴۳ء اور ان کے ظہور مہدیت کی تاریخ اگست (مطابق رمضان) ۱۸۸۱ء سے محسوب ہوتی ہے جسے ابھی تین سال بھی نہیں ہوئے گو ان میں یہ پچھلی تاریخ (۱۸۸۱ء) عربی پاشا کی اعلانیہ بغاوت کی تاریخ سے تو مطابق نہیں ہوتی جس کا آغاز ۱۰ جولائی ۱۸۸۲ء کو ہوا تھا مگر اس میں شک نہیں کہ پاشا کے

موصوف کے عہد سپہ سالاری مصر کی ان تاریخوں سے برابر مل جاتی ہے۔ بلفظہ صفحہ ۴،۵۔ ان کے اعلان مہدویت کا خلاصہ یہ تھا کہ میں ہی وہ مہدی موعود ہوں، جس کا تمہیں دس گزشتہ صدیوں سے انتظار تھا اور میں ہی وہ آخری الزمان ہوں جو اس مشکل مسئلہ کو حل کروں گا کہ مسلمانوں کے پولیٹیکل نفاق کو دور کروں اور ان کو ایک ہی سچی راہ (شریعت) پر چلاؤں اور حشر ونشر کی سہولتوں کے لئے تیار کروں اور مخالفان اسلام کا مخالف اور محبان اسلام کا دوست اور حامی بنا رہوں۔" بلفظہ صفحہ ۵ سطر ۹۔

اور خود بدولت اپنے اشتہارات وغیرہ میں اپنا نام محمد احمد لکھتے ہیں جو غالباً زیادہ اعتبار کے لائق ہے بہر حال تمام انسانی قرائن کے بموجب یہ مہدی صادق تو نہیں مگر ایک نہایت درجہ کے لحاظ پر پرہیزگار فاضل اسلام پرست منتظم آدمی ہیں جنکی علمی اور تمدنی لیاقتوں کا اس سے زیادہ اور کیا ثبوت ہوگا کہ آج حضرت کے پاس کم وبیش تین لاکھ جان نثار خدا واسطے کو لڑنے والے موجود ہیں۔ بلفظہ صفحہ ۶ سطر ۔

ان کے تین ہمعصر اور بھی مہدی کہلاتے ہیں۔ صفحہ ۱ سطر ۔

سنا جاتا ہے کہ ان کی بیویاں بھی ۱۰ سے متجاوز ہیں۔ صفحہ ۹ سطر ۔

حضرات!! مرزا صاحب کی مطابقت مہدی سوڈانی سے اس طرح پر ہے کہ راقم آثم کے دل میں خداوند کریم کی طرف سے فتنہ پیدائش قادیانی کا یوں القا ہوا ہے کہ اللہ جل شانہ سورۂ توبہ سیپارہ و اعلموا میں فرماتا ہے الا فی الفتنۃ سقطوا ۱۲۵۹ھ یعنی آگاہ ہو جاؤ وہ فتنہ میں گرے۔ گویا عوام کو آگاہی دی گئی ہے کہ جو لوگ اس فتنہ پیدائش قادیانی میں آئینگے وہ فتنہ اور ابتلاء میں گرینگے اور اس آیت شریفہ سے بحساب ابجد کل حروف کے اعداد ۱۲۵۹ھ سن پیدائش مرزا صاحب کا نکلا اور یہی ۱۲۵۹ھ مہدی سوڈانی کی پیدائش کا ہے، جیسے مرزا صاحب خود لکھتے ہیں کہ سو یہی سن ۱۲۷۵ ہجری جو آیت وآخرین





منهم لما يلحقوا بهم کے حروف کے اعداد سے ظاہر ہوتا ہے اس عاجز کے بلوغ اور پیدائش ثانی اور تولد روحانی کی تاریخ ہے۔ بلفظہ ۲۲۰ آئینہ کمالات اسلام۔ یعنی ۱۲۷۵ھ کو مرزا صاحب بالغ ہو کر جوان ہونے شروع ہوئے یہی سال شباب ۱۲۷۵ھ قلم کا بھی ہے اس کے اعداد بھی ۱۲۷۵ ہی ہیں، جب پندرہ سال بلوغت کے اس کے اس میں سے کم کر دیئے جائیں تو وہی ۱۲۵۹ھ (بارہ سو انسٹھ) پیدائش سال نکلتا ہے۔ گویا مرزا صاحب کی مطبوعہ تاریخ پیدائش[1] پیدائش ۱۲۵۹ھ جس کی خبر خداوند کریم نے آیت شریف الا فی الفتنۃ سقطوا کے حروف کے اعداد ۱۲۵۹ میں دی ہے ثابت ہے اور یہی تاریخ پیدائش مہدی کاذب سوڈانی کی ہے۔

مہدی سوڈانی کی تاریخ ظہور ۱۸۸۲ء ہے جس کو پندرہ سال کا عرصہ ہوا ہے وہی تاریخ ۱۸۸۲ء مرزا صاحب کے ظہور دعوی مہدویت و مثیل مسیح وغیرہ کی ہے جیسے مرزا صاحب کے براہین احمدیہ کے حصہ سوم کے صفحہ اول پر ۱۸۸۲ء درج ہے، جیسے لکھتے ہیں کہ "اگر یہ عاجز مسیح موعود نہیں تو پھر آپ لوگ مسیح موعود کو آسمان سے اتار کر دکھا دیں"۔ بلفظہ صفحہ ۱۸۵ ازالہ اوہام۔

"پہلے سے یہی تاریخ ہم نے نام میں درج کر رکھی تھی اور وہ نام یہ ہے۔ "غلام احمد قادیانی ۱۳۰۰ اس نام کے عدد پورے تیرہ سو ہیں (تیرھویں صدی پر ہوا)" بلفظہ صفحہ ۱۸۶ ازالہ اوہام۔ اس حساب سے بھی وہی پندرہ سال کا عرصہ اور وہی ۱۸۸۲ء ہوتا ہے، لیکن یہاں پر

---

[1] مطبوعہ تاریخ ہا کتاب نشان آسمانی مؤلفہ مرزا صاحب مورخہ ۱۸۹۲ء میں درج ہے کہ یہ عاجز تجدید دین کیلئے سن چالیس میں مبعوث ہوا جس کو گیارہ برس کے قریب گذر گیا۔ بلفظہ صفحہ ۱۴ سطر ۲ … یعنی ۱۳۰۰ھ اور وہی ۱۲۵۹ھ اور وہی ۱۸۴۳ء سال پیدائش مرزا صاحب کا پورا ہوا۔ گویا مرزا صاحب کی عمر اس وقت ۱۸۹۲ء میں باون سال کی ہوتی ہے۔ صفحہ ۳ …

مرزا صاحب کی یہ بڑی قوی دلیل ہے کہ میرے نام غلام احمد قادیانی کے تیرہ سو عدد پورے ہوتے ہیں اس واسطے سے میں مجدد اور مسیح موعود ہوں۔ تو کیا اگر کسی اور کے نام کے بھی تیرہ سو عدد پورے نکل آئیں تو وہ بھی تیرھویں صدی کا مجدد اور مسیح موعود اور مہدی مسعود ہوگا؟ اگر یہی بات ہے تو لیجئے سنیے ان کے نام کے بھی تیرہ سو عدد ہیں۔

۱۔ مہدی کاذب محمد احمد بر (عاجز) سوڈانی ۱۳۰۰

۲۔ سید احمد پیر نیچر علیگڑھی ۱۳۰۰

مرزا صاحب کے بھائی صاحب جو پیر خاکروباں بھی موجود ہیں۔ یعنی

۳۔ مرزا امام الدین ابو الاحبار لال بیگیان قادیانی ۱۳۰۰

مرزا صاحب کے فاضل بزرگ حواری نور الدین صاحب موجود ہیں۔ یعنی ۱۳۰۰

۴۔ مولوی حکیم نور الدین مستہام[۱] (حیران) بھیروی مرزا صاحب کے دو دوست بھی آپ کے ساتھ ہیں یعنی

۵۔ مولوی کامل سید نذیر حسین دہلوی ۱۳۰۰

۶۔ مولوی محمد حسین ہوشیار بٹالوی ۱۳۰۰

پانچوں سواروں میں یہ عاجز راقم الحروف بھی یعنی

۷۔ بندۂ بیچارہ فضل احمد مجیب ۱۳۰۰

علیٰ ھذا القیاس۔ جس قدر چاہوں اور ناموں کے عدد پورے تیرہ سو کرتا چلا جاؤں۔ لیکن کیا اس سے ثابت ہو جائیگا کہ فلاں کس مجدد یا مسیح موعود اور مہدی مسعود ہے ہرگز نہیں۔ مرزا صاحب کا اپنے نام کے حروف کے اعداد نکال کر دعویٰ پیغمبری کرنا محض بیہودہ اور ہیچ

۱۔ مستہام سرگشتہ و حیران حکیم صاحب بھی ان کے صدق میں سرگشتہ حیرانی میں ہیں [illegible] خدا ہدایت بخشے۔ آمین ۱۲ منہ عفی عنہ۔





اپنی بات پر بچہ طفلان ہے جو کوئی بھی ذی عقل اس طرف خیال کو جانے کی بھی اجازت نہیں دیگا۔ اس کے علاوہ مرزا صاحب اپنے دعوئ پیغمبری مسیح موعودی کے اثبات میں حسب ذیل بھی لکھتے ہیں:

(الف) یہ وہی زمانہ ہے جس کی طرف ایک حدیث میں یہ اشارہ ہے۔ یہ وہ زمانہ ہے جو اس عاجز پر کشفی طور پر ظاہر ہوا۔ جو کمال طغیان اس کا اس سن ہجری میں ہوگا جو آیت وانا علی ذھاب بہ لقادرون بحساب جمل مخفی ہے ۱۲۷۴ھ (ملخصاً ازالہ صفحہ ۶۵۶ ازالہ اوہام)

(ب) جو اعداد آیت انا علی ذھاب بہ لقادرون سے سمجھا جاتا ہے یعنی ۱۲۷۴ھ ۱۸۵۷ء کا زمانہ تو ساتھ ہی اس عاجز کا مسیح موعود ہونا بھی ثابت ہو جائے گا اس آیت میں ۱۸۵۷ء کی طرف اشارہ ہے جس میں ہندوستان میں ایک مفسدہ عظیم پیدا ہو کر آثار باقیہ اسلامی سلطنت کے ملک ہند سے ناپید ہو گئے تھے کیونکہ اس آیت کے اعداد بحساب جمل ۱۲۷۴ھ ہیں اور یہ سال ۱۸۵۷ء اس کے ساتھ مطابق ہوتا ہے ضعف اسلام کا زمانہ بھی ۱۸۵۷ء ہے۔ جس کی بابت آیت میں حکم ہے کہ قرآن زمین پر سے اٹھایا جائیگا سو ۱۸۵۷ء میں مسلمانوں کی ایسی ہی حالت ہوگئی تھی۔ بجز بدچلنی اور فسق و فجور کے اسلام کے رئیسوں کو اور کچھ یاد نہیں تھا اور سرکار انگریزی کے ساتھ بغاوت کی اور مولویوں نے فتویٰ جہاد کا دیا انہیں معنوں سے کہا گیا ہے کہ آخری زمانہ میں قرآن آسمان پر اٹھایا جائیگا[۲] پھر انہی حدیثوں میں لکھا ہے کہ دوبارہ قرآن کو زمین پر لانے والا ایک مرد فارسی الاصل

۱۔ حرف واؤ کو مرزا صاحب نے چھوڑ دیا ہے ۱۲ منہ۔

۲۔ مرزا صاحب نے قرآن شریف کا زمین پر سے آسمان پر اٹھایا جانا لکھا ہے جیسا کہ حدیثوں میں قیامت کی علامات میں درج ہے لیکن شاید مرزا صاحب قرآن شریف کو صرف ہندوستان اور بالخصوص پنجاب کے واسطے نازل کیا ہوا سمجھتے ہیں۔ کیونکہ جب غدر ہندوستان میں ہوا تو باقی تمام اسلامی ممالک میں سے بھی قرآن شریف اٹھایا گیا جس کا یہ ہرگز نہیں ہوا تو خوب آیت شریف اور حدیث شریف کی آپ نے تصدیق کی کہ صرف پنجاب اور کسی قدر حصہ ہندوستان سے قرآن شریف اٹھایا گیا اور باقی تمام دنیا میں موجود رہا۔ پھر جس قرآن کو مرزا صاحب دوبارہ آسمان سے زمین پر لائے اسی میں یہ آیت انا انزلناہ قریبا من القادیان۔ بھی لکھی ہوگی سبحان اللہ آپ کی کیا کیا تاویلات و استنباطات ہیں۔ جس پر عقل کے آگے ہے وہ ادھر سے گرتے چلے جاتے ہیں۔ ۱۲ منہ عفی عنہ۔

ہوگا۔ جیسا فرمایا۔ لو کان الایمان معلقاً بالثریا الحدیث [illegible]

حضرات ناظرین! مرزا صاحب کے اختلافات کہ (مسیح موعودی کا دعویٰ اپنے نام غلام احمد قادیانی ۱۳۰۰ھ سے کیا جسے تقریباً پندرہ سال ہوئے اور دوسری طرف ۱۲۷۴ھ یا ۱۸۵۷ء بیان کرتے ہیں جسے تقریباً چالیس سال کا عرصہ گذر چکا ہے اور قرآن شریف کا زمین پر سے اٹھائے جانے اور مرزا صاحب فارسی الاصل کا دوبارہ قرآن شریف کو زمین پر لانے) پر نظر نہ کر کے اصل مدعا مرزا صاحب کا ظاہر کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ آیت شریف کے اعداد میں ۱۲۷۴ھ جو ۱۸۵۷ء کے مطابق ہے۔ میرے مسیح موعود ہونے کا ثبوت ہے سو اب آپ کو دیکھنا یہ ہے کہ ہندوستان میں غدر ۱۸۵۷ء کے کس کس ماہ انگریزی میں ہوا تھا اور وہ ماہ انگریزی کس کس ماہ قمری کے اور سن ہجری کے مطابق ہیں تو اریخ (واقعات ہند) کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۰ ماہ مئی ۱۸۵۷ء میں اول اول چھاؤنی میرٹھ میں غدر ہوا یہ تاریخ ۱۰ مئی ۱۸۵۷ء مطابق ۱۵ رمضان ۱۲۷۳ھ کے ہوتی ہے۔ اور ماہ جون و جولائی ۱۸۵۷ء کو دیگر اضلاع میں غدر اور جنگ ہوتے رہے اور سرکار انگریزی کا تسلط ہو گیا گویا ماہ شوال اور ذیقعدہ اور غایت الامر ذی الحج ۱۲۷۳ھ ہجری المقدس تک غدر کا خاتمہ ہو گیا۔ پس اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ ۱۸۵۷ء کے غدر کا زمانہ ۱۲۷۴ھ کے مطابق نہیں ہوا بلکہ ۱۲۷۳ ہجری کے مطابق ہوا جس کی بابت راقم الحروف کا القاء ربانی سے وہ حصہ حدیث شریف کا یاد دلایا گیا ہے جو صحیح بخاری کے کتاب الفتن اور باب الفتنہ من قبل المشرق میں ہے (یعنی فتنہ مشرق کی طرف سے ہوگا) جس کو مرزا صاحب بھی تسلیم کر چکے ہیں کہ دجال مشرق یعنی ملک ہندوستان سے نکلے گا، وہ حدیث شریف اس طرح ہے فرمایا حضرت رسول اکرم ﷺ نے اللهم بارک لنا فی شامنا اللهم بارک لنا فی یمننا۔ یعنی اے خداوند کریم ہمارے شام اور یمن میں برکت دے، اس مکان میں مشرق اور نجد کے لوگ بھی





بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے عرض کیا کہ "حضرت وفی نجدنا" یعنی ہمارے نجد مشرق کے واسطے بھی دعاء برکت فرمایئے، جب حضرت ﷺ تین دفعہ شام اور یمن کے واسطے ہی دعاء برکت فرمائی اور تیسری دفعہ کے بعد حضرت نے ملک مشرق اور نجد کے حق میں فرمایا، هناک الزلازل والفتن وبها يطلع الشيطان (۱۲۷۳) یعنی اس طرف یا اس جگہ (نجد یا مشرق) میں زلزلے اور فتنے ہوں گے اور وہاں سے شیطان نکلے گا، سو اس میں کچھ شک نہیں کہ قادیان میں ہمیشہ فتنے نکلتے رہتے ہیں اور زلزلے بھی، اسی حصہ حدیث شریف هناک الزلازل والفتن وبها يطلع الشيطان کے اعداد بحساب جمل ۱۲۷۳ سن ہجری کے مطابق ہوتے ہیں جو غدر ۱۸۵۷ء کے عین مطابق ہوتا ہے، جس کی صداقت یوں بھی بخوبی ہوتی ہے کہ جب سے ۱۲۵۹ھ میں مرزا صاحب پیدا ہوئے جو ۱۸۴۲ء کے برابر ہے، اس وقت لارڈ ایلن برا گورنر جنرل کا زمانہ تھا جس نے کابل اور غزنی وغیرہ پر چڑھائی کر کے ان کو بڑی بہادری سے فتح کیا جیسے تواریخ میں لکھا ہے کہ "غزنی کو فتح کر کے بالکل مسمار کر دیا وہیں سے کابل کی طرف روانہ ہو کر جرنیل پالک کے پاس آ پہنچے، اس کے بعد افغانوں کی دغابازی کی سزا میں کابل کے بڑے بازار کو جلا کر بالکل خاک میں ملا دیا"۔ بلفظہ واقعات ہند صفحہ ۲۱۲۔ انہی دنوں میں عین جنگ کے دوران زلزلہ بھی آیا جیسے لکھا ہے کہ "جب قلعہ کی فصیل کی ذرا مرمت کر چکے تو ایک ایسا بھونچال آیا کہ وہ گر پڑی"۔

بلفظہ [illegible] واقعات ہند۔

یہ ہے مرزا صاحب کی تولید کی تاریخ اور حدیث شریف کی صداقت۔

اب مرزا صاحب کی تاریخ بلوغت کا حال سنئے، جو ۱۲۷۳ھ مطابق ۱۸۵۷ء زمانہ غدر گزرا ہے اس وقت کے لوگ اب بھی یقین ہے بہت سے زندہ موجود ہیں زمانہ غدر میں جو کچھ گذرا ہے تاریخ میں درج اور لوگوں کو یاد ہے کہ کیا کیا حالتیں مخلوقات کی ہوگئیں یا جو

ناگفتہ بہ ہیں حتی کہ سلطنت اسلامی کی رہی سہی کا بھی ستیاناس ہوگیا۔ بہادر شاہ کو جلا وطن کر کے دہلی سے رنگون میں پہنچایا اور اس کے دو بیٹے اور ایک پوتا دہلی کے فتح ہوتے ہی گولی سے مار ڈالے گئے اور سرکار انگلشیہ کو بھی ناحق نقصان آپ کے اثر سے پہنچا۔ دیکھو اشاعت جلد ۹ صفحہ ۳۰۹۔

پھر جب ۱۳۰۱ھ سے اپنے نام غلام احمد قادیانی کی تاریخ نکالی جو ۱۸۸۴ء کے مطابق ہوئی جس پر بڑے زور سے دعویٰ مسیح موعودی کا کیا تب اپنے بھائی مہدی سوڈانی کے ساتھ اثر ہمعصری کا دکھلا کر خوب جنگ کروایا سخت کشت و خون ہوئے پھر اب ۱۸۹۶ء و ۱۸۹۷ء جب مہدی مسعود ہونے کا دعویٰ کیا تو تمام جہان کو قحط سخت و امساک باران و وباء طاعون اور زلزلوں نے برباد کر دیا اور یہ اثر آپ کا اب تک جاری اور روز بروز ترقی پر ہے خداوند کریم مرزا صاحب کے ان تمام تاثیرات سے سب کو بچا وے۔ آمین۔ یہ ہیں مرزا صاحب کی پیدائش سے آج تک کے حالات جو حدیث شریف کی صداقت سے پورے ہوئی ہیں اور جو شاہان سلطنت اور رعایا دونوں کو آپ کے وجود کے اثر نے تکالیف پہنچائی ہیں۔ الغرض خلاصہ مرزا صاحب اور مہدی سوڈانی کی مطابقت کا یہ ہے کہ:۔

۱۔ مرزا صاحب بھی ۱۲۵۹ھ میں پیدا ہوئے اور مہدی سوڈانی بھی اسی سال پیدا ہوئے۔

۲۔ مہدی سوڈانی نے ۱۸۸۴ء میں دعویٰ مہدویت کا کیا مرزا صاحب نے بھی اسی سال میں دعویٰ نبوت اور مسیح موعود کا کیا۔

۳۔ مہدی سوڈانی کا نام محمد احمد تھا اور مرزا صاحب کا نام غلام احمد ہے، احمد کا نام دونوں میں موجود ہے۔

۴۔ مہدی کاذب سوڈان میں پیدا ہوئے اور مرزا صاحب قادیان میں۔

لے اسلامی ریاس نام پر بجاطور سے ہوئے اپنے آپ کو ظاہر کرتے ہیں ۱۲ منہ عفی عنہ





۵۔ مہدی سوڈانی اپنے آپ کو عالم و فاضل اسلام پرست کہلاتے تھے مرزا صاحب بھی اپنے برابر کسی کو عالم و فاضل اور اسلام پرست نہیں سمجھتے۔

۶۔ مہدی سوڈانی کے پاس کثرت ازدواج سے گل سرا بھرے ہوئے تھے مرزا صاحب کو بھی کثرت ازدواج کا نہایت شوق ہے گو میسر نہیں۔

البتہ مہدی سوڈانی ایک بات میں مرزا صاحب سے بڑھ کر ہیں اور مرزا صاحب بھی ایک بات میں مہدی سوڈانی سے بڑھکر ہیں وہ یہ کہ مہدی سوڈانی کے پاس تین لاکھ فوج اللہ جان نثار موجود تھی مگر مرزا صاحب کے پاس صرف دو سو چھیانوے دیسی مرید خاص الخاص موجود ہیں اور مرزا صاحب بڑھکر یوں ہیں کہ سوڈانی نے صرف مہدویت کا دعویٰ کیا تھا، جبکہ مرزا صاحب نے مسیح موعود اور مہدی موعود دونوں کا دعویٰ کیا۔ اب فرق صرف اتنا ہے کہ مہدی سوڈانی مر چکے اور مرزا صاحب ابھی زندہ خواہ دائمی مریض ہی سہی۔

اب میں اصل مطلب پر آتا ہوں۔ مرزا صاحب نے ایک عجیب بات یہ لکھی ہے کہ مہدی مسعود کے پاس ایک چھپی ہوئی کتاب ہوگی جس میں اس کے دوستوں کے نام مع مسکن اور خصائل کے درج ہوں گے۔ سو عبارت حدیث میں لفظ صحیفہ مختومہ لکھا ہے جس کے معنی مرزا صاحب نے خلوط و حدائق میں (اے مطبوعہ) اپنی طرف سے لکھ کر چھپی ہوئی کتاب لکھے ہیں، مختوم کے معنی ہرگز ہرگز چھپی ہوئی کتاب کے نہیں ہیں۔ جیسے اللہ جل و تعالیٰ نے قرآن شریف میں بسورۃ البقرہ فرمایا ہے ختم اللّٰہ علی قلوبھم وعلی سمعھم یعنی مہر کر دی اللہ نے ان (کافروں) کے دلوں پر اور ان کے کانوں پر، پھر دوسری جگہ سورۃ التطفیف میں فرماتا ہے کہ یسقون من رحیق مختوم ختمہ مسک یعنی پلائے جائیں گے شراب خالص مہر کی ہوئی میں سے اور مہر کرنے کی چیز اس کی خوشبو (مشک) ہے اسی طرح تمام احادیث اور کتاب مجمع بحار الانوار شرح کتب حدیث

دیگر کتب لغت میں مختوم کے معنی بموجب معنی قرآنی مہر کی ہوئی کے لکھے ہیں ان کی عبارات کو بباعث عدیم الفرصتی نقل نہیں کیا گیا۔ اور نہ ضرورت ہے ہر کوئی خود دیکھ سکتا ہے۔ البتہ مرزا صاحب پر مجھے یقین نہیں کہ وہ کسی کتاب کو دیکھیں جب کہ وہ قرآن شریف کی ہی مخالفت میں اپنے گھر کے معنی کر رہے ہیں لہٰذا وہ کسی کی بات کو قبول بھی نہیں کریں گے۔ جبکہ وہ خدا تعالیٰ کی بات اور حکم کو نہیں مانتے۔ لیکن یہ ضرور ہے کہ مرزا صاحب کی ہی تحریرات الہامی کو پیش کیا جائے تاکہ دوسرے حضرات ناظرین کو بھی معلوم ہو جائے پھر مرزا صاحب صاحب کا اختیار ہے خواہ وہ اپنے الہامی تحریرات اور دستاویزات کو اختیار کریں یا انکار مرزا صاحب کی عبارات ذیل میں لکھی جاتی ہیں:۔

(الف) مرزا صاحب اپنے مرید خاص حبی فی اللہ میر عباس علی صاحب لودھیانوی کی نسبت (جب وہ مرزا صاحب کی بیعت تو ڑ کر ان کے سخت دشمن بن گئے) لکھتے ہیں۔ انسان کا دل اللہ جل شانہٗ کے قبضے میں ہے۔ میر صاحب تو میر صاحب ہیں اگر وہ چاہتے تو دنیا کے ایک بڑے سنگدل اور مختوم القلب آدمی کو ایک دم میں حق کی طرف پھیر سکتا ہے۔ ملاحظہ رسالہ آسمانی فیصلہ ۲۷ دسمبر ۱۸۹۱ء کا اخیر ورق۔

(ب) اہلبیت سے ترک ادب اور ترک ادب سے ختم علی القلب اور ختم علی القلب سے جبری عداوت۔ ملاحظہ ہو وہی رسالہ آسمانی فیصلہ مرزا صاحب کا اخیر ورق۔

کیا ان مندرجہ بالا تحریروں میں مرزا صاحب نے مختوم القلب کے معنی چھاپ شدہ دل، اور ختم علی القلب کے معنی چھاپا ہو پر دل کے لئے ہیں یا کئے ہیں، ذرا مرزا صاحب ہی اپنے لکھے ہوئے پر غور فرمائیں اور وہ اور ان کے مرزائی جمع ہو کر قرآن شریف یا کسی حدیث شریف یا کسی شرعی یا غیر شرعی کتاب سے نکال کر تو دکھا نہیں سکتے۔ بلکہ مرزا صاحب نے حدیث میں (اے مطبوعہ) کے لفظ کو بڑھا کر اپنی طرف سے چھاپ شدہ کے معنی کئے ہیں، چلیں مطبوعہ کے ہی معنی قرآن شریف یا حدیث شریف سے چھاپ شدہ کے نکال کر پیش کریں۔ بلکہ تمام کتب دینیات میں طبع کے معنی بھی ختم کے پائے جائیں گے۔ پس دعویٰ مرزا صاحب کا باطل ہوا۔

تمام لوگ جن کو عربی الفاظ کے معنی سمجھنے کا کچھ بھی ملکہ ہے وہ سب حدیث مذکورہ کے معنی یہی کریں گے کہ حضرت مہدی ﷺ ایک بستی میں پیدا ہوں گے، جس کا نام کرعہ ہے اس کی تصدیق خداوند کریم کرے گا۔ اس کے دوستوں کو جو بدر کی تعداد کے مطابق تین سو تیرہ ہیں جمع کرے گا، اور حضرت ﷺ کے پاس ایک کتاب مہر بند کی ہوئی ہوگی (جیسے ڈاک خانوں میں پمفلٹ یا پارسل وغیرہ بند ہو کر اور ان پر مہریں لگ کر ایک دوسرے کے پاس بھیجی جاتی ہیں، تاکہ کوئی سوائے مکتوب الیہ کے کھول نہ سکے) اس کتاب میں ان کے دوستوں کے نام معہ ان کے مسکن شہروں اور خصلتوں کے درج ہوں گے۔ اھ

حضرات ناظرین!! اب فرمایئے گا:

(الف) کہ مرزا صاحب کرعہ گاؤں میں پیدا نہیں ہوئے جو اس وقت میں درمیان مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے اور چاہ عسفان کے پاس آباد موجود ہے (دیکھو ۲۰ کتاب ہذا)

(ب) خداوند کریم نے مرزا صاحب کی کوئی تصدیق نہیں کی بلکہ تکذیب در تکذیب کی۔

(ج) مرزا صاحب کے دوست تین سو تیرہ ہیں جن کے نام فہرست میں لکھے ہیں ان میں سترہ آدمی نمبر ہائے ۹۱، ۹۳، ۹۶، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۷، ۱۱۳، ۱۳۴، ۱۳۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۶۹، ۲۸۳، ۲۸۶، ۲۹۳، ۲۹۵، ۳۱۰ مردہ ہیں جو مدتوں کے فوت شدہ درج کئے گئے ہیں۔ کیا حدیث کے لفظوں میں یہ بھی درج ہے کہ ان تین سو تیرہ میں سترہ آدمی مرے ہوئے بھی ہوں گے۔ پھر بعض ناموں کے ساتھ معہ اہلیت و ہر دو زوجہ وغیرہ بھی لکھا ہے، کیا حدیث میں یہ بھی ہے کہ ان کی عورتیں بھی ساتھ ہوں گی۔

(ر) مرزا صاحب کے دوست مندرجہ فہرست کبھی ایک وقت پر قادیان میں جمع نہیں ہوئے اگرچہ زندوں کا قادیان میں مرزا صاحب کے پاس جمع ہو جانا ممکن ہے لیکن جو سترہ آدمی ہیں وہ تو کبھی بھی جمع نہیں ہو سکتے تھے نہ ہوئے۔ جب مرزا صاحب کے پاس ان کے دوست جمع نہیں ہوئے تو حدیث کی صداقت کیسے ہو سکتی ہے البتہ اگر مرزا صاحب کے مسمریزمی زوج جمع ہو گئے ہوں تو عجب نہیں۔

(ح) کیا کتاب مختومہ مرزا صاحب کے پاس اسی وقت سے تھی جب کہ وہ پیدا ہوئے ۱۲۵۹ھ میں یا جب آپ نے ظہور مہدویت و مسیحیت فرمایا ۱۳۰۰ ہجری میں اور وہ کتاب کس کے روبرو کھولی گئی اور کہاں اور کب۔ یا یہ کہ اب ۱۳۱۴ھ میں ایک فہرست لو چھاپ کر لکھ دی اور جب پورے تین سو تیرہ نہ ہوئے تب سترہ مردے بھی اس میں درج کر دیئے، چاہئے یہ تھا کہ مرزا صاحب کے پاس پیدا ہوتے ہی کتاب ہوتی بشرطیکہ کاذب نہ ہوتے۔

(ر) ایک بہت بڑی علامت ان کی خصلتوں کی حدیث میں درج ہے مگر افسوس مرزا صاحب نے اپنے دوستوں میں سے ایک کی بھی کوئی خو اور خصلت درج نہیں کی پھر کتاب پر جو مرزا صاحب اپنی حدیث کی صداقت میں پیش کرتے ہیں اس کا حال سنئے کہ مرزا صاحب نے پہلے اپنے دوستوں کے نام جگہ جگہ سے بذریعہ خط و کتابت دریافت کئے پھر ان کو جمع کیا پھر ان کی ایک فہرست بنائی۔ پھر وہ فہرست خوشنویس سے لکھوائی، پھر چھاپہ والے کو دے دی، چھاپہ والے نے اسے پتھر پر جموایا، پھر پریس والوں نے اس کو چھاپ چھاپ کر الگ الگ رکھا پھر ورقوں اور صفحوں کو ملایا اور مرزا صاحب کے پاس پہنچایا تب مرزا صاحب کی طرف سے دوستوں اور دشمنوں کے پاس پہنچ گئی۔

سبحان اللہ مرزا صاحب نے کیا کمال کیا ہے کہ یہاں وہاں کے نام بیعت کا بہانہ کر کے لکھوا منگوائے اور سب کو ایک فہرست میں لکھ کر چھاپنے کے لئے دے دیئے اور





اصحاب بدر کے نام سے مشہور کر دیئے۔ جیسے خود لکھتے ہیں کہ ”مجھے معلوم ہوا ہے کہ بعض فوائد منافع بیعت کہ جو آپ لوگوں کے لیے مقدر ہیں اس انتظام پر موقوف ہیں کہ آپ سب صاحبوں کے اسماء مبارک ایک کتاب میں بقید ولدیت و سکونت مستقل و عارضی کسی قدر کیفیت کیساتھ اندراج پائیں، اور چھپوا کر ایک ایک کاپی تمام بیعت کرنے والوں کے پاس بھیج دی جائے“۔

یہی اسماء مبارکہ ہیں جو مرزا صاحب نے پہلے ۱۸۸۹ء میں جس کو عرصہ آٹھ سال کا گزرا ہے لکھوا منگوائے تھے اور اب ۱۸۹۶ء میں ضمیمہ میں چھپوا کر مہدی موعود کا بھی دعویٰ کر دیا اور مرزا صاحب نے یہاں یہ بھی لکھا ہے کہ ”پہلے اس سے آئینہ کمالات اسلام میں تین سو نام درج کر چکا ہوں“۔ مگر جب آئینہ کمالات مرزا صاحب کا دیکھتا ہوں تو اس میں بھی انکار دروغ پر دروغ ہی پایا جاتا ہے کیونکہ وہ لکھتے ہیں:۔

کیفیت جلسہ ۲۷ دسمبر ۱۸۹۲ء بمقام قادیان ضلع گورداسپور اس جلسہ کے موقع پر اگرچہ پانچ سو کے قریب لوگ جمع تھے لیکن وہ احباب اور مخلص جو محض للہ شریک جلسہ ہونے کیلئے دور دور سے تشریف لائے تھے ان کی تعداد قریب تین سو پچیس کے پہنچ گئی تھی بالفاظ صفحہ ا، لیکن فہرست احباب جو صفحہ ۳۵ سے ۴۷ تک لکھی ہے اس میں تین سو ستائیس نام لکھے ہیں۔ ملخصاً۔

”جب میاں بٹالوی نے اس عاجز کے کافر ٹھہرانے میں توجہ فرمائی تھی اس وقت صرف ۱۵۵ احباب تھے اور اب اس جلسہ سالانہ میں بجائے ۷۵ کے تین سو ستائیس احباب شامل جلسہ ہوئے“۔ بلفظہ ملخصاً صفحہ ۱۱۔

اس کے آگے جب مرزا صاحب تمول (چندہ) لینے بیٹھے تو کل ۹۲ ہی آدمی درج فہرست کئے۔ ملخصاً صفحہ ۱۸ سے ۲۳ تک۔

حضرات اب مرزا صاحب کے دروغ پر غور فرمایئے گا کہ خود لکھتے ہیں ہم نے تین سو نام آئینہ کمالات میں درج کیا ہے جب اس کو دیکھا جاتا ہے تو ایک جگہ تین سو چھبیس لکھتے ہیں پھر اسی جگہ تین سو ستائیس لکھتے ہیں، پانچ سو بھی لکھتے اور چندہ دہندگان کے نام کل بانوے ہی درج کئے ہیں۔ اس سے یقین ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کے دوست وہی بانوے تھے، جنہوں نے چندہ دیا باقی سب تماشائی تھے۔ پس تمام وجوہات بالا سے ثابت ہوگیا کہ حدیث مذکورہ سے مرزا صاحب کا ذرا بھر بھی لگاؤ نہیں بلکہ برعکس ان کے تکذیب کی تائید ہوئی اور مہدی کاذب برادر سودائی ثابت ہوئے مرزائی اپنی آنکھیں کھول کر دیکھیں اور ایسے مہدی مضل سے سرخروئی حاصل کریں۔

ناظرین اب جب حضرت مہدی علیہ السلام اس حدیث شریف کے مطابق ظہور پر نور فرمائیے تو ہر کہ ومہ کے دل میں اللہ تعالیٰ ڈال دے گا اور ہر مسلمان ان کو شناخت کرلیگا کہ حضرت مہدی امام آخر الزمان علیہ السلام یہی ہیں۔ فلینتظرہ

نہایت ہی تعجب!!! مجھے نہایت ہی تعجب اور حیرانی ہے اور سب سے زیادہ افسوس مرزا صاحب کے الہامی حافظہ پر ہے کہ ناحق انہوں نے مہدی موعود بننے کی کوشش کی اور خانہ زاد استعارات بے مغز کو کام میں لائے کیونکہ جس مہدی موعود ہونے کا خود بڑے زور سے دعویٰ کرتے ہیں، پہلے اسی کے وجود کا سرے سے بڑے وثوق کے ساتھ انکار کرچکے ہیں مرزا صاحب کی الہامی دستاویزات ملاحظہ کے لئے نذر کرتا ہوں۔

(الف) سنت جماعت کا مذہب ہے کہ امام مہدی فوت ہوگئے، آخری زمانہ میں انہیں کے نام پر ایک اور امام پیدا ہوگا لیکن محققین کے نزدیک مہدی کا آنا کوئی یقینی امر نہیں ہے۔ ملاحظہ صفحہ ۷۵ ازالہ اوہام۔

(ب) امام مہدی کا آنا بالکل صحیح نہیں ہے جب مسیح ابن مریم آئیگا تو امام مہدی کی کیا ضرورت





ہے۔ ملاحظہ صفحہ ۵۱۸ ازالہ اوہام۔

حاصل کلام مرزا صاحب کا دعویٰ کہ میں مہدی موعود ہوں علاوہ اس بحث اور دلائل کے جو پیچھے گزر چکے ہیں ان کی اپنی ہی تحریرات الہامی سے باطل ہوگیا باطل بھی ایسا کہ تاویل واستعارہ کی بھی گنجائش نہیں رہی نہایت ہی شرم اور ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ خود ہی لکھتے ہیں کہ مہدی کا آنا بالکل صحیح نہیں ہے پھر اسی مہدی کے ادعائی بنتے ہیں کہ حدیث کے مطابق میں ہوں اور یہ بھی مرزا صاحب نے جمہور کی مخالفت میں نرا دھوکہ دیا ہے کہ اہل سنت جماعت کا مذہب ہے کہ "امام مہدی فوت ہوگئے ہیں"۔ یہ مذہب اہل سنت وجماعت کا ہرگز نہیں، دیکھو کتب احادیث وعقائد وغیرہ یہ صحیح ہے کہ جب کسی کے دماغ میں فتور آجاتا ہے تو اس کو اگلی پچھلی باتیں یاد نہیں رہا کرتیں مرزا صاحب اس میں مجبور اور معذور ہیں۔ العیاذ باللہ۔

الحمد للہ علی احسانہ خلاصہ رسالہ انجام آتھم وضمیمہ اور اس کے مختصر جوابات جو مرزا صاحب کے ہی تحریرات والہامات سے دیئے گئے ہیں، ختم ہوا۔ اب قبل اس کے کہ مرزا صاحب کے عقائد اور اعمال کی فہرست لکھوں، دو باتوں کا اظہار ضروری اور لابدی ہے اول دعویٰ نبوت[1]، دوم توہینات انبیاء علیہم السلام، جو مرزا صاحب نے اپنی تالیفات میں کی ہیں جس میں اہل اسلام کا متفقہ ومسلمہ مسئلہ وفتویٰ ہے کہ یہ کفر ہے۔ اگرچہ اس مختصر رسالے میں متعدد جگہوں میں ان ہر دو امور کا ذکر اجمالاً وتفصیلاً آچکا ہے لیکن ان ہر دو امور اہم کو الگ الگ لکھ دینا ناظرین کے لئے خالی از فائدہ نہ ہوگا اس لئے اول دعویٰ نبوت، دوم توہینات انبیاء علیہم السلام، سوم عقائد، چہارم اعمال لکھے جائیں گے، [illegible] اور اکثر عقائد اسلام حاشیہ پر لکھے جائیں گے۔

---

[1] دعویٰ نبوت رسالت اگر کوئی کرے کہ میں پیغمبر ہوں یا رسول اللہ ہوں اور ارادہ اس کا خدا کے رسول ہونے کا ہو تو کافر ہوا۔ ملاحظہ عقائد عظیمیہ ص ۱۲۶ وغیرہ کتب عقائد۔

## اول مرزا صاحب کی طرف سے دعویٰ نبوت

۱۔ الہام: قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی یحببکم الله یعنی کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو میری تابعداری کرو۔ ملاحظہ صفحہ ۲۳۹ براہین احمدیہ۔

۲۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ عاجز خدا کی طرف سے اس امت کے لئے محدث ہو کر آیا ہے اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہی ہوتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ سے ہم کلام ہونے کا ایک شرف رکھتا ہے امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جاتے ہیں اور رسول اور نبیوں کی وحی کی طرح اس کی وحی کو بھی دخل شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے اور بعینہٖ انبیاء کی طرح مامور ہو کر آتا ہے اور اس سے انکار کرنے والا مستوجب سزا ٹھہرتا ہے۔ ملاحظہ توضیح مرام صفحہ ۱۸۔

۳۔ مرسل یزدانی و مامور رحمانی حضرت جناب مرزا غلام احمد قادیانی۔ ملاحظہ ٹائٹل صفحہ (ٹائٹل پیج) ازالہ اوہام۔

۴۔ مجھ کو قادیان والوں نے نہایت تنگ کیا ہے جسے کہ میں یہاں سے ہجرت کروں گا میرے روحانی بھائی مسیح کا قول ہے کہ نبی بے عزت نہیں مگر اپنے وطن میں۔

ملاحظہ صفحہ ۱۰ تذکرہ مرزا صاحب کا تحفۂ حق۔

۵۔ خدا نے مجھے آدم صفی اللہ کہا، مثیل نوح کہا، مثیل یوسف کہا، مثیل داؤد کہا پھر مثیل موسیٰ کہا، پھر مثیل ابراہیم کہا، پھر بار بار احمد کے خطاب سے مجھے پکارا۔ ملاحظہ صفحہ ۲۵۳ ازالہ اوہام۔

۶۔ پس واضح ہو کہ وہ مسیح موعود جس کا آنا انجیل اور احادیث صحیحہ کے رو سے ضروری طور پر قرار پا چکا تھا۔ وہ تو اپنے وقت پر اپنے نشانوں کے ساتھ آ گیا اور آج وہ وعدہ پورا ہو گیا جو خدا تعالیٰ کی مقدس پیشگوئیوں میں پہلے سے کیا گیا تھا۔ ملاحظہ صفحہ ۲۶۳، ۲۶۴ ازالہ اوہام۔

۷۔ چونکہ آدم اور مسیح میں مماثلت ہے اس لئے اس عاجز کا نام آدم بھی رکھا اور مسیح بھی۔

ملاحظہ صفحہ ۶۹۵ ازالہ اوہام۔





۸۔ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں بھی اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا اور نبی بھی۔

ملاحظہ صفحہ ۵۳۳ ازالہ اوہام

۹۔ ہمارا گروہ سعید ہے جس نے اپنے وقت پر اس بندہ (مرزا صاحب) مامور کو قبول کر لیا ہے جو آسمان اور زمین کے خدا نے بھیجا ہے۔ ملاحظہ صفحہ ۱۸۶ ازالہ اوہام

۱۰۔ ہاں! محدث جو مرسلین میں سے ہے، امتی بھی ہوتا ہے اور ناقص طور پر نبی بھی۔[1]

ملاحظہ صفحہ ۵۶۹ ازالہ اوہام

۱۱۔ محدث کا وجود انبیاء اور امم میں بطور برزخ کے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے اگرچہ وہ کامل طور پر امتی ہے مگر ایک وجہ سے نبی بھی ہوتا ہے۔ ملاحظہ ۵۶۹ ازالہ اوہام۔

۱۲۔ میں تجھے زمین کے کناروں تک عزت کے ساتھ شہرت دوں گا۔ تیری محبت دلوں میں ڈال دوں گا۔ ملاحظہ صفحہ ۶۳۴ ازالہ (برعکس ہوا)

۱۳۔ احمد اور عیسیٰ اپنے جمالی معنوں کے رو سے ایک ہی ہیں اسی کی طرف یہ اشارہ ہے ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد۔[2] ملاحظہ صفحہ ۶۷۳ ازالہ اوہام (یعنی یہ آیت شریف مرزا صاحب کے حق میں پیشین گوئی ہے۔)

۱۴۔ اور یہ آیت کہ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ درحقیقت اسی مسیح[3] ابن مریم کے زمانہ سے متعلق ہے۔ ملاحظہ صفحہ ۶۷۵ ازالہ اوہام

۱۵۔ وہ آدم اور ابن مریم یہی عاجز ہے[4] کیونکہ اول تو ایسا دعویٰ اس عاجز سے پہلے کبھی کسی

---

[1] اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کی مؤلفہ براہین احمدیہ خدا کا کلام ہے۔ ازالہ صفحہ ۵۳۳۔

[2] مرزا صاحب ایک ہی وقت میں امتی بھی ہیں اور نبی بھی۔ اجتماع الضدین ہے، گویا ایک ہی وقت میں رات بھی ہیں اور دن بھی، سیاہ بھی ہیں اور سفید بھی، کافر بھی ہیں اور مسلمان بھی، یہ محالات میں سے ہے۔ مصنف۔

[3] ، [4] یعنی مرزا صاحب۔ مصنف۔

نے نہیں کیا اور اس عاجز کا یہ دعویٰ دس برس سے شائع ہو رہا ہے۔ ملاحظہ صفحہ ۹۹ ازالہ اوہام مصنفہ ۱۳۰۸ھ۔

۱۶۔ اور ہر ایک شخص روشنی روحانی کا محتاج ہو رہا ہے سو خدا تعالیٰ نے اس روشنی کو دیکر ایک شخص دنیا میں بھیجا وہ کون ہے یہی ہے جو بول رہا ہے۔ ملاحظہ صفحہ ۹۹ ازالہ اوہام۔

۱۷۔ حضرت اقدس امام امام مہدی و مسیح موعود مرزا غلام احمد علیہ السلام[1] (نعوذ باللہ من ذالک) ملاحظہ صفحہ ۲۵ رسالہ ذریعہ ابراہیم کا تعلیم گزرنس مؤلفہ مرزا صاحب

۱۸۔ میں جوان تھا جب خدا کی وحی اور الہام کا دعویٰ کیا اور اب میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور ابتداء دعویٰ پر بیس برس سے بھی زیادہ گزر گیا۔ ملاحظہ صفحہ ۵ انجام آتھم

۱۹۔ ان کو کہہ کہ اگر تم خدا سے محبت رکھتے ہو تو میرے پیچھے ہو لو تا کہ خدا بھی تم سے محبت کرے۔ ملاحظہ صفحہ ۵۹ انجام آتھم۔

۲۰۔ اے احمد تیرا نام پورا ہو جائیگا قبل اس کے جو میرا نام پورا ہو۔ ملاحظہ صفحہ ۵۵ انجام۔

۲۱۔ تیرے شان عجیب ہے۔ ملاحظہ صفحہ ۵۵ انجام آتھم۔

---

[1] یعنی مرزا صاحب۔ ۱۲ منہ

[2] اس بارے میں ایک چار ورقہ رسالہ احسن الکلام فی بیان الصلوٰۃ والسلام مرزا صاحب کے حواری محمد احسن امروہی نے لکھا ہے اور مرزا صاحب پر درود بھیجنا بادلائل ثابت کیا ہے۔ لکھا ہے کہ انکی (مرزا صاحب کی) محبت لوجہ اللہ مجبور کرتی ہے کہ اس کے نام کے ذکر کے بعد سلام بھیجا جائے۔ ملاحظہ صفحہ ۲ سطر ۱۰ اور افسوس ہے مولوی محمد احسن امروہی کی محبت لوجہ اللہ پر کہ مرزا صاحب کے ساتھ تو یہ محبت ہو لیکن پیغمبران اولوالعزم علیہم السلام کے ساتھ ایک ذرہ بھر بھی محبت نہ ہو اور ان کے نام پر درود و سلام نہ بھیجا جائے۔ چنانچہ اسی رسالہ میں وہ لکھتے ہیں۔ اس سے ثابت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام، حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ جیسے پیغمبران اولوالعزم علیہم السلام کے نام کے ساتھ میں کوئی نہ لکھیں گے۔ ملاحظہ صفحہ ۷ سطر ۱۵،۱۶ دیکھئے انبیاء پیغمبران علیہم السلام کے نام اقدس پر متعلق درود و سلام کی پرواہ نہیں کی دادا تو ایمان۔ ۱۲ منہ عفی عنہ





۲۲۔ میں نے تجھے اپنے لئے چن لیا ہے۔ صفحہ ۵۵ انجام آتھم۔

۲۳۔ پاک ہے وہ جس نے اپنے بندہ کو رات میں سیر کرائی۔[1] ملاحظہ صفحہ ۵۲ انجام آتھم۔

۲۴۔ تجھے خوشخبری ہو اے احمد تو میری مراد ہے اور میرے ساتھ ہے۔ صفحہ ۵۵ انجام آتھم۔

۲۵۔ میں تجھے لوگوں کا امام بناؤں گا۔ ملاحظہ صفحہ ۵۵ انجام آتھم۔

۲۶۔ تو ہمارے پانی میں سے ہے۔ ملاحظہ صفحہ ۵۵ انجام آتھم۔

۲۷۔ خدا عرش پر سے تیری تعریف کرتا ہے۔ ملاحظہ صفحہ ۵۵ انجام آتھم۔

۲۸۔ ان شانئک هو الابتر۔ تیرا بدگو بے خیر ہے (میاں سعد اللہ مدرس لودھانہ) صفحہ ۵۸ انجام آتھم۔

۲۹۔ نبیوں کا چاند (مرزا صاحب) آئیگا۔ صفحہ ۵۵۔۔۔۹۰ انجام آتھم۔

۳۰۔ تو میرے ساتھ ہے اور میں تیرے ساتھ ہوں تیرا بھید میرا بھید ہے۔ صفحہ ۵۹ انجام آتھم۔

۳۱۔ ابراہیم یعنی اس عاجز (مرزا صاحب) پر سلام۔ صفحہ ۱۰۰ انجام آتھم۔

۳۲۔ اے نوح اپنی خواب کو پوشیدہ رکھ۔ صفحہ ۱۰۱ انجام آتھم۔

۳۳۔ یہ کسی قدر نمونہ ان الہامات کا ہے جو وقتاً فوقتاً مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوئے ہیں اور ان کے سوا اور بھی بہت سے الہامات ہیں مگر میں خیال کرتا ہوں کہ جس قدر میں نے لکھا ہے وہ کافی ہے اب ظاہر ہے کہ ان الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ، خدا کا مامور، خدا کا امین خدا کی طرف سے آیا ہے، جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ اس کا دشمن جہنمی ہے۔ ملاحظہ صفحہ ۶۲ انجام آتھم۔

۳۴۔ جس نے تیری بیعت کی اس کے ہاتھ پر خدا کا ہاتھ۔ صفحہ ۷۸ انجام آتھم۔

---

[1] مرزا صاحب کو معراج ہوا جس کو وہ خود انکار کرتے ہیں اور یہاں آیت شریف معراج کا آپ پر نزول دوبارہ ہوا۔ ۱۲ منہ عفی عنہ

۳۵۔ وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین تجھ کو تمام جہان کی رحمت کے واسطے بھیجا۔ صفحہ ۸۲، انجام آتھم۔

۳۶۔ انی مرسلک الی قوم المفسدین میں نے تجھ کو قوم مفسدین کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔ صفحہ ۸۲، انجام آتھم۔

۳۷۔ مجھ کو خدا نے قائم کیا، مبعوث کیا اور خدا میرے ساتھ ہم کلام ہوا۔ صفحہ ۱۶۰، انجام آتھم۔

۳۸۔ خدا کا روح میرے میں باتیں کرتا ہے۔ صفحہ ۱۷۶، انجام آتھم۔

۳۹۔ جو شخص مجھے بے عزتی سے دیکھتا ہے وہ اس خدا کو بے عزتی سے دیکھتا ہے جس نے مجھے مامور کیا اور جو مجھے قبول کرتا ہے وہ اس خدا کو قبول کرتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے۔

صفحہ ۳۰ ضمیمہ انجام۔

۴۰۔ خدا ان سب کے مقابل پر میری فتح کریگا کیونکہ میں خدا کی طرف سے ہوں، پس ضرور ہے کہ بموجب آیہ کریمہ کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی میری فتح ہو۔

بحوالہ صفحہ ۵۸ ضمیمہ انجام آتھم۔

۴۱۔ میرے پاس خدا کے نشان بارش کی طرح برس رہے ہیں۔ بحوالہ صفحہ ۵۷، ۲۲ ضمیمہ انجام آتھم۔

**یاد داشت:** دعویٰ نبوت کفر ہے، دیکھو عقائد عظیم صفحہ ۱۲۶ اور دیگر کتب عقائد

## دوم توہینات انبیاء علیہم السلام

۱۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ مسیح کے ہاتھ سے زندہ ہونے والے مر گئے جو شخص میرے ہاتھ سے جام پئے وہ ہرگز نہ مرے گا۔ بحوالہ صفحہ … ازالہ اوہام۔

۲۔ جس قدر حضرت مسیح کی پیشگوئیاں غلط نکلیں اس قدر صحیح نہیں نکلیں۔ بحوالہ صفحہ … ازالہ اوہام۔

۱؎ توہینات: مسئلہ جو کوئی پیغمبر خدا کی اہانت کرے وہ کافر ہے۔ عقائد عظیم صفحہ ۱۲۶، ۲۷ مسئلہ ہر پیغمبر کی جناب میں بے ادبی کرنا کفر ہے۔ بحوالہ خلاصہ الفردوس صفحہ ۳۳ … اور دیگر کتب عقائد … صفحہ ۱۵۸ …



۳۔ حضرت موسیٰ کی پیشگوئیاں بھی اس صورت پر ظہور پذیر نہیں ہوئیں جس صورت پر حضرت موسیٰ نے اپنے دل میں امید باندھی تھی، غایت ما فی الباب یہ ہے کہ حضرت مسیح کی پیشگوئیاں زیادہ غلط نکلیں۔ صفحہ ۸، ازالہ اوہام۔

۴۔ سیر معراج (حضرت محمد ﷺ) اس جسم کثیف کے ساتھ نہیں تھا۔ بحوالہ صفحہ ۴۷ ازالہ اوہام۔

۵۔ بلکہ اکثر پیشگوئیوں میں ایسے اسرار پوشیدہ ہوتے ہیں کہ خود انبیاء کو جن پر وہ وحی نازل ہو سمجھ میں نہیں آسکتی۔ صفحہ … ازالہ اوہام۔

۶۔

ایک منم کہ حسب بشارات آمدم
عیسیٰ کجاست تا بنہد پا بمنبرم

(بحوالہ صفحہ ۱۵۸ ازالہ اوہام)

۷۔ یہ حضرت مسیح کا معجزہ (پرندے بنا کر ان میں پھونک مار کر اڑانا) حضرت سلیمان کے معجزہ کی طرح عقلی تھا۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ ان دنوں ایسے امور کی طرف لوگوں کے خیالات جھکے ہوئے تھے کہ جو شعبدہ بازی کی قسم میں سے دراصل بے سود اور عوام کو فریفتہ کرنے والے تھے۔ تعجب کی جگہ نہیں کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح کو عقلی طور پر ایسے طریق پر اطلاع دیدی ہو، جو مٹی کا ایک کھلونا کسی کل کے دبانے یا کسی پھونک مارنے کے طور پر ایسا پرواز کرتا ہو، جیسے پرند پرواز کرتا ہے۔ اگر پرواز نہیں تو پیروں سے چلتا ہو۔ کیونکہ حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے ہیں اور ظاہر ہے کہ بڑھئی کا کام درحقیقت ایک ایسا کام ہے کہ جس میں کلوں کے ایجاد

۱؎ کثیف: مسئلہ جو کوئی پیغمبر علیہ السلام کے بال کو … کہے وہ کافر ہے۔ بحوالہ عقائد عظیم صفحہ ۱۲۷ سطر ۲ … مسئلہ جس کلمے میں کسی طرح کی بے ادبی یا اہانت جناب رسول اللہ ﷺ کی پائی جائے وہ قطعاً کفر ہے بلکہ ایسا شخص واجب القتل ہے۔ بحوالہ صفحہ ۳۱ سطر ۲۰ خلاصہ الفردوس ۱۲

کرنے اور طرح طرح کی صنعتوں کے بنانے میں عقل تیز ہو جاتی ہے۔ ملاحظہ ملخصاً صفحہ ۳۰۰، ازالہ اوہام

۸۔ اس سے کچھ تعجب نہیں کرنا چاہئے کہ حضرت مسیح نے اپنے دادا سلیمان کی طرح اس وقت کے مخالفین کو یہ عقلی معجزہ دکھلایا ہو کیونکہ حال کے زمانہ میں بھی دیکھا جاتا ہے کہ اکثر صناع ایسی ایسی چڑیاں بنا لیتے ہیں کہ وہ بولتی بھی ہیں اور ہلتی بھی ہیں اور دُم بھی ہلاتی ہیں۔ بمبئی اور کلکتہ میں ایسے کھلونے بہت بنتے ہیں اور یورپ اور امریکہ کے ملکوں سے بکثرت آتے ہیں۔ ملاحظہ ملخصاً صفحہ ۳۰۳ ازالہ اوہام۔

۹۔ حضرت مسیح ابن مریم باذن و حکم الٰہی الیسع نبی کی طرح اس عمل الترب (مسمریزم) میں کمال رکھتے تھے اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت[1] نہ سمجھتا تو خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے امید قوی رکھتا تھا کہ ان عجوبہ نمائیوں میں حضرت ابن مریم سے کم نہ رہتا۔ ملاحظہ صفحہ ۳۰۸، ۳۰۹ ازالہ اوہام۔

۱۰۔ گو حضرت مسیح جسمانی بیماروں کو اس عمل (مسمریزم) کے ذریعہ سے اچھا کرتے رہے مگر ہدایت و توحید اور دینی استقامتوں کی کامل طور پر دلوں میں قائم کرنے کے بارے میں ان کی کارروائیوں کا نمبر ایسا کم درجہ کا رہا کہ قریب قریب ناکام کے رہے۔ ملاحظہ صفحہ ۳۱۰، ۳۱۱ ازالہ اوہام۔

۱۱۔ یہ جو میں نے مسمریزمی طریق کا نام عمل الترب رکھا ہے، جس میں حضرت مسیح بھی کسی درجہ تک مشق رکھتے تھے۔ یہ الہامی نام ہے۔ ملاحظہ صفحہ ۳۱۲ ازالہ اوہام۔

۱۲۔ ایک بادشاہ کے وقت میں چار سو نبی نے اس کی فتح کے بارہ میں پیشین گوئی کی اور وہ

[1] حضرت مسیح تو خدا کے حکم سے عمل مسمریزم کرتے تھے، بقول مرزا صاحب وہ باذن اللہ کرتے تھے تو پھر مرزا صاحب اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت کس دلیل سے کہتے ہیں۔ مگر یہ سچ ہے کہ خداوند کریم کا حکم مرزا صاحب کیلئے مکروہ اور قابل نفرت ہے۔ العیاذ باللہ منہ مؤلف۔





جھوٹے نکلے اور بادشاہ کو شکست ہوئی بلکہ وہ اسی میدان میں مر گیا۔ صفحہ ۶۲۹ ازالہ اوہام۔

۱۳۔ جو پہلے اماموں کو معلوم نہیں ہوا تھا وہ ہم نے معلوم کر لیا۔ صفحہ ۶۸۲ ازالہ اوہام۔

۱۴۔ حضرت رسول خدا ﷺ کے الہام و وحی غلط نکلیں تھیں۔ صفحہ ۶۸۸ ازالہ اوہام۔

۱۵۔ اسی بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت کاملہ بوجہ نہ موجود ہونے کسی نمونہ کے موبمو منکشف نہ ہوئی اور نہ دجال کے گدھے کی اصل کیفیت کھلی ہو اور نہ یاجوج ماجوج کی عمیق تہ تک وحی الٰہی نے اطلاع دی ہو اور نہ دابۃ الارض کی ماہیت کماہی ظاہر فرمائی گئی ہو۔ صفحہ ۶۹۱ ازالہ اوہام۔

۱۶۔ سورہ بقرہ میں جو ایک قتل کا ذکر ہے کہ گائے کی بوٹیاں نعش پر مارنے سے وہ مقتول زندہ ہو گیا تھا اور اپنے قاتل کا پتہ دے دیا تھا، یہ محض موسیٰ کی دھمکی تھی اور علم مسمریزم تھا۔ ملخصاً صفحہ ۷۵۳ ازالہ اوہام۔

۱۷۔ حضرت ابراہیم کا چار پرندوں کے معجزہ کا ذکر جو قرآن شریف میں ہے وہ بھی ان کا مسمریزم کا عمل تھا۔ ملخصاً صفحہ ۷۵۳ ازالہ اوہام۔

۱۸۔ مسیح کی دادیوں اور نانیوں کی نسبت جو اعتراض ہے اس کا جواب بھی آپ نے سوچا ہوگا۔ ملاحظہ صفحہ [illegible] رسالہ انوار القرآن ۲۲ ۱۸۹۵ء

۱۹۔ یسوع نے ایک کنجری کو اپنی بغل میں لیا اور عطر ملوایا۔ ملخصاً صفحہ [illegible] ضمیمہ رسالہ انوار القرآن ۱۵ ۱۸۹۵ء۔

۲۰۔ مسیح کا بے باپ پیدا ہونا میری نگاہ میں کچھ عجوبہ بات نہیں۔[1] حضرت آدم ماں باپ دونوں نہیں رکھتے تھے۔ اب قریب برسات آتی ہے، باہر جا کر دیکھیے کتنے کیڑے مکوڑے بغیر ماں باپ کے پیدا ہو جاتے ہیں۔ ملاحظہ صفحہ جنگ مقدس مرزا صاحب ۲۲ مئی سے ۵ جون ۱۸۹۳ء تک۔

[1] مرزا صاحب کی دلیری اور بے باکی ہوتی ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر خیال فرمایا ہے۔ اللہ پاک ان کے حق میں سورہ مریم میں فرماتا ہے۔ ولنجعلہ آیۃ للناس و رحمۃ منا۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بن باپ پیدا کرنا لوگوں کیلئے نشان ہے اور رحمت۔ مرزا صاحب کی نگاہ ایسی ہے کہ قرآن کریم بھی کوئی چیز نہیں ہے۔

۲۱۔ مریم کا بیٹا کشلیا کے بیٹے سے کچھ زیادت نہیں رکھتا۔ (ملخص صفحہ ۱۷ انجام آتھم)

۲۲۔ (حضرت یسوع مسیح کی نسبت) شریر، مکار، موٹی عقل والا، بدزبان، غصہ ور، گالیاں دینے والا، جھوٹا علمی اور عملی قوٹی میں کچا، چور، شیطانی کے پیچھے چلنے والا، شیطان کا ملہم، اس کے دماغ میں خلل تھا، تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں، جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا تھا۔ آپ کا کنجریوں سے میلان جدی مناسبت سے تھا۔ زنا کاری کا عطر ایک کنجری سے سر پر ملوایا۔ (ملخص ازالہ اوہام و حاشیہ انجام آتھم)

العیاذ باللہ، نقل کفر کفر نباشد۔

**یادداشت**: توہین انبیاء علیہم السلام کفر ہے۔

## سوم مرزا صاحب کے عقائد (جمہور اہل اسلام کے خلاف):

## ۱۔ مرزا صاحب کا خدا (عاجی)[۲] ہاتھی دانت یا گوبر کا ہے۔

**قولہ**[۳]: ہمارا خدا عاجی ہے (اس کے معنی ابھی تک معلوم نہیں ہوئے۔) (ملخص صفحہ ۲۵ براہین احمدیہ۔ عاجی کے معنی ہاتھی دانت یا گوبر کا، کے ہیں اور دیکھو کتب لغت اور قاموس اور اس کی تحقیقات میں (صفحہ ۶۵، ۶۹ کتاب ہٰذا)

## ۲۔ فرشتے کوئی نہیں جو کچھ عالم میں ہو رہا ہے وہ سیارات کی تاثیر سے

۱ کشلیا راجہ رام چندر جی کی والدہ کا نام ہے۔ جس کو ہندو لوگ اوتار پرمیشر (خدا) کہتے ہیں۔ آریہ لوگ صرف مہاپرش کہتے ہیں اور مسلمان لوگ ان کو کافر سمجھتے ہیں۔

۲ عاجی اور اس کے معنی صفحہ (صفحہ ۶۵، ۶۹ کتاب ہٰذا) لکھے گئے ہیں۔ ۱۲ منہ۔

۳ قولہ سے مراد خاص مرزا صاحب کی کلام ہے اور قال سے کسی دوسرے شخص کی۔ ۱۲ منہ۔

۴ ایمان تفصیل میں فرشتوں پر ایمان لانا ضروری ہے اور ان کا منکر کافر ہے، جیسا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، ومن یکفر باللہ وملٰئکتہ وکتبہ والیوم الاٰخر فقد ضل ضلالاً بعیدا۔ یعنی جو انکار کرے اللہ تعالیٰ اس کے فرشتوں کا اور اس کی کتابوں کا اور اس کے پیغمبروں کا اور قیامت کے دن کا وہ گمراہ ہوا گمراہی دور کی (جاری)





ہو رہا ہے۔

**قولہ**: ملائکہ وہ روحانیات ہیں کہ ان کو یونانیوں کے خیال کے موافق نفوس فلکیہ یا دساتیر اور وید کے موافق ارواح کواکب ان کو نام زد کریں یا نہایت طریق سے ملائکہ اللہ کا ان کو لقب دیں درحقیقت یہ ملائکہ ارواح کواکب اور سیارات کے لئے جان کا حکم رکھتے ہیں اور عالم میں جو کچھ ہو رہا ہے انہیں سیاروں کے قوالب اور ارواح کی تاثیرات سے ہو رہا ہے۔ (ملخص ازالہ، صفحات ۳۲، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۱۸۔ توضیح مرام)

## ۳۔ جبریل علیہ السلام انبیاء علیہم السلام کے پاس زمین پر کبھی نہیں آئے اور نہ آتے ہیں۔

**قولہ**: جبریل امین جو انبیاء کو دکھائی دیتا ہے وہ بذات خود زمین پر نہیں اترتا اور اپنے ہیڈ کوارٹر (صدر مقام) سے نہایت روشن میز سے جدا نہیں ہوتا، بلکہ صرف اس کی تاثیر نازل ہوتی ہے اور اس کے عکس سے تصویر ان (یعنی انبیاء) کے دل میں منقوش ہو جاتی ہے۔ (ملخصاً صفحات ۶۸، ۷۰، ۷۵، توضیح مرام)

## ۴۔ انبیاء علیہم السلام جھوٹے ہوتے ہیں۔

**قولہ**: ایک بادشاہ کے وقت چار سو نبی نے اس کے فتح کے بارے میں پیشین گوئی کی اس میں وہ جھوٹے نکلے اور بادشاہ کو شکست آئی بلکہ وہ اسی میدان میں مارا گیا۔ (ملخصاً صفحہ ۶۲۸، ۶۲۹، ازالہ اوہام)

(بقیہ) اور حدیث صحیحین میں ہے ان تومن باللہ وملٰئکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الاٰخر الحدیث۔ مرزا صاحب قرآن شریف اور احادیث شریف سے انکاری ہیں۔ العیاذ باللہ۔ ۱۲ منہ۔ دیکھو عقائد الاسلام

۱ انبیاء کا جھوٹ بولنا گناہ کبیرہ ہے اور انبیاء علیہم السلام گناہ کبیرہ اور صغیرہ سے پاک ہیں اور وہ معصوم ہیں اور مسلمان ہیں اس کا انکار کفر ہے۔ جو انبیاء علیہم السلام کو جھوٹا کہے وہ کافر ہے۔ (ملخص عقائد الاسلام صفحہ ۳۸، ۲۵۳ مولفہ مولانا عبدالحق دہلوی۔ ۱۲ منہ)

۵۔ معجزات[1] حضرت سلیمان و حضرت مسیح علیہ السلام کے محض عقلی اور بے سود از قسم شعبدہ بازی اور لوگوں کو فریفتہ کرنے والے تھے۔

**قولہ:** (الف) بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرت مسیح کا معجزہ (پرندے بنا کر ان میں پھونک مار کر اڑا دینا) حضرت سلیمان کے معجزہ کی طرح عقلی تھا۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ ان دنوں میں ایسے امور کی طرف لوگوں کے خیالات جھکے ہوئے تھے کہ جو شعبدہ بازی کی قسم میں سے اور دراصل بے سود اور عوام کو فریفتہ کرنے والے تھے۔ ملخصاً صفحہ ۳۰۳ ازالہ اوہام۔

(ب) دیکھو صفحہ ۱۲۳ کتاب ہذا توہینات انبیاء میں درج ہو چکا ہے۔

۶۔ حضرت محمد ﷺ کی بھی ۲ وحی غلط نکلی۔

**قولہ:** حضرت رسول خدا ﷺ کے الہام اور وحی غلط نکلی تھیں۔ ملخصاً صفحات ۶۸۸، ۶۸۹ ازالہ اوہام۔

۷۔ حضرت رسول اکرم ﷺ کو ابن مریم اور دجال اور اس کے گدھے اور یاجوج ماجوج اور دابۃ الارض کی حقیقت سے وحی الٰہی نے خبر نہیں دی۔

**قولہ:** اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت کاملہ بوجہ نہ موجود ہونے کسی نمونہ کے موبمو منکشف نہ ہوئی ہو اور نہ دجال کے گدھے کی اصل کیفیت کھلی ہو اور نہ یاجوج ماجوج کے عمیق تک وحی الٰہی نے اطلاع دی ہو اور نہ دابۃ

---

[1] معجزات سے انکار سید احمد خاں صاحب بہادر کی کارستانی ہے وہ بھی اپنے رسالہ تہذیب الاخلاق جمادی الاول ۲ رمضان ۱۲۹۶ھ مطابق ۱۸۷۹ء میں معجزات کو ایمان حقّی کا سانگ کہتے ہیں۔ انکار معجزہ، انکار کلام اللہ ہے جو کفر ہے۔ عقائد اسلام وغیرہ کتب عقائد۔

[2] وحی الٰہی یا حضرت محمد ﷺ کی نسبت ایسا گمان کرنا یا دعویٰ کرنا ہے۔ یہ سخت اہانت حضرت ﷺ کی ہے جو کفر ہے۔ عقائد اسلام مولانا مولوی ابو محمد عبدالحق دہلوی۔ ۱۲ منہ





الارض کی ماہیت کما ہی بھی ظاہر فرمائی گئی ہو۔ ملخصاً صفحہ ۶۹۱ ازالہ اوہام۔

۸۔ حضرت مسیح علیہ السلام یوسف نجار[1] کے بیٹے تھے۔

**قولہ:** حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے تھے۔ ملخصاً ۳۰۳ ازالہ اوہام۔

۹۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسمریزم میں مشق کرتے اور کمال رکھتے تھے۔

**قولہ:** (الف) حضرت مسیح ابن مریم الیسع نبی کی طرح اس عمل الترب (مسمریزم) میں کمال رکھتے تھے۔ ملخصاً صفحہ ۳۰۸ ازالہ اوہام۔

(ب) یہ جو میں نے مسمریزمی عمل کا نام عمل الترب رکھا ہے یہ الہامی نام ہے، جس میں حضرت مسیح بھی کسی درجہ تک مشق رکھتے تھے۔ ملخصاً صفحہ ۳۱۳ ازالہ اوہام۔

۱۰۔ آنحضرت ﷺ کے معراج[2] جسمانی کا انکار۔

(مرزا صاحب کے ایمان کا فلسفہ پر دارومدار)

**قولہ:** (الف) نیا اور پرانا فلسفہ بالاتفاق اس بات کو ثابت کر رہا ہے کہ کوئی انسان اپنے اس خاکی جسم کے ساتھ کرۂ زمہریر تک بھی پہنچ نہیں سکتے پس اس جسم کا کرۂ ماہتاب و آفتاب تک پہنچنا کس قدر لغو خیال ہے۔ ملخصاً صفحہ ۴۷ ازالہ اوہام۔

---

[1] قول یوسف نجار سرسید احمد خاں صاحب کی کارستانی ہے صریح نص ولم یمسسنی بشر یا حضرت مریم علیہا السلام کا قول مندرجہ قرآن مجید کا انکار کفر ہے۔ ۱۲ دیکھو کتب عقائد۔ منہ

[2] معراج انہ والمعراج حق ومن ردہ فھو مبتدع ضال۔ یعنی جو معراج جسمانی کا انکار کرے، وہ گمراہ ہے۔ ۱۲ فقہ اکبر صفحہ ۱۹ معراج جسمانی در عقائد اسلام معراجہ فی الیقظۃ الی السماء ثم الی ماشاء اللہ حق یعنی حضرت ﷺ کا معراج بیداری میں آسمان کی طرف پھر جہاں اللہ نے چاہا حق ہے۔ ملخصاً تکمیل الایمان ترجمہ تکمیل الایمان صفحہ ۳۶ شرح عقائد نسفی و دیگر کتب عقائد سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ۔

(ب) سیر معراج اس جسم کثیف کے ساتھ نہیں تھا بلکہ وہ اعلیٰ درجہ کا کشف تھا۔ بحوالہ صفحہ ... ازالہ اوہام۔

۱۱۔ قرآن شریف میں گندی گالیاں بھری ہیں۔

**قوله:** (الف) قرآن شریف جس بلند آواز سے سخت زبانی کے طریق کو استعمال کر رہا ہے ایک غایت درجہ کا غبی اور سخت درجہ کا نادان بھی اس سے بے خبر نہیں رہ سکتا۔ مثلاً زمانہ حال کے مہذبین کے نزدیک کسی پر لعنت ایک سخت گالی ہے لیکن قرآن شریف کفار کو سنا سنا کران پر لعنت بھیجتا ہے۔ بحوالہ صفحہ ... ازالہ اوہام۔

(ب) اس (قرآن شریف) نے ولید بن مغیرہ کی نسبت نہایت درجہ کے سخت الفاظ جو بصورت ظاہر گندی گالیاں[1] معلوم ہوتی ہیں استعمال کیے ہیں۔ بحوالہ صفحہ ... ازالہ اوہام۔

۱۲۔ براہین احمدیہ (مؤلفہ مرزا صاحب) خدا کی کلام ہے۔

**قوله:** خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں بھی اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا اور نبی بھی۔ بحوالہ صفحہ ۵۳۳، ازالہ اوہام۔

۱۳۔ قرآن شریف (کلام اللہ) مرزا صاحب[2] کی کلام ہے۔

**قوله:** اس نشان کا مدعا یہ ہے کہ قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔

بحوالہ ... کلام ... اشتہار ... کی نسبت ...

۱۴۔ قرآن شریف میں جو معجزات[3] ہیں وہ سب مسمریزم ہیں۔

---

[1] گندی گالیاں: رسالہ جس گلے میں بے ادبی یا اہانت قرآن مجید یا کسی آیت کی ہو بے شک کفر ہے۔ ...

[2] مرزا صاحب: جو شخص قرآن شریف کا خالق ہے وہ کافر ہے۔ ...

[3] معجزات: معجزات قرآنی کا منکر قرآن شریف کا منکر ہے قرآن شریف کا منکر کافر ہے۔ ...





**قوله:** (الف) قرآن کریم سے ثابت ہوتا ہے کہ بعض مردے زندہ ہو گئے تھے جیسے وہ مردہ جس کا خون بنی اسرائیل نے چھپا لیا تھا، جس کا ذکر اس آیت وافقلتم ... میں ہے کہ اس گائے کے گوشت کی بوٹیوں سے جس کے ہاتھ سے مقتول کے جسم پر لگنے سے زندہ ہوگیا تھا یا ہو جائیگا۔ وغیرہ وغیرہ۔ اس قصہ سے واقعی طور پر زندہ ہونا ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ صرف دھمکی تھی کہ تا چور بے دل ہو کر اپنے تئیں ظاہر کردے کہ اصل حقیقت یہ ہے کہ یہ طریق عمل الترب یعنی مسمریزم کا ایک شعبدہ تھا۔

بحوالہ ... ازالہ اوہام۔

(ب) یاد رکھنا چاہئے کہ جو قرآن کریم میں چار پرندوں کا ذکر لکھا ہے ان کو اجزاء متفرقہ یعنی جدا جدا کر کے چاروں پہاڑوں پر چھوڑا گیا تھا اور پھر وہ بلانے سے آگئے تھے یہ بھی عمل الترب کی طرف اشارہ ہے۔ بحوالہ ... ازالہ اوہام۔

۱۵۔ قرآن شریف میں یہ عبارت انا انزلناه قریباً من القادیان موجود ہے[1] (کلام الٰہی میں کمی بیشی)

**قوله:** جس روز وہ الہام مذکورہ بالا جس میں قادیان میں نازل ہونے کا ذکر ہے ہوا تھا۔ اس روز کشفی طور پر میں نے دیکھا کہ میرے بھائی مرحوم مرزا غلام قادر میرے قریب بیٹھا باواز بلند قرآن شریف پڑھ رہے ہیں اور پڑھتے پڑھتے انہوں نے ان فقرات کو پڑھا انا انزلناه قریباً من القادیان۔ تو میں نے سن کر تعجب کیا کہ کیا قادیان کا نام قرآن شریف میں لکھا ہوا ہے، تب انہوں نے کہا کہ یہ دیکھو لکھا ہوا ہے۔ تب میں نے نظر ڈال کر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ فی الحقیقت قرآن شریف کے دائیں صفحہ میں شاید قریب نصف کے موقع پر یہی الہامی عبارت لکھی ہوئی موجود ہے تب میں نے دل میں کہا کہ ہاں واقعی طور پر

---

[1] انا انزلناه ... آیت شریف وانا له لحافظون کا انکار گویا قرآن شریف کا انکار ہے ...

قادیان کا نام قرآن شریف میں درج ہے اور تین شہروں کا نام قرآن شریف میں اعزاز کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔ مکہ، مدینہ، قادیان۔ (ملاحظہ ملفوظ صفحہ ... ازالہ اوہام)

۱۶۔ قادیان بمثل حرم یا کعبۃ اللہ ہے۔

**قولہ:** ومن دخلہ کان امنا ہم نے تیرا سینہ نہیں کھولا؟ ہم نے ہر ایک بات میں

۱ حرم کعبہ تو آیت قرآن شریف کو خلاف ظاہر نص سے ثابت کرنا مطلق کرنا یا اسی اور مطلب کے مطابق کرے جس کا قرآن شریف میں عبارت ظاہر ذکر نہیں تحریف قرآن شریف ہے جو کفر ہے۔ ملاحظہ عقائد اسلام وغیرہ کتب عقائد اہل سنت۔

۲ یہاں پر حضرت مولانا حاجی حرمین شریفین رحمہ اللہ تعالیٰ مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری مرحوم کی کتاب رجم الشیاطین برد اغلوطات البراہین سے نقل کر کے ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔ وھو ھذا فقیر کہتا ہے کہ آیت ومن دخلہ کان امنا قرآن شریف میں بیت اللہ شریف کے حق میں وارد ہے۔ مسجد نبوی ﷺ کے اور نہ مسجد اقصیٰ جس کی تعریف سورہ بنی اسرائیل کے ابتداء میں ہے اور وہ قبلہ انبیاء ہے، کے حق میں وارد ہے پس یہ ادعا صاحب براہین کا کہ اس کی خانگی مسجد کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے ومن دخلہ کان امنا نازل کیا ہے، یہاں اپنی مسجد کو ان دونوں مسجدوں پر فضیلت دی ہے ان مراتب سے ایک امر ظاہر ہو گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ مرزا صاحب نے ابتداء براہین احمدیہ کے اشتہار میں درج کیا ہے کہ ان کی جائیداد دس ہزار روپیہ کی ہے، پھر دعا کیا ہے کہ مجھ کو الہام ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے خطاب یعنی ہم کلامی کا منصب حاصل ہے پس باوجود اس کے وہ اب تک حج کو نہیں گئے اس لئے کہ حج کعبہ کو لوگوں نے اور قیامت کے امن کے واسطے ہے اور یہ دونوں مرزا صاحب کو حاصل ہیں کیونکہ ان کو اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ جو تو چاہے سو کر بیشک ہم نے تمہیں بخش چھوڑا ہے جیسا کہ براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۲۰ میں درج ہے اور امن تو ان کی مسجد کے نمازیوں کو حاصل ہے۔ مرزا صاحب تو خود اس کے امام و بانی ہیں اور نیز ان پر براہین کے صفحہ ۵۵۰ سے منقول ہو چکا ہے کہ دین اسلام سب پر مشتبہ ہو گیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے سب کو حکم دیا ہے کہ طریقہ حقہ مرزا صاحب مرزا قادیانی سے حاصل کریں ہی ملحقاً اب حسب قرار ... کے قادیان خود ... متعلق ہو گئی اور ان کو حج کرنے کی کیا حاجت رہی۔ ملاحظہ صفحہ ۵۲۰، ۵۵۰ ... یاد آ گیا ہے کہ مرزا صاحب کے بھائی مرزا امام الدین ... نے بھی تو دیا ہی میں چار عرس ... کا حج مقرر کیا ... دیکھو کتاب ... مولف مرزا امام الدین ...



تیرے لئے آسانی نہیں کی کہ تجھ کو بیت الفکر اور بیت الذکر عطا کیا۔ بیت الفکر سے اس جگہ مراد وہ چوبارہ ہے جس میں یہ عاجز کتاب کی تالیفات کے لئے مشغول رہا ہے اور رہتا ہے اور بیت الذکر سے مراد وہ مسجد ہے جو اس چوبارہ کے پہلو میں بنائی گئی ہے اور ومن دخلہ کان امنا، اس مسجد کی صفت میں بیان فرمایا ہے۔ (ملاحظہ ملفوظ صفحہ ۵۵۸ براہین احمدیہ)

۱۷۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت[1] ہو چکے ہیں دوبارہ دنیا میں تشریف نہیں لائیں گے، آنے والے مسیح مرزا صاحب ہی ہیں۔

**قولہ:** (الف) یہ تو سچ ہے کہ مسیح اپنے وطن گلیل میں جا کر فوت ہو گیا۔

(ملاحظہ صفحہ ... ازالہ اوہام)

(ب) خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ عیسیٰ مر چکے خدا نے حکم موت ان پر جاری کر دیا اور آنے والا مسیح میں ہی ہوں۔ (ملاحظہ صفحہ ... انجام آتھم)

۱۸۔ حضرت رسول اکرم ﷺ خاتم النبیین[2] والمرسلین نہیں ہیں۔

**قولہ:** (الف) اگر عذر ہو کہ باب نبوت مسدود ہے اور وحی جو انبیاء پر نازل ہوتی ہے اس پر مہر لگ چکی ہے، میں کہتا ہوں کہ نہ من کل الوجوہ باب نبوت مسدود ہوا ہے اور نہ ہر ایک طور سے وحی پر مہر لگائی گئی ہے بلکہ جزوی طور پر وحی اور نبوت کا اس امت مرحومہ کیلئے ہمیشہ دروازہ کھلا ہے۔ (ملاحظہ صفحہ ۱۸ توضیح مرام)

(ب) وحی الٰہی پر صرف نبوت کاملہ کی حد تک کہاں مہر لگ گئی ہے، اے غافلو اس امت مرحومہ میں وحی کی نالیاں قیامت تک جاری ہیں۔ (ملاحظہ صفحہ ... ازالہ اوہام)

۱ فوت ہو چکے: اجماع امت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ بجسم عنصری آسمان پر ہیں، قیامت کے قریب نزول فرمائیں گے وغیرہ وغیرہ، منکر اجماع امت کا کافر ہے۔ عقائد اسلام صفحہ ... وغیرہ۔

۲ خاتم النبیین: منکر ختم نبوت حضرت محمد ﷺ کا منکر کافر ہے۔ ۱۲ اور دیکھو عقائد اسلام ...

۱۹۔ حضرت ﷺ کے چار یاروں کے شمار میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نہیں ہیں۔

قولہ: (الف) صدیق اور فاروق اور حیدر کی طرح اسلامی برکتوں اور دستقامتوں دکھلا کر امن میں آجانے کا موجب ہوگا۔ ملاحظہ صفحہ ۱۰ ملفوظات ازالہ اوہام۔

(ب) اور وہ چشمہ اسی چشمہ کا ہم رنگ ہوگا جو قریش کے مقدس بزرگوں صدیق اور فاروق اور علی المرتضیٰ کو ملا تھا جن کے ایمان کو آسمان کے فرشتے بھی تعجب کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ ملاحظہ صفحہ ۱۲۲،۱۲۱ ملفوظات ازالہ اوہام۔

۲۰۔ قیامت نہیں ہوگی، تقدیر کوئی چیز نہیں۔

قولہ: میں ایک مسلمان ہوں امنت[1] باللہ وملئکتہ وکتبہ ورسلہ والبعث بعد الموت (پورا ایمان مفصل نہیں) ملاحظہ صفحہ ۹ کس ازالہ اوہام۔

۲۱۔ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ نہیں آئیں گے۔

قولہ: (الف) محققین کے نزدیک مہدی کا آنا کوئی یقینی امر نہیں۔ ملاحظہ صفحہ ۵۱۸ ازالہ اوہام۔

(ب) امام مہدی کا آنا بالکل صحیح[2] نہیں۔ ملاحظہ صفحہ ۵۱۸ ازالہ اوہام۔

۲۲۔ دجال[3] پادری ہیں اور کوئی دجال نہیں آئے گا۔

---

[1] امنت باللہ الخ عقائد اسلام میں صفت ایمان یوں ہے امنت باللہ وملئکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الاخر والقدر خیرہ وشرہ من اللہ تعالیٰ والبعث بعد الموت ہر ایک عقائد وغیرہ میں درج ہے مسئلہ جو قیامت اور جنت اور نار اور میزان یا کسی بات کا جو حضرت ﷺ نے باتیں فرمائی ہے انکار کرے کافر ہے۔ ترجمہ در مختار صفحہ ۳۰ دیوان فردوس صفحہ ۳۰ وغیرہ ۱۲ منہ۔

[2] صحیح نہیں ہے کیونکہ اب خود مرزا صاحب مہدی بن گئے۔ ۱۲ منہ۔

[3] دجال اور عقیدہ اہل اسلام یہ ہے و خروج الدجال ویاجوج وماجوج وطلوع الشمس من مغربها ونزول عیسیٰ علیہ السلام من السماء وسائر علامات یوم القیامۃ علی ما وردت بہ الاخبار (بخاری)





قولہ: پایۂ ثبوت کو پہنچ گیا ہے کہ مسیح دجال جس کے آنے کی انتظار تھی یہی پادریوں کا گروہ ہے، جو ٹڈی کی طرح دنیا میں پھیل گیا ہے۔ ملاحظہ صفحہ ۴۹۵،۴۹۶ ازالہ اوہام انجام آتھم وغیرہ۔

۲۳۔ دجال کا یہی ریل گدھا ہے اور کوئی گدھا نہیں۔

قولہ: وہ گدھا دجال کا اپنا ہی بنایا ہوا ہوگا پھر اگر وہ ریل نہیں ہے تو اور کیا ہے۔ صفحہ ۶۸۵ ازالہ اوہام۔

۲۴۔ یاجوج وماجوج کوئی نہیں ہوں گے۔

قولہ: یاجوج وماجوج سے دو قومیں انگریز اور روس مراد ہیں اور کچھ نہیں۔ ملاحظہ صفحہ ۵۰۲،۵۰۸ ازالہ اوہام۔

۲۵۔ دابۃ الارض علماء ہوں گے اور کچھ نہیں۔

قولہ: دابۃ الارض وہ علماء اور واعظین ہیں جو آسمانی قوت اپنے میں نہیں رکھتے آخری زمانہ میں ان کی کثرت ہوگی۔ ملاحظہ صفحہ ۵۱۰ ازالہ اوہام۔

۲۶۔ دخان کچھ نہیں ہوگا۔

قولہ: دخان سے مراد قحط عظیم وشدید ہے۔ صفحہ ۵۱۳ ازالہ اوہام۔

۲۷۔ آفتاب مغرب سے نہیں نکلے گا۔

قولہ: مغرب کی طرف سے آفتاب کا چڑھنا یہ معنی رکھتا ہے کہ ممالک مغربی آفتاب سے منور کیے جائیں گے اور ان کو اسلام سے حصہ ملے گا۔ ملاحظہ ۵۱۵ ازالہ اوہام

---

(بقیہ) الصحیحۃ حق کائن ملاحظہ فقہ اکبر صفحہ ۱۲ یعنی اور نکلنا دجال اور یاجوج ماجوج کا اور نکلنا سورج کا مغرب سے اور اترنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر سے اور باقی تمام نشانیوں قیامت کا جیسا کہ صحیح حدیثوں میں وارد ہوا ہے حق ہے اور ضرور ہونے والا ہے۔ ۱۲ منہ۔

۲۸۔ عذاب قبر نہیں ہے۔

**قولہ:** کسی قبر میں سانپ اور بچھو دکھاؤ۔ ملخصاً صفحہ ۵ ازالہ اوہام

۲۹۔ تناسخ صحیح ہے۔

**قولہ:** (الف)

ہفصد و ہفتاد قالب دیدہ ام
بارہا چون سبزہ ہا روئیدہ ام

(بلفظہ صفحہ ۸۴ کتاب ست بچن مرزا صاحب کی ۱۸۹۵ء کی مطبوعہ)

(ب) ہمیشہ انسان کے بدن میں سلسلہ تحلیل جاری ہے یہاں تک کہ تحقیقات قدیمہ وجدیدہ سے ثابت ہے کہ چند سال میں پہلا جسم تحلیل پا کر معدوم ہو جاتا ہے اور بدن بدل کر مابہ تحلیل ہو جاتا ہے۔ بلفظہ صفحہ ۱۰ جنگ مقدس و اشتہار ۵ جون ۱۸۹۳ء

۳۰۔ مرزا صاحب کا الہام قطعی اور یقینی[1] مثل وحی انبیاء علیہم السلام کے ہے۔

**قولہ:** (الف) وہ الہامات جن پر خدا نے مجھ کو اطلاع دی ہے۔ بلفظہ صفحہ ۲۲۲ براہین احمدیہ۔

(ب) جب کسی دل پر نبوی برکتوں کا پرتو پڑیگا تو ضرور ہے کہ اس کو اپنے متبوع کی طرح علم یقینی قطعی حاصل ہو۔ بلفظہ صفحہ ۲۲۳ براہین احمدیہ۔

(ج) ایسے وقتوں میں وہی لوگ محب اسلام ٹھہرتے ہیں، جن کا الہام قطعی اور یقینی ہوتا ہے بلفظہ صفحہ ۲۲۳ براہین احمدیہ۔

(د) رسولوں اور نبیوں کی وحی کی طرح اس کو (الہام مرزا صاحب) بھی دخل شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے۔ بلفظہ صفحہ ۸۹ توضیح مرام۔

[1] قطعی یقینی رہنے کا دعویٰ نبوت ہے جو کفر ہے کیونکہ قطعی اور یقینی الہام سوائے پیغمبران علیہم السلام کے اور کسی کا نہیں ہے نہایت تعجب ہے کہ حضرت ﷺ کی وحی تو ظنی ہو اور مرزا صاحب کی الہام وحی کی طرح قطعی اور یقینی ہو یہاں مرزا صاحب نے تو صاف اپنی نبوت اور بالخصوص حضرت محمد ﷺ پر اپنی فضیلت کو ثابت کیا ہے۔



(ہ) اس جگہ (مرزا صاحب پر) الہام بارش کی طرح برس رہا ہے۔۔۔۔ میں خدا سے یقینی علم پا کر کہتا ہوں۔ بلفظہ ملخصاً صفحہ ۱۱ ضمیمہ انجام آتھم۔

۳۱۔ خدا نے مرزا صاحب کے اگلے پچھلے گناہ سب بخشد یئے ہیں۔

**قولہ:** (الف)۔ (الہام) ہم نے تجھ کو بخشش چھوڑا ہے جو جی چاہے سو کر۔ بلفظہ ملخصاً صفحہ ۵۶۰ براہین احمدیہ۔ اصل عبارت عربی اعمل ماشئت فانی قد غفرت لک۔

(ب) پھر فرمایا کہ ہم نے تجھے کھلی کھلی فتح دی ہے یعنی کھلی کھلی فتح دیں گے تاکہ تیرا خدا (عاجی) تیرے اگلے پچھلے گناہ بخشدے۔ بلفظہ صفحہ ۱۰ ضمیمہ انجام آتھم۔

## چہارم مرزا صاحب کے اعمال

### ا۔ مالک نصاب ہیں لیکن فرض حج ادا نہیں کرتے۔

**قولہ:** (الف) ایسے مجیب کو بلا عذرے و حیلتے اپنی جائیداد وقیقی دس ہزار روپیہ پر قبض ودخل دیدوں گا۔ بلفظہ براہین احمدیہ ۲۶، ۲۵ اشتہار منسلکہ۔

(ب) مجھ کو پندرہ ہزار روپیہ کے قریب فتوح کا آیا جس کو شک ہو وہ ڈاک خانہ کی کتابوں کو دیکھ لے۔ بلفظہ صفحہ ۱۱ ضمیمہ انجام آتھم۔

(ج) حاجی سیٹھ عبدالرحمن صاحب تاجر مدراس نے کتنے ہزار روپیہ لگا دیا ہے۔ ملخصاً صفحہ ۱۸ ضمیمہ انجام آتھم۔

[1] جو جی چاہے اس کی وجہ ہے کہ مرزا صاحب کے عقائد و اعمال اہل اسلام کے خلاف ہیں اور ان کی پرواہ نہیں اور نہ کسی گناہ کا کوئی اثر پہنچتا ہے۔ منہ عفی عنہ۔

[2] حج کے ادا نہ کرنے کی وجہ مرزا صاحب کے عقیدہ نمبر ۱۹ میں گذر چکی ہے زکوۃ بھی مرزا صاحب ادا نہیں کرتے جیسے قرآن سے ثابت ہے۔ زکوۃ پر مرزا صاحب کا عذر ہو سکتا ہے کہ ہم خفیہ طور پر ادا کرتے ہیں اس لئے زکوۃ کا نمبر شمار عقیدہ میں نہیں لکھا گیا۔ منہ عفی عنہ۔ ترک فرض حج کا گناہ کبیرہ ہے اور انکار کرنا کفر ہے کتب عقائد۔ منہ عفی عنہ۔

(د) شیخ رحمت اللہ صاحب دو ہزار روپیہ دے چکے ہیں۔ ملخصاً صفحہ ۲۸، ۲۹ ضمیمہ انجام آتھم
(اور بہت سی تنخواہیں مرزا صاحب کی مقرر ہیں)

**۲۔ مرزا صاحب نماز پنجگانہ بھی دل لگا کے باجماعت ادا نہیں کرتے۔**

**قال:** (الف) ایک روپیہ کی طلب اور ہل من مزید کا نقشہ اور ترک جمعہ اور جماعت اور خوش معاملگی یا وعدہ خلافی اشاعت براہین احمدیہ اور سراج منیر میں اور بہت سے آپ کی دوسری عملی کاروائیاں آپ کو سیرت محمدی سے کوسوں دور پھینک رہی ہیں۔

بلفظہ صفحہ ۳۳ سطر ۵ رسالہ آئینہ کمالات مولفہ شیخ محمد ظفر مکی۔

(ب) ۔

تے مرزا جمعہ جماعت کولوں تارک منیا جاوے

تجرید بوچہ رہے ہمیشہ مسجد وچہ نہ آوے

(بلفظہ صفحہ ۱۶ سطر ۱۳ رسالہ افضل الخطاب مولفہ مولوی خدا بخش واعظ امرتسر)

**۳۔ نماز پنجگانہ قبل از وقت پڑھتے ہیں۔**

**قال:** اور جواب ڈیڑھ بجے لکھا، جس میں پہلے رقعہ کا اعادہ کیا گیا تھا ادھر سے بھی حجت تمام کرنے کی غرض سے اسی وقت جوابی رقعہ لکھا گیا اور ساتھ ہی یہ لکھ دیا گیا کہ ہم اب جلسہ میں

---

۱؎ باجماعت یا جمعہ ادا نہ کرنا بلا عذر جماعت کو ترک کرے اگناہ کبیرہ ہے دیکھو کتب فقہ کہ مسئلہ جماعت سنت موکدہ قریب واجب کے ہے تارک اس کا فاسق ہے۔ نور الہدایہ صفحہ ۱۳۳ سطر ۵۔ منہ

۲؎ قال سے مراد کسی دوسرے کا کلام ہے سوائے مرزا صاحب کے۔ منہ عفی عنہ

۳؎ قبل از وقت۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان الصلوٰۃ کانت علی المؤمنین کتابا موقوتا۔ یعنی تحقیق نماز ہے مسلمانوں پر فرض وقت مقرر کیا گیا ہے۔ مرزا صاحب نے آیت شریف کی پرواہ نہ کی قبل از وقت نماز پڑھنا کبیرہ گناہ ہے۔ عقائد عظیم صفحہ ۱۰۹ وغیرہ کتب۔ منہ عفی عنہ





جاتے ہیں چنانچہ حضرت اقدس (مرزا صاحب) معہ چند خادموں کے دو بجے ہی جامع مسجد میں جا پہنچے۔۔۔۔ چنانچہ جب انہیں خبر ملی کہ مرزا صاحب تیار و مستعد مسجد میں تشریف رکھتے ہیں تو وہ بھی وقت مقررہ سے آدھا گھنٹہ بعد بعد جبر و اکراہ آئے ٹھیک ساڑھے تین بجے تھے جب انہوں نے مسجد میں قدم رکھا اور نماز عصر کے ادا کرنے میں مصروف ہوئے، حضرت اقدس اور ان کے خدام ظہر اور عصر جمع کر کے باجماعت ہی پڑھ آئے تھے۔

بلفظہ صفحہ ۲، کالم سوم ضمیمہ اخبار پنجاب گزٹ۔ مورخہ ۳۱ اکتوبر ۱۸۹۱ء کیفیت مناظرہ مرزا صاحب و مولوی نذیر حسین صاحب جو جامع مسجد دہلی میں تحریر اکتوبر ۱۸۹۱ء کے دنوں میں ہوا تھا۔ (گویا ایک بجے دن کے جو ظہر کا وقت ہے، ظہر اور عصر دونوں کو جمع کر کے پڑھ لیا)

**۴۔ مرزا صاحب روزے بھی رمضان شریف کے نہیں رکھتے تھے۔**

**قال:**

روزہ درکھن ویلے بیماری دا عذر بناوے | تے حج زکوٰتوں تارک چنگا بھلا ٹھی وسیاوے

(یعنی مرزا صاحب روزہ رمضان المبارک کے رکھنے کے وقت بیمار بن جاتے ہیں اور روزہ نہیں رکھتے) صفحہ ۱۶ سطر ۱۲ رسالہ افضل الخطاب مولفہ مولوی خدا بخش واعظ۔

**۵۔ اپنی مؤلفہ کتب میں اشتہارات انعامی شائع کرتے ہیں اور مقابلہ مناظرہ کے واسطے انعام کی شرطیں لگاتے ہیں مگر ادا نہیں کرتے۔**

**اقول:** کوئی بھی کتاب یا اشتہار ایسا نہیں ہوگا جس میں کوئی نہ کوئی شرط بدی ہوئی موجود نہ ہو۔ ابتداء براہین احمدیہ سے آج تک انجام آتھم وضمیمہ انجام آتھم تک کہ اس کی خبر صفحہ

---

۱؎ روزے نہ رکھنا بلا عذر رات کو کھانا گناہ کبیرہ ہے۔ عقائد الاسلام صفحہ ۱۳۶۔ منہ

۲؎ مرزا صاحب نے کتاب "براہین احمدیہ" کے دل میں چلی قلم کا اشتہار دس ہزار روپیہ کا دیا کہ جو کوئی اس کو رد کرے اس کو دیا جائیگا۔ حضرت مولانا محمد شاہ صاحب نے اس کی ردی لکھی کہ جس پر علماء پنجاب و ہندوستان کے علاوہ حرمین شریفین نے بھی تصدیق فرما کر مرزا صاحب کو اسلام سے خارج کر دیا مگر افسوس مرزا صاحب نے وہ دس ہزار روپیہ ادا نہیں کیے اس کتاب مولفہ مولانا موصوف کا نام رجم الشیاطین بردا غلوطات شہر العین ہے۔ منہ

دوسرے اشتہار میں ایک ہزار روپیہ کی شرط لگائی ہوئی موجود ہے، جو شرعا جائز نہیں۔

۶۔ قبل از تصنیف کتب و تیاری کے حق التصنیف فروخت کرتے ہیں اور قیمت وصول کرتے ہیں یعنی بیع فاسد[1] آپ کا عمل مادامی ہے۔

**قوله:** نام ان معاون صاحبان کے جنہوں نے خریداری کتاب سے اعانت فرمائی۔ حضرت خلیفہ سید محمد حسن خان صاحب بہادر وزیر اعظم ریاست پٹیالہ بابت خریداری کتاب براہین احمدیہ۔ ملاحظہ براہین احمدیہ جلد اول صفحہ ج۔ یہ اس وقت کا ذکر ہے کہ ابھی تک کتاب کا وجود بھی نہیں تھا۔ سترہ، اٹھارہ سال ہوگئے ہیں اب تک لوگوں کو کتاب نہیں ملی، اول اس کتاب براہین کی قیمت پانچ روپیہ مقرر کی، پھر پچیس روپیہ، پھر دس روپیہ دیکھو اعلان براہین احمدیہ۔ حصہ اول و دوم۔ پھر حصہ سوم کے آخر میں مرزا صاحب نے ایک گذارش اس طرح پر لکھی ہے اب اصلی قیمت اس کتاب کی سو روپیہ ہے اور اس کے عوض میں دس یا پچیس روپیہ قیمت قرار پائی ہے، پس اگر یہ ناچیز قیمت بھی مسلمان لوگ بطور پیشگی ادا نہ کریں تو گویا وہ کام کے انجام میں خود مانع ہیں (ب) رسالہ سراج منیر کے واسطے بہت سا روپیہ وصول کیا مگر اب تک اس کا وجود نہیں۔ دیکھو اعلان مندرجہ رسالہ شحنۂ حق ابتدائی صفحہ دوسرا صفحہ۔

۷۔ اپنا وعدہ[2] ایفا نہیں کرتے اور جھوٹ بولتے ہیں۔

**قوله:** (الف) کتاب ہذا (براہین احمدیہ) بڑی مبسوط کتاب ہے یہاں تک کہ جس کی

[1] بیع فاسد یا حدیث شریف میں ہے کہ حرام ہے یہ کہ بیچنا کوئی وہ چیز کہ اس کے پاس نہیں۔ ۱۲ ترمذی ابواب البیوع۔ ابوداؤد باب البیوع وغیرہ۔ ۱۲ احمد علی عنہ۔

[2] اپنا وعدہ پورا نہ کرنا جھوٹ بولنا گناہ کبیرہ ہے، عقائد الاسلام، عقائد عظیم وغیرہ تمام کتب عقائد میں ہے۔ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ منافق کی تین علامات ہیں ایک تو یہ کہ جب بات کرتا ہے جھوٹ بولتا ہے اور دوسرے یہ کہ جب کسی سے وعدہ کرتا ہے خلاف کرتا ہے۔ تیسری یہ کہ جب کوئی اس کے پاس امانت رکھتا ہے اس میں خیانت کرتا ہے۔ ملخص الفاظ صفحہ ۱۸۰ و دیگر کتب احادیث۔ یہ تینوں علامتیں مرزا صاحب میں موجود ہیں۔ ۱۲ احمد علی عنہ۔





ضخامت سو جزو سے کچھ زیادہ ہوگی۔ ملاحظہ اعلان براہین احمدیہ صفحہ ابتدائی جلد اول سطر اول و دوم۔

(ب) چونکہ کتاب (براہین احمدیہ) اب تین سو جزو تک بڑھ گئی ہے، ملاحظہ سطر اول گذارش ضروری ہے۔ اخیر صفحہ براہین احمدیہ حصہ سوم۔

(ج) یہ امر بھی واجب الاطلاع ہے کہ پہلے یہ کتاب (براہین احمدیہ) صرف تیس پینتیس جزو تک تالیف ہوئی تھی۔ پھر سو جزو تک بڑھائی گئی مگر اب یہ کتاب تین سو جزو تک پہنچ گئی ہے۔ ملاحظہ ملخصا صفحہ دو کس پنج حصہ سوم براہین احمدیہ۔

(د) حصہ سوم کے چھپنے میں دو سال کا توقف ہوگیا ہے لوگ حیران ہوگئے۔

ملاحظہ ملخصا صفحہ سوم عذر و التماس پنج حصہ سوم براہین۔

(ہ) اب کی دفعہ ان صاحبوں کے نام جنہوں نے قیمت پیشگی بھیجی اور کتاب کی خریداری سے اعانت فرمائی ہے بوجہ عدم گنجائش لکھے نہیں گئے۔ حصہ چہارم میں جو مصلحت ہوگی کیا جائیگا۔ ملاحظہ اعلام صفحہ دوم حصہ سوم براہین۔

(و) ہم اور ہماری کتاب۔ ابتداء میں جب یہ کتاب تالیف کی گئی تھی اس وقت اس کی اور صورت تھی پھر بعد اس کے قدرت الٰہیہ کی ناگہانی تجلی نے اس احقر عباد کو موسیٰ علیہ السلام کی طرح ایک ایسے عالم کی خبر دی جس سے پہلے خبر نہ تھی اور ایک دفعہ پردہ غیب سے انی انا ربک کی آواز آئی۔۔۔ اس کتاب کی خریداری کی مدد میں غریب لوگ ہیں، اگر حضرت احدیت کا ارادہ ہے تو کسی ذی قدرت کے دل کو بھی اس کام کے انجام دینے کے لئے کھینچے گا۔ ملاحظہ ملخصا جلد چہارم براہین احمدیہ اخیر صفحہ (مراد یہ کہ روپیہ بہت بہت روپیہ بذریعہ منی آرڈر بھیجیں)

(ح) اب یہ سلسلہ تالیف کتاب بوجہ الہامات الٰہیہ دوسرا رنگ پکڑ گیا ہے اور اب ہماری طرف سے کوئی ایسی شرط نہیں کہ کتاب (براہین احمدیہ) تین سو جزو تک ضرور پہنچے۔ ملاحظہ ملخصا اشتہار صفحہ ابتدائی سطر پنجم حصہ چہارم۔ (گویا صاف جواب دے دیا)

(ط) رسالہ سراج منیر جو چودہ سو روپیہ (۱۴۰۰) کی لاگت سے چھپے گا اور درخواستیں آنے پر چھپنا شروع ہو جائیگا، قیمت ایک روپے ہوگی۔ ملاحظہ مشتہرہ اعلان داخل صفحہ ورسالہ شحنۂ حق۔ (دس گیارہ سال ہو گئے، ابھی تک سراج منیر شکم میں ہی ہے)

(ی) اور قصد کر لیا گیا ہے کہ ان توضیحات کے بعد علماء کو مخاطب نہ کروں گا۔ ملاحظہ ۲۸۱ انجام آتھم (بعد اس کے خلاف اس کے لکھتے ہیں)

(ک) میں نے اشتہار دے دیا ہے کہ اس کے بعد جو میرے ساتھ مباہلہ نہ کرے وہ خدا کی لعنت فرشتوں کی لعنت اور تمام صلحاء کی لعنت کے نیچے ہے۔

ملاحظہ مشتہرہ صفحہ ۱۸ ضمیمہ انجام آتھم۔

(ل) اے میرے دوستو، میری اخیر وصیت سنو کہ عیسائیوں کے ساتھ بحث کرنا چھوڑ دو۔ ملاحظہ صفحہ ۹۸،۵۹۵ ازالہ اوہام (اسکے بعد مرزا صاحب نے خود امرتسر میں پہنچ کر ۱۸۹۳ء میں چار سال بعد عیسائیوں کے ساتھ ۲۲ مئی سے ۵ جون ۱۸۹۳ء پندرہ یوم تک بحث کر کے جنگ مقدس کے نام پر شائع کیا اور عبداللہ آتھم کی نسبت موت کی پیشین گوئی کر کے سخت جھوٹے اور نادم ہوئے، شاید یہ وہ نصیحت تھی جو دوسروں کے واسطے تھی، خود اس کے پابند نہ تھے۔ دیگراں را نصیحت، خود را فضیحت۔)

**قال:** اپنے اشتہار میں مرزا صاحب نے کہا کہ "ہمارے پاس ازالہ اوہام کی جلدیں موجود ہیں جو صاحب تین روپیہ قیمت داخل کریں خرید سکتے ہیں"۔ میں خود ازالہ اوہام لینے گیا (دہلی میں مرزا صاحب کے پاس اکتوبر ۱۸۹۱ء کو) بعد اشتہار کے تین روز تک بہت آدمی روپیہ لیکر گئے آپ نے فرمایا میرے پاس ابھی طبع ہو کر نہیں آئی۔

ملاحظہ مشتہرہ جواب اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی ۲۱ اکتوبر ۱۸۹۱ء من جانب عبداللطیف خلف الصدق مولوی عبدالمجید مالک مطبع انصاری دہلی مورخہ ۲۳ اکتوبر ۱۸۹۱ء





۸۔ مرزا صاحب تمام مولویوں اور سجادہ نشین صاحبوں کو سخت[1] گالیاں دیتے اور لعنتیں بھیجتے ہیں۔

**قولہ:** اخر هم شيطان الاعمى والغول الاغوى يقال له رشيد احمد الجنجوهى وهو شقى كالامروهى ومن الملعونين. ملاحظہ ۲۵۲ انجام آتھم (یعنی سب سے پچھلا تمام علماء ومشائخ کا ان کا اندھا شیطان اور دیو گمراہ جس کو رشید احمد گنگوہی کہتے ہیں اور وہ بدبخت امروہی (محمد حسن) کی طرح ہے اور تمام ملعونوں میں سے ہے)

۹۔ مسلمانوں کو برے[2] لقبوں سے بلاتے ہیں۔

**قولہ:** دجال، بطال، شیخ نجدی، شیطان، دیو گمراہ، فرعون، ہامان وغیرہ۔ دیکھو کتاب انجام آتھم وغیرہ۔

۱۰۔ مرزا صاحب غضب[3] وغیظ کا خوب استعمال کرتے ہیں۔

دیکھو کتاب انجام آتھم وغیرہ۔

۱۱۔ غیر مذاہب کے معبودوں[4] کو بھی گالیاں دیتے ہیں۔

دیکھو ضمیمہ انجام آتھم، دیکھو توہینات انبیاء علیہم السلام کتاب ہذا۔

۱۲۔ مرزا صاحب مسلمانوں کے جانی دشمن ہیں۔

**قولہ:** جو شریر بد باطن نالائق نام کے مسلمان جمعہ کی نماز نہ پڑھیں گے وہ گورنمنٹ برٹش

---

[1] سخت گالیاں دینا گالی دینا گناہ کبیرہ ہے۔ ملاحظہ ہو مسلم صفحہ ۵۸ وغیرہ کتب احادیث ۱۲ منہ (ل)

[2] برے لقب، آیت شریف ولا تنابزوا بالالقاب یعنی برے لقبوں سے نہ پکارا کرو، کا انکار ۱۲ منہ (ل)

[3] غضب: حضرت نے تین بار فرمایا کہ نصیحت کی کہ لا تغضب یعنی غصہ مت کر، انکار حدیث شریف، صحیح بخاری صفحہ ۹۰۳، ۱۲ منہ (ل)

[4] معبودوں: آیت شریف ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ کا انکار ۱۲ منہ (ل)

انڈیا کے باغی ہیں ان کو سزا ملنی چاہئے۔ دیکھو اشتہار [illegible]

(دیہاتی مسلمان جہاں نماز نہیں پڑھی جاتی سب باغی ہوئے۔ نعوذ باللہ)

۱۳۔ مرزا صاحب اپنی کتابوں میں تصویریں[2] بھی بناتے ہیں۔ (خلاف احادیث صحیحہ آپ کا عمل ہے)

**قوله:** ہم یسوع کے شاگردوں کو بھی ان کے تین مجسم خداؤں کے درشن کرا دیتے ہیں اور ان کے سہ گوشہ تثلیثی خدا کو دکھا دیتے ہیں۔ چاہئے کہ اس کے آگے جھکیں اور سیس نواویں۔ اور وہ یہ ہے جس کو ہم نے عیسائیوں کی شائع کردہ تصویروں سے لیا ہے۔ تصویر یسوع کی شکل پر مجسم بیٹا۔ تصویر کبوتر کی شکل پر مجسم روح القدس، تصویر آدم کی شکل پر مجسم باپ۔ ملاحظہ [illegible] انجام آتھم (تین تصویریں کبوتر، آدم، یسوع کی بنائی ہیں)

۱۴۔ خدا کی حفاظت سے ناامید ہو کر اپنی جان کی حفاظت کے لئے پولیس کی مدد کی درخواست کرتے ہیں۔

(جب لیکھرام آریہ واقعہ ۶ مارچ ۱۸۹۷ء کو لاہور میں قتل ہوا تو بعض آریہ لوگوں نے سخت طیش میں آکر بطور گمنام مرزا صاحب کے قتل کی دھمکیاں دیں تب انہوں نے خدا سے روگرداں ہو کر گورنمنٹ میں درخواست کی کہ میری جان کی حفاظت کے واسطے پولیس

---

[2] تصویری را حدیث شریف میں ابن عباس سے روایت ہے کہا فرمایا رسول ﷺ نے جس نے کوئی تصویر بنائی، اللہ عذاب کرے گا اس کو قیامت کے دن یہاں تک کہ پھونکے وہ اس میں روح اور کبھی پھونک نہ سکے گا اس طرح وہ بھی عذاب سے چھوٹنے والا نہیں۔ الترمذی ابواب اللباس اور سید احمد طحطاوی حاشیہ درمختار میں فرماتے ہیں کہ ظاہر کلام امام نووی کی شرح مسلم شریف میں یہ ہے کہ اجماع امت سے تصویر جاندار کی بنانی حرام اور کبیرہ گناہ ہے خواہ تصویر کو ذلیل کرنے کے واسطے ہو۔ ملاحظہ صفحہ ۳۲۲، ۳۲۳، [illegible] قصوری ۱۲ [illegible]



کنسٹیبلان مقرر کئے جائیں ورنہ میں ضرور قتل ہو جاؤں گا۔ گورنمنٹ عالیہ نے ایسی لغویات پر کچھ بھی پرواہ نہیں کی اور وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ حکم خداوند تعالیٰ اور تیری ہی مدد چاہتے ہیں پر عمل نہ کیا۔

**قال:** اے مرزا قادیانی تمہیں اگر کچھ خوف خدا ہوتا تو چند پولیس کے سپاہیوں کے بھروسہ نہ کرتا سوائے اس خدائے قادر مطلق کے جس نے زمین و آسمان پیدا کئے۔

۱۵۔ مرزا صاحب کا کوئی پیر و مرشد نہیں ہے[1]۔

**قوله:** میرا کوئی والد روحانی نہیں ہے، کیا تم ثبوت دے سکتے ہو کہ تمہارے سلاسل اربعہ (نقشبندی، قادری، چشتی، سہروردی) میں سے کسی سلسلہ میں داخل ہے؟ ملاحظہ صفحہ [illegible] ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰ ازالہ اوہام۔

۱۶۔ تعلّی اور غرور، تکبر[2] اور فخر بہت کرتے ہیں۔

**قوله:** (الف) جو کچھ اس عاجز کو رؤیا صالحہ اور مکاشفہ اور استجابت دعا اور الہامات صحیحہ صادقہ سے حصہ وافرہ نبیوں کے قریب قریب دیا گیا ہے، وہ دوسروں کو تمام حال کے مسلمانوں میں سے کسی کو ہرگز نہیں دیا گیا۔ ملاحظہ صفحہ ۷۰۰ ازالہ اوہام۔

(ب) میں بڑے اطمینان و یقین کامل سے کہتا ہوں کہ میری ساری قوم کیا پنجاب کے

---

[1] پیرومرشد را حکم خداوند تعالیٰ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیہم الآیۃ یعنی خداوند کریم فرماتا ہے کہ جو لوگ بیعت کرتے ہیں تجھ سے اے محمد ﷺ وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھ پر ہے [illegible] فاعلم ان البیعۃ سنۃ، یعنی بیعت تحقیق سنت ہے۔ مگر مرزا صاحب نے رسول خدا ﷺ کی حدیث کی پرواہ نہ کی۔ دیکھو قول الجمیل مولانا حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی ۱۲ منہ عفی عنہ۔

[2] تکبر را حدیث شریف بئس العبد عبد تخیل واختال الحدیث یعنی وہ بندہ برا ہے جو اپنے تئیں اچھا جانتا ہے۔ انیس الواعظین ۱۹۸ منہ عفی عنہ۔

رہنے والے اور کیا ہندوستان کے باشندے اور کیا عرب کے مسلمان اور کیا روم اور فارس کے کلمہ گو۔ اور کیا افریقہ اور دیگر بلاد کے اہل اسلام اور ان کے علماء اور ان کے فقراء اور ان کے مشائخ اور ان کے صلحاء اور ان کے مرد اور ان کی عورتیں مجھے کاذب خیال کر کے پھر میرے مقابل دیکھنا چاہیں کہ قبولیت کے نشان مجھ میں ہیں یا نہیں۔ (ملاحظہ صفحہ [illegible] ازالہ اوہام)

(ج) یا احمد فُضت الرحمۃ علی شفتیک۔ اے احمد فصاحت اور بلاغت کے چشمے تیرے لبوں پر جاری کئے گئے۔ (ملاحظہ صفحہ [illegible] براہین احمدیہ و صفحہ [illegible] ضمیمہ انجام آتھم)

(د) میرے برابر کوئی کلام فصیح نہیں لکھ سکتا۔ (صفحہ ۵۵ انجام آتھم)

(ہ) میں علم عربی میں دریا ہوں۔ (صفحہ [illegible] انجام آتھم)

۱۷۔ اپنے مریدوں سے چندہ یکمشت اور ماہوار وصول کر کے اپنی آسائش اور آرام کے سامان تیار کرتے ہیں۔ (دیکھو کتب مرزا صاحب کی)

**قولہ:** ہم کو مکان فراغ کرنے کا دوبارہ الہام ہوا ہے۔ جماعت مخلصین دو ہزار روپیہ جلد ہم پہنچائیں اور پہلے سے ثابت قدم ہو جائیں (دیکھو اشتہار [illegible] فروری [illegible] مرزا صاحب)

۱۸۔ مرزا صاحب مسیح ہیں اور دجال کا گدھا ریل ہے، اسی دجال کے گدھے پر ہمیشہ سوار ہوتے ہیں۔

۱۹۔ اپنی بے گناہ نیک بیوی سے ناراض ہوتے ہیں اور اپنے فرزند سے اس کی بیوی کو طلاق دلوانے کے لئے مجبور کرتے ہیں۔

**قال:** ایک عجیب قصہ ہے کہ حضرت قادیانی نے ایک الہام مشتہر کیا کہ مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کی بڑی صاحبزادی میرے ساتھ مقدر ہے۔ لڑکی کے اولیاء کو نامنظور ہوا تو اپنے چند الطائف الحیل طمع وغیرہ پر ان کو راضی کرنا چاہا، وہ راضی نہ ہوئے، چونکہ مرزا احمد بیگ صاحب مدعی مثیلیت کی زوجہ کے رشتہ دار تھے۔ اس لئے مدعی مثیلیت نے اس کو اور اپنے





دیگر رشتہ داروں کو وضعداری سے بلکہ صاف لفظوں میں دھمکا کر مجبور کیا وہ اس لڑکی کا نکاح کسی دوسری جگہ نہ ہونے دیں اور جس طرح ممکن ہو روک کر میری طرف مائل کریں، جب ان سے یہ کاروائی نہ ہوسکی تو اپنی پہلی نیک بخت بیوی اور اس کے لائق فرزندوں سے ناراضگی ظاہر کر کے ایک بیٹے کو عاق کرنے کی دھمکی میں یہ لکھا کہ اگر وہ شرطیہ اپنی بیوی کو طلاق نہ دے گا تو وہ میری وراثت سے ایک دانہ نہ پائیگا۔ وغیرہ وغیرہ۔ ایسی دھمکی سے مرزا صاحب کی غرض یہ تھی کہ فضل احمد کی منکوحہ (جو مرزا احمد بیگ صاحب کی ہمشیر زادی تھی۔ اس کو طلاق ملنے سے احمد بیگ اور اس کے دیگر قرابت داروں کو رنج پہنچے گا جسے وہ مرزا کی الہامی تائید کے موید ہو جائیں گے اور مرزا احمد بیگ کی دختر کلاں کا عقد مرزا غلام احمد صاحب کے ساتھ ہو جانے سے ان کے الہام کی تصدیق ہو جائیگی، جس کی تصدیق ذیل کے خطوط (جو مرزا قادیانی کی قلم کے لکھے ہوئے ہیں) سے بخوبی احسن ہو جائیگی۔

۱؎ اس جگہ پر مرزا صاحب کے خاص دستخطی خطوں کو جو مجھے ایک دوست شیخ غلام الدین صاحب پنشنر راہوں کی معرفت مرزا علی شیر صاحب سمدھی مرزا صاحب سے ملے ہیں درج کرتا ہوں۔ جس سے مرزا صاحب کی کمزوری اور جھوٹ بخوبی ظاہر ہوتی ہے۔ ان خطوں کے ملاحظہ سے ناظرین معلوم کریں گے کہ مرزا صاحب کیا ہیں، کوئی ادنیٰ اور جاہل مسلمان بھی ایسا نہیں کرنے کا وعدہ کرسکتا ہے۔

**یاد داشت:** مرزا احمد بیگ کی زوجہ مرزا غلام احمد قادیانی کی تایازاد ہمشیرہ ہے۔ مرزا علی شیر صاحب کی لڑکی عزت بی بی فضل احمد پسر مرزا غلام احمد کی زوجہ تھی اب مرزا احمد حسین صاحب ساکن راہوں کے عقد سے معلوم ہوا کہ باوجود بہت دھمکانے کے بھی فضل احمد نے اپنی بیوی کو طلاق نہیں دی اس لئے فضل احمد کو بھی مرزا صاحب نے عاق کر دیا۔

## نقل اصل خطوط جو مرزا صاحب قادیانی نے مرزا احمد بیگ اور دیگر رشتہ داروں کو بھیجے تھے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی مشفقی مکرمی اخویم مرزا احمد بیگ صاحب سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ قادیان میں جب واقعہ ہائلہ محمود فرزند آں مکرم کی خبر سنی تھی تو بہت درد اور رنج اور غم ہوا لیکن بوجہ اس کے کہ یہ عاجز بیمار تھا اور خط نہیں لکھ سکتا تھا۔ اس لئے عزا پرسی سے مجبور رہا۔ صدمہ وفات فرزندان حقیقت میں ایک ایسا صدمہ ہے کہ شاید اس کے برابر دنیا میں اور کوئی صدمہ نہ ہوگا۔ خصوصاً بچوں کی ماؤں کیلئے تو سخت مصیبت ہوتی ہے۔ خداوند تعالیٰ آپ کو صبر بخشے اور اس کا بدل صاحب عمر عطا فرمائے اور عزیزی مرزا احمد بیگ کو عمر دراز بخشے کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے کوئی بات اس کے آگے ان ہونی نہیں۔ آپ کے دل میں گو اس عاجز کی نسبت کچھ غبار ہو۔ لیکن خداوند علیم جانتا ہے کہ اس عاجز کا دل بکلی صاف ہے اور خدائے قادر مطلق سے آپ کے لئے خیر و برکت چاہتا ہوں، میں نہیں جانتا کہ میں کس طریق اور کن لفظوں میں بیان کروں تا میرے دل کی محبت اور خلوص اور ہمدردی جو آپ کی نسبت مجھ کو ہے آپ پر ظاہر ہو جائے۔ مسلمانوں کے ہر ایک نزاع کا آخری فیصلہ قسم پر ہوتا ہے، جب ایک مسلمان خدا تعالیٰ کی قسم کھا جاتا ہے تو دوسرا مسلمان اس کی نسبت فی الفور دل صاف کر لیتا ہے۔ سو مجھے خدائے تعالیٰ قادر مطلق کی قسم ہے کہ میں اس بات میں بالکل سچا ہوں کہ مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا تھا کہ آپ کی دختر کلاں کا رشتہ اس عاجز سے ہوگا، اگر دوسری جگہ ہوگا تو خدا تعالیٰ کی تنبیہیں وارد ہوں گی اور آخر اسی جگہ ہوگا کیونکہ آپ میرے عزیز اور پیارے تھے اس لئے میں نے عین خیر خواہی سے آپ کو جتلا دیا ہے کہ دوسری جگہ اس رشتہ کا کرنا ہرگز مبارک نہ ہوگا۔ میں نہایت ظالم طبع



ہوتا جو آپ پر ظاہر نہ کرتا۔ اور میں اب بھی عاجزی اور ادب سے آپ کی خدمت میں ملتمس ہوں کہ اس رشتہ سے آپ انحراف نہ فرمائیں کہ یہ آپ کی لڑکی کے لئے نہایت درجہ موجب برکت ہوگا اور خدا تعالیٰ ان برکتوں کا دروازہ کھول دیگا جو آپ کے خیال میں نہیں۔ کوئی غم اور فکر کی بات نہیں ہوگی جیسا کہ یہ اس کا حکم جس کے ہاتھ میں زمین اور آسمان کی کنجی ہے تو پھر کیوں اس میں خرابی ہوگی اور آپ کو شاید معلوم ہوگا یا نہیں کہ یہ پیشین گوئی اس عاجز کی ہزارہا لوگوں میں مشہور ہو چکی ہے اور میرے خیال میں شاید دس لاکھ سے زیادہ آدمی ہوگا کہ جو اس پیشین گوئی پر اطلاع رکھتا ہے اور ایک جہان کی اس کی طرف نظر لگی ہوئی ہے اور ہزاروں پادری شرارت سے نہیں بلکہ حماقت سے منتظر ہیں کہ یہ پیشین گوئی جھوٹی نکلے تو ہمارا پلہ بھاری ہو۔ لیکن یقیناً خدا تعالیٰ ان کو رسوا کریگا اور اپنے دین کی مدد کریگا۔ میں نے لاہور میں جا کر معلوم کیا کہ ہزاروں مسلمان مساجد میں نماز کے بعد اس پیشین گوئی کے ظہور کیلئے بصدق دل دعا کرتے ہیں۔ سو یہ ان کی ہمدردی اور محبت ایمانی کا تقاضا ہے اور یہ عاجز جیسے (لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ) پر ایمان لایا ہے، ویسے ہی خدا تعالیٰ کے ان الہامات پر جو تواتر سے اس عاجز پر ہوئے ایمان لاتا ہے اور آپ سے ملتمس ہے کہ آپ اپنے ہاتھ سے اس پیشین گوئی کے پورا ہونے کے معاون بنیں تاکہ خدا تعالیٰ کی برکتیں آپ پر نازل ہوں۔ خدا تعالیٰ سے کوئی بندہ لڑائی نہیں کر سکتا اور جو امر آسمان پر ہو چکا ہے زمین پر وہ ہرگز بدل نہیں سکتا، خدا تعالیٰ آپ کو دین اور دنیا کی برکتیں عطا کرے اور اب آپکے دل میں وہ بات ڈالے جس کا اس نے آسمان پر سے مجھے الہام کیا ہے۔ آپ کے سب غم دور ہوں اور دین اور دنیا دونوں آپکو خدا تعالیٰ عطا فرمادے۔ اگر میرے اس خط میں کوئی ناملائم لفظ ہو تو معاف فرماویں۔ والسلام

خاکسار احقر عباد اللہ غلام احمد عفی عنہ ۱۷ جولائی ۱۸۹۰ء بروز جمعہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی

مشفقی مرزا علی شیر بیگ صاحب سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ ...... اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ مجھ کو آپ سے کسی طرح سے فرق نہ تھا اور میں آپ کو ایک غریب طبع اور نیک خیال آدمی اور اسلام پر قائم سمجھتا ہوں لیکن اب جو آپکو ایک خبر سناتا ہوں، آپ کو اس سے بہت رنج گزرے گا مگر میں محض للہ ان لوگوں سے تعلق چھوڑنا چاہتا ہوں جو مجھے ناچیز بتاتے ہیں اور دین کی پرواہ نہیں رکھتے۔ آپ کو معلوم ہے کہ مرزا احمد بیگ کی لڑکی کے بارے میں ان لوگوں کے ساتھ کس قدر میری عداوت ہو رہی ہے۔ اب میں نے سنا ہے کہ عید کی دوسری یا تیسری تاریخ کو اس لڑکی کا نکاح ہونے والا ہے اور آپ کے گھر کے لوگ اس مشورہ میں ساتھ ہیں آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اس نکاح کے شریک میرے سخت دشمن ہیں۔ بلکہ میرے کیا دین اسلام کے سخت دشمن ہیں۔ عیسائیوں کو ہنسانا چاہتے ہیں۔ ہندوؤں کو خوش کرنا چاہتے ہیں اور اللہ رسول کے دین کی کچھ بھی پرواہ نہیں رکھتے اور اپنی طرف سے میری نسبت ان لوگوں نے پختہ ارادہ کر لیا ہے کہ اس کو خوار کیا جائے، ذلیل کیا جائے، روسیاہ کیا جائے۔ یہ اپنی طرف سے ایک تلوار چلانے لگے ہیں اب مجھ کو بچا لینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے، اگر میں اس کا ہوں گا تو ضرور مجھے بچائے گا اگر آپ کے گھر کے لوگ سخت مقابلہ کر کے اپنے بھائی کو سمجھاتے تو کیوں نہ سمجھ سکتا، کیا میں چوہڑا یا چمار تھا، جو مجھ کو لڑکی دینا عار یا ننگ تھی، بلکہ وہ تو اب تک ہاں سے ہاں ملاتے رہے اور اپنے بھائی کے لئے مجھے چھوڑ دیا اور اب اس لڑکی کے نکاح کے لئے سب ایک ہو گئے۔ یوں تو مجھے کسی کی لڑکی سے کیا غرض کہیں جائے مگر یہ تو آزمایا گیا کہ جن کو میں خویش سمجھتا تھا اور جن کی لڑکی کے لئے چاہتا تھا کہ اس کی اولاد ہو، وہ میری وارث ہو وہی میرے خون کے





پیاسے، وہی میری عزت کے پیاسے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ خوار ہو اور اس کا روسیاہ ہو، خدا بے نیاز ہے، جس کو چاہے روسیاہ کرے مگر اب تو وہ مجھے آگ میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ میں نے خط لکھے کہ پرانا رشتہ مت توڑو، خدا تعالیٰ سے خوف کرو، کسی نے جواب نہ دیا۔ بلکہ میں نے سنا ہے کہ آپ کی بیوی نے جوش میں آ کر کہا کہ ہمارا کیا رشتہ ہے صرف عزت بی بی نام کے لئے فضل احمد کے گھر میں ہے، بیشک وہ طلاق دے دے۔ ہم راضی ہیں اور ہم نہیں جانتے کہ یہ شخص کیا بلا ہے، ہم اپنے بھائی کے خلاف مرضی نہیں کریں گے۔ یہ شخص کہیں مرتا بھی نہیں۔ پھر میں نے رجسٹری کرا کر آپکی بیوی صاحب کے نام خط بھیجا مگر کوئی جواب نہ آیا اور بار بار کہا کہ اس سے کیا ہمارا رشتہ باقی رہ گیا ہے۔ جو چاہے کرے، ہم اس کے لئے اپنے خویشوں سے اپنے بھائیوں سے جدا نہیں ہو سکتے، مرتا مرتا رہ گیا، کہیں مرا بھی ہوتا۔ یہ باتیں آپ کی بیوی صاحبہ کی مجھ تک پہنچی ہیں۔ بیشک میں ناچیز ہوں، ذلیل ہوں اور خوار ہوں، مگر خدا تعالیٰ کے ہاتھ میری عزت ہے، جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اب جب میں ایسا ذلیل ہوں تو میرے بیٹے سے تعلق رکھنے کی کیا حاجت ہے لہٰذا میں نے ان کی خدمت میں خط لکھ دیا ہے کہ اگر آپ اپنے ارادہ سے باز نہ آئیں اور اپنے بھائی کو اس نکاح سے روک نہ دیں، پھر جیسا کہ آپکی خود منشا ہے میرا بیٹا فضل احمد بھی آپکی لڑکی کو اپنے نکاح میں رکھ نہیں سکتا بلکہ ایک طرف جب (محمدی) کا کسی شخص سے نکاح ہوگا تو دوسری طرف فضل احمد آپکی لڑکی کو طلاق دیدیگا اگر نہیں دیگا تو میں اس کو عاق اور لاوارث کروں گا اور اگر میرے لئے احمد بیگ سے مقابلہ کرو گے اور یہ ارادہ اس کا بند کرا دو گے تو میں بدل و جان حاضر ہوں اور فضل احمد کو جو اب میرے قبضہ میں ہے، ہر طرح سے درست کر کے آپکی لڑکی کی آبادی کے لئے کوشش کروں گا اور میرا مال ان کا مال ہوگا، لہٰذا آپ کو بھی لکھتا ہوں کہ آپ اس وقت کو سنبھال لیں۔ اور احمد بیگ کو پورے زور سے خط لکھیں کہ باز آ جائیں اور اپنی گھر کے لوگوں کو تاکید

کریں کہ وہ بھائی کو لڑائی کر کے روک دیوے ورنہ مجھے خدا تعالیٰ کی قسم ہے اور اب ہمیشہ کے لئے یہ تمام رشتے ناطے توڑ دوں گا اگر فضل احمد میرا فرزند اور وارث بننا چاہتا ہے تو اسی حالت میں آپکی لڑکی کو گھر میں رکھے گا اور جب آپکی بیوی کی خوشی ثابت ہو۔

ورنہ جہاں میں رخصت ہوا ایسا ہی سب رشتہ ناطے بھی ٹوٹ گئے یہ باتیں خطوں کی معرفت مجھے معلوم ہوئی ہیں، میں نہیں جانتا کہ کہاں تک درست ہیں۔ واللہ اعلم

راقم خاکسار غلام احمد از لودھیانہ اقبال گنج ۴ مئی ۱۸۹۱ء

## نقل اصل خط مرزا صاحب جو بنام والدہ عزت بی بی تحریر کیا تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی

والدہ عزت بی بی کو معلوم ہو کہ مجھ کو خبر پہنچی ہے کہ چند روز تک (محمدی) مرزا احمد بیگ کی لڑکی کا نکاح ہونے والا ہے اور میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا چکا ہوں کہ اس نکاح سے سارے رشتہ ناطے توڑ دوں گا اور کوئی تعلق نہیں رہیگا اس لئے نصیحت کی راہ سے لکھتا ہوں کہ اپنے بھائی مرزا احمد بیگ کو سمجھا کر یہ ارادہ موقوف کراؤ اور جس طرح تم سمجھا سکتے ہو اس کو سمجھا دو۔ اور اگر ایسا نہیں ہوگا تو آج میں نے مولوی نور دین صاحب اور فضل احمد کو خط لکھ دیا ہے کہ اگر تم اس ارادہ سے باز نہ آؤ تو فضل احمد عزت بی بی کے لئے طلاق نامہ لکھ کر بھیج دے اور اگر فضل احمد طلاق نامہ لکھنے میں عذر کرے تو اس کو عاق کیا جائے اور اپنے بعد اس کو وارث نہ سمجھا جائے اور ایک پیسہ وراثت کا اس کو نہ ملے سو امید رکھتا ہوں کہ شرطی طور پر اس کی طرف سے طلاق نامہ لکھا آجائیگا، جس کا یہ مضمون ہوگا کہ اگر مرزا احمد بیگ محمدی کے غیر کے ساتھ نکاح کرنے سے باز نہ آئے تو پھر اسی روز سے جو محمدی کا کسی اور سے نکاح ہو جائے، عزت بی بی





کو تین طلاق ہیں، سو اس طرح پر لکھنے سے اس طرف تو محمدی کا کسی دوسرے سے نکاح ہوگا اور اس طرف عزت بی بی پر فضل احمد کی طلاق پڑ جائے گی، سو یہ شرطی طلاق ہے اور مجھے اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ اب بجز قبول کرنے کے کوئی راہ نہیں۔ اور اگر فضل احمد نے نہ مانا تو میں فی الفور اس کو عاق کر دوں گا اور پھر وہ میری وراثت سے ایک دانہ نہیں پا سکتا اور اگر آپ اس وقت اپنے بھائی کو سمجھا لو تو آپ کے لئے بہتر ہوگا۔ مجھے افسوس ہے میں نے عزت بی بی کے بہتری کے لئے ہر طرح سے کوشش کرنا چاہا تھا اور میری کوشش سے سب ٹھیک بات ہو جاتی مگر آدمی پر تقدیر غالب ہے۔ یاد رہے کہ میں نے کوئی کچی بات نہیں لکھی، مجھے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ میں ایسا ہی کروں گا اور خدا تعالیٰ میرے ساتھ ہے، جس دن نکاح ہوگا اس دن عزت بی بی کا نکاح باقی نہیں رہیگا۔

راقم مرزا غلام احمد از لودھیانہ اقبال گنج ۴ مئی ۱۸۹۱ء

## ازطرف عزت بی بی بطرف والدہ

اس وقت میری بربادی اور تباہی کی طرف خیال کرو مرزا صاحب کسی طرح مجھ سے فرق نہیں کرتے، اگر تم اپنے بھائی میرے ماموں کو سمجھاؤ تو سمجھا سکتے ہو، اگر نہیں تو پھر طلاق ہوگی اور ہزار طرح رسوائی ہوگی، اگر منظور نہیں تو خیر۔ جلدی مجھے اس جگہ سے لے جاؤ۔ پھر میرا اس جگہ ٹھہرنا مناسب نہیں۔

(جیسا کہ عزت بی بی نے تاکید سے کہا ہے، اگر نکاح رک نہیں سکتا پھر بلا توقف عزت بی بی کے لئے کوئی قادیان سے آدمی بھیج دو تا کہ اس کو لے جائے۔

**۲۰۔ مرزا صاحب پکے طالب دنیا اور عبد الدینار والدرہم ہیں۔**

**قولہ:** (الف) مالی فتوحات آج تک پندرہ ہزار کے قریب فتوح غیب کا روپیہ آیا جس کو شک ہو ڈاکخانہ کی کتابیں دیکھ لے۔ ملاحظہ صفحہ ۲۸ ضمیمہ انجام آتھم۔

(ب) حاجی سیٹھ عبد الرحمٰن اللہ رکھا تاجر مدراس نے کئی ہزار روپیہ دیا۔ ملاحظہ صفحہ ۲۸ ضمیمہ انجام آتھم۔

(ج) شیخ رحمت اللہ صاحب دو ہزار سے زیادہ روپیہ دے چکے ہیں۔ ملاحظہ صفحہ ۲۸ ضمیمہ انجام آتھم۔

(د) منشی رستم علی کورٹ انسپکٹر گورداسپور بیس روپیہ ماہوار دیتے ہیں۔ ملاحظہ صفحہ ۲۸ ضمیمہ انجام آتھم۔

(ہ) حیدر آباد کی جماعت مولوی سید مروان علی، مولوی سید ظہور علی اور مولوی عبد المجید صاحب دس دس روپیہ اپنی تنخواہ سے دیتے ہیں۔ ملاحظہ صفحہ ۲۸ ضمیمہ انجام آتھم۔

(و) خلیفہ نور الدین صاحب پانچ سو روپیہ دے چکے ہیں۔ ملاحظہ صفحہ ۲۸ ضمیمہ انجام آتھم۔

علیٰ ہذا القیاس ہر طرف سے روپیہ کی درخواست رات دن روپیہ کی آمدنی او ہیڑنے میں گزرتا ہے منی آرڈر پر منی آرڈر آ رہے ہیں بیویوں کے لئے زیور تیار ہو رہے ہیں۔ العیاذ باللہ۔

**۲۱۔ برائی اور حرام ہی کی کمائی کے مال کے لئے درخواست کرتے ہیں۔**

**قال:** انہیں دنوں میں مرزا صاحب کو معلوم ہوا کہ الہ دیا نام طوائف کا ایک شخص اپنے برے

---

[1] دو ہزار روپیہ کا جمع کرنا اور اس کو حساب رکھنا اور جو شیدہ روپیہ اگرچہ مرزا صاحب کے اصل الاصول ہیں۔ جس کی بابت قرآن شریف کی سخت وعیدیں اور عذاب ہیں جیسے اللہ عز وجل نے فرمایا ہے۔ سورۃ الھمزہ ویل لکل ھمزۃ لمزۃ ن الذی جمع مالا وعددہ یحسب ان مالہ اخلدہ کلا لینبذن فی الحطمۃ یعنی خرابی ہے طعنہ دینے اور عیب چننے کی جس نے سمیٹا مال اور گن گن رکھا خیال رکھتا ہے کہ اس کا مال اس کے ساتھ ہمیشہ رہے گا ہرگز نہیں وہ دوزخ میں ڈالا جائے گا۔ ۱۲ منہ

[2] حرام کی کمائی یا حدیث صحیح میں ہے الاعمال بالنیات یعنی عملوں کا حساب نیتوں پر ہے۔ مسئلہ اگر (جاری)





کاموں اور پیشہ سے تائب ہو کر موحد مسلمان ہو گیا ہے اور اس کے پاس چند ہزار روپیہ حرام کی کمائی کا موجود ہے۔ جس کو وہ بوجہ اتقاء اور پرہیزگاری کے اپنے کام میں خرچ نہیں کرتا مرزا صاحب نے یہ خبر فرحت اثر سن کر فوراً کہلا بھیجا کہ وہ کل روپیہ ہمارے پاس بھیج دو ہم اشتہارات وغیرہ میں خرچ کر دیں گے۔ جب الہ دیا نے دیگر علماء دیندار سے اس کے جواز کا فتویٰ پوچھا تو انہوں نے منع کر دیا کہ راہ خدا میں ایسے روپیہ کا دینا ہرگز جائز نہیں اس سبب سے مرزا صاحب کا یہ شکار خالی گیا۔ ملاحظہ صفحہ ۲۳ رسالہ تائید آسمانی بردکلمات آسمانی تصنیف منشی محمد جعفر تھانیسری مطبوعہ اختر ہند پریس امرتسر ۲۲ ربیع الاول ۱۳۱۴ھ

## خاتمہ کتاب اور التماس بخدمت شریف علماء وفضلاء ومفتیان شرع الغلیا ابقاہم اللہ تعالیٰ بطور استفتاء

الحمد للہ والمنۃ کتاب ہذا مختصر اباوصف بجواب رسائل اربعہ انجام آتھم وضمیمہ تصنیف مرزا غلام احمد قادیانی بباعث عدیم الفرصتی پانچ ماہ کے عرصہ میں ختم ہوئی۔ میں نے اس میں مرزا صاحب کے خیالات ابتدائی وانتہائی کو حتی الوسع انہیں کی تالیفات سے نہایت تہذیب کے ساتھ نقل کیا ہے بعد اس کے ان کے دعاوی نبوت اور توہینات انبیاء علیہم السلام اور عقائد اور اعمال کو بھی انہیں کی تصانیف الہامی سے ہدیہ ناظرین کیا ہے اور علمی بحث میں اور آیات واحادیث کی تاویلات اور منطقی جھگڑوں اور صرف ونحو کے بکھیڑوں سے بالکل تعلق نہیں رکھا اور نہ اس طرف رجوع کیا کیونکہ عوام کو ان سے دلچسپی نہیں ہوتی اسی واسطے میں نے زیادہ تر

---

(بقیہ) کوئی مسلم شخص یہ نیت کرے کہ میں اگلے سال عیسائی یا یہودی ہو جاؤں گا وہ اسی وقت مرتد ہو گیا اسی طرح سے اگر چہ مرزا صاحب کو بدقسمتی سے حرام کی کمائی کا مال نہیں ملا مگر ان کی نیت وارادہ اور جدوجہد ہمیشہ کے لئے جاری ہو گیا اور جاری رہے گا۔ العیاذ باللہ منہ۔ دیکھو کتب فقہ۔

عوام کے حق سمجھانے کے لئے کوشش کی ہے اور یہی دعا ہے۔ امید ہے کہ جہاں کہیں کوئی سہو یا غلطی بمقتضائے بشریت ہوئی ہو تو اس سے معاف فرما کر اصلاح فرمائی جائے اور بالخصوص حضرات علماء و فضلاء و مقتدیان شرع و دین متین کی خدمت بابرکت میں نہایت ہی ادب سے التماس ہے کہ مجھے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی سے کوئی ذاتی عداوت یا دشمنی نہیں ہے بلکہ وہ میرے ہم وطن ہیں اور مرزا سلطان احمد صاحب تحصیلدار ضلع ملتان مرزا صاحب کے فرزند کلاں میرے نہایت دوست ہیں درانحالیکہ ابھی مرزا صاحب ان سے ناراض نہیں ہوئے تھے۔ میں اور وہ ایک ہی وقت میں ۱۸۷۷ء پولیس ضلع گورداسپور میں نوکر ہوئے تھے اور چند روز کے بعد وہ صیغہ سول میں نوکر ہو گئے تھے مگر افسوس ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب نے فوراً کایا پلٹ لی اور کایا بھی ایسی پلٹی کہ شناخت کرنا ہی نہایت مشکل ہو گیا اور اسلام کے دائرہ سے ایسا تجاوز کیا کہ گویا استعفاء قطعی داخل کر دیا۔

حضرات علماء! مرزا صاحب کے خیالات، توہمات، الہامات، وسوسات، و دعاوی نبوت اور توہینات انبیاء علیہم السلام و عقائد و اعمال پر توجہ مبذول فرما کر عوام کو صاف صاف طور پر اس ابتلاء سے بچائیں۔ اور اپنے فرائض کے پورا کرنے میں سعی بلیغ فرمائیں۔ اور اس خاکسار زار بے مقدار کو دعائے خیر سے مشکور فرمائیں۔ ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب۔ آمین ثم آمین۔ نام اس کتاب کا خدا کی طرف سے تاریخی طور پر حسب ذیل رکھا گیا۔

"کلمہ فضل رحمانی بجواب اوہام غلام قادیانی"

راقم عاجز فقیر فضل احمد مل ہرکورٹ انسپکٹر لودیانہ      اخیر ذی الحجہ ۱۳۱۲ ہجری المقدس۔





## رؤیا صادقہ

آج واقع ۵ جمادی الثانی ۱۳۱۵ ہجری المقدس کی صبح ساڑھے چار بجے جبکہ میں مسودہ اصلی پر سے پورے طور پر کتاب ہذا لکھ چکا اور ختم کر چکا خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک جگہ مجلس میں جہاں قریباً سات آٹھ آدمی بیٹھے ہوئے ہیں اور مولانا مولوی مشتاق احمد صاحب چشتی صابری مدرس گورنمنٹ سکول لودھیانہ بھی میرے پاس دائیں طرف بیٹھے ہوئے ہیں۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بھی وہاں پاؤں پسارے پڑے ہیں۔ مرزا صاحب کا سر ننگا ہے اور سر ان کا عین وسط سے لیکر پیشانی تک استرہ سے منڈا ہوا ہے (خلاف شرع) اور داڑھی آپ کی قینچی سے کتری ہوئی ہے (خلاف شرع) اس مجلس میں سے کسی شخص نے کہا کہ آپ سب لوگ مرزا صاحب کے مخالف کیوں ہیں؟ میں نے کہا کہ ہم کو بلکہ کل اہل اسلام کو مرزا صاحب سے کوئی ذاتی یا دنیاوی غرض سے مخالفت نہیں مرزا صاحب نے ہی اپنے عقائد اور اعمال اہل اسلام کے مخالف کر لئے ہیں، یہی وجہ مخالفت ہے۔ مرزا صاحب نے کہا، ایویں کوئی کچھ کہدے (پنجابی) یعنی یونہی ناحق کوئی کچھ کہدے۔ میں نے کہا مرزا صاحب! کیا آپ کے کل الہاموں اور مؤلفہ کتابوں میں عقائد اور اعمال درج نہیں ہیں؟ کیا ان تحریری دستاویزات سے جو بڑی تحمل سے شائع کئے ہیں انکار ہے؟ ناحق کہنے کی کسی کو کیا ضرورت ہے۔ تب مرزا صاحب نے کھسیانی صورت بنائی اور نیچے آنکھیں کر لیں اور خاموش ہو گئے اور جواب نہ دیا۔ اتنے میں آنکھ کھل گئی۔ گھڑی (کلاک) کو دیکھا ساڑھے چار بجے تھے۔ مجھے اس خواب سے نہایت ہی اطمینان ہوئی۔ حضرات ناظرین بھی اس کی تعبیر سمجھ لیں۔ اور یہ بھی عرض کر دینا ناظرین کے لئے خالی از منفعت تعارف نہ ہوگا کہ خاکسار راقم الحروف ملازم پولیس ہے اور تحت درجہ کا گنہگار لیکن الحمد للہ عقائد و اعمال بمطابق جمہور اہل اسلام کے عین مطابق رکھتا ہے، یہی امید فضل رحمانی سے ہے۔ مغفرت

کرے گا۔ ہر وقت اس کے فضل کی امید اور عذاب کا ڈر دل میں ہے یا الٰہی اس کو قائم رکھ۔ آمین ثم آمین۔

# مرزا صاحب قادیانی کی مالی حالت اور اپنے جائز وارثوں کے حقوق کا غصب خدایا تیری پناہ

## انتقال جائیداد مرزا غلام احمد صاحب قادیانی

## (نقل رجسٹری باضابطہ)

منکہ مرزا غلام احمد خلف مرزا غلام مرتضیٰ مرحوم قوم مغل ساکن و رئیس قادیان تحصیل بٹالہ کا ہوں موازی [illegible] کنال اراضی نمبری خسرہ $\frac{۲۲۳}{۱۷۰۳}$ / ۱۸۲۱ قطعہ کا کھاتہ نمبر ۱۷۰ معاملہ [illegible] عمل جمعبندی ۹۷-۱۸۹۶ء واقعہ قصبہ قادیان مذکور موجود ہے [illegible] کنال منظورہ میں سے موازی [illegible] کنال اراضی نمبری خسرہ نمبری ۱۷۰۳، ۲۲۳ مذکورہ میں باغ لگا ہوا ہے اور درختاں آم و کھٹہ و شہتوت وغیرہ اس میں لگے ہوئے، پھلے ہوئے ہیں اور موازی [illegible] کنال اراضی منظورہ چاہی ہے اور بلاشرکت الغیر مالک و قابض ہوں سو اب مظہر نے برضا و رغبت خود و بدرستی ہوش و حواس خمسہ اپنی کل موازی [illegible] کنال اراضی مذکورہ کو معہ درختاں مثمرہ وغیرہ موجودہ باغ و اراضی زرعی و نصف حصہ آب و عمارت و چرخ چوب چاہ موجودہ اندرون باغ و نصف حصہ کنوئیں و دیگر حقوق داخلی و خارجی متعلقہ اس کے محض مبلغ پانچ ہزار روپیہ سکہ رائجہ نصف جن کے ۲۵۰۰ ہوتے ہیں۔ بدست مسماۃ نصرت جہاں بیگم زوجہ خود رہن و گروی کر دی ہے اور روپیہ میں بہ تفصیل ذیل زیورات و نوٹ کرنسی نقد مرتہنہ سے لیا ہے۔ کڑی کلاں طلائی قیمتی معہ [illegible] کڑی خورد طلا قیمت [illegible] ڈنڈیاں [illegible] عدد بالیاں دو عدد نسی [illegible] عدد رل طلائی دو عدد بالی گھنگرو والی طلائی دو عدد کل قیمتی [illegible]



کنگن طلائی قیمتی [illegible] بند طلائی قیمتی چار عدد طلائی قیمتی [illegible] جگنیاں جوڑ طلائی قیمتی ساڑھے پچیان طلائی بڑی قیمتی چار عدد [illegible]۔ جو جس اور موتی چار عدد قیمتی [illegible] چنان کلاں ۳ عدد طلائی قیمتی [illegible]۔ چاند طلائی قیمتی [illegible] بالیاں جڑاؤ عدد سات ہیں قیمتی [illegible] طلائی قیمتی [illegible] خورد طلائے قیمتی [illegible] حمائل قیمتی [illegible] پہو نچیان خورد طلائی ۲۲ دانہ [illegible] بڑی طلائی قیمتی [illegible] ٹیپ جڑاؤ طلائی قیمتی [illegible] کرنسی نوٹ نمبری ۵۹۰۰۰ ای ۱۲۹ لاہور کلکتہ قیمتی [illegible] اقرار یہ کہ عرصہ تیس سال تک فک الرہن مرہونہ نہیں کراؤں گا۔ بعد تیس سال مذکور کے ایک سال میں جب چاہوں زر رہن دوں تب فک الرہن کراؤں ورنہ بعد انقضائے میعاد بالا یعنی اکتیس سال کے تیسویں سال میں مرہونہ بالا انہی روپیوں میں بیع بالوفا ہو جائیگا اور مجھے دعویٰ ملکیت کا نہیں رہیگا۔ قبضہ اس کا آج سے کرا دیا ہے۔ داخل خارج کرادوں گا اور منافع مرہونہ بالا کی تاکئی رہن تک مرتہنہ مستحق ہے اور معاملہ سرکاری فصل خریف ۱۹۵۵ سے مرتہنہ دے گی۔ اور پیداوار لے گی۔ جو ثمرہ اس وقت باغ میں ہے اس کی بھی مرتہنہ مستحق ہے اور بصورت ظہور تنازعہ کے میں ذمہ دار ہوں اور سطر تین میں نصف مبلغ در قم [illegible] کے آگے رقم [illegible] کو قلمزن کر کے [illegible] لکھا ہے۔ جو صحیح ہے اور جو درختاں خشک ہوں وہ بھی مرتہنہ کا حق ہوگا اور درختاں غیر ثمرہ یا خشک شدہ کو مرتہنہ واسطے ہر ضرورت و آلات کشاورزی کے استعمال کر سکتی ہے۔ بنا بر اں رہن نامہ لکھ دیا ہے کہ سند ہو۔

المرقوم ۲۵ جون ۱۸۹۸ء بقلم قاضی فیض احمد [illegible] العبد مرزا غلام احمد بقلم خود

گواہ شد مقبلان والد حکیم کرم دین صاحب بقلم خود

گواہ شد نبی بخش نمبردار بقلم خود بٹالہ حال قادیان

## اسٹام یک ملکہ رو وقطعہ

حسب درخواست جناب مرزا غلام احمد صاحب خلف مرزا غلام مرتضےٰ صاحب مرحوم آج واقعہ ۲۵ جون ۱۸۹۸ء یوم شنبہ وقت ۷ بجے بمقام قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور آیا اور یہ دستاویز صاحب موصوف نے بغرض رجسٹری پیش کی۔ العبد مرزا غلام احمد راہن۔ مرزا غلام احمد بقلم خود ۲۵ جون ۹۸ء دستخط احمد بخش رجسٹرار۔ جناب مرزا غلام احمد صاحب خلف مرزا غلام مرتضےٰ صاحب ساکن رئیس قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور جس کو میں بذات خود جانتا ہوں۔ تکمیل دستاویز کا اقبال کیا وصول پائے مبلغ ۵۰۰۰ صہ۔ روپے کے منجملہ الف روپیہ کا نوٹ اور زیورات مندرجہ ہذا میرے روبرو معرفت میر ناصر نواب والد مرتہنہ لیا سطر ۹ میں تمیغ ناصحہ کی قلمزن کر کے بجائے اس کے ہمارا لکھا ہے از جانب مرتہنہ ناصر نواب حاضر ہے العبد مرزا غلام احمد راہن۔ مرزا غلام احمد بقلم خود ۲۵ جون ۱۸۹۸ء دستخط احمد بخش سب رجسٹرار دستاویز ۸۵۰ میں نمبر ایک جلد ۶ ۳ صفحہ ۲۶۷، ۲۶۸ پر آج تاریخ ۲۷ جون ۱۸۹۸ء یوم دوشنبہ رجسٹری ہوئی۔ دستخط احمد بخش سب رجسٹرار۔

اس رجسٹری پر ملا محمد بخش صاحب قادری نے اپنے ایک اشتہار میں مندرجہ ذیل ریمارک کیا ہے۔

## رجسٹری مذکورہ بالا پر ہمارا منصفانہ ریمارک

اگر مرزا صاحب کو مصرع۔ ''اسپ وزن شمشیر وفادار کہ دید'' کی خبر ہوتی تو ہرگز اپنی بیوی کے نام رجسٹری نہ کراتے، مرزا صاحب نے خواہ کتنی ہی الطاف اکمل طبع دیبوی سے نصرت جہاں بیگم کو راضی کرنے کی کوشش کی۔ جب مرزا صاحب کو کچھ روپیہ وغیرہ کی ضرورت آئی تو اس ضعیفہ نے ایک چھلہ تک نہیں دیا کہ مرزا صاحب کے وقت بے وقت



کام آتا بلکہ اس نے زیورات کے عوض جناب سے تمام باغات زمین وغیرہ رہن وگروی کرالی۔ اور رجسٹر کرالی، کیا یہ سب باتیں اس کی فرمانبرداری اور اطاعت کی ہیں؟ نہیں نہیں ہرگز نہیں، اس نے ایسے شخص کا فر بلکہ اکفر کا ذرا بھی اعتبار نہیں کیا، پس جب گھر کا یہ حال ہو رہا ہے تو دوسروں پر کیا شکایت۔ **(اول)** ہم پوچھتے ہیں کہ مرزا صاحب نے جو زیورات مالیتی پانچ ہزار روپے کے عوض باغات واراضی وغیرہ اپنی بیوی نصرت جہاں بیگم کے پاس گرو و رہن رکھکر رجسٹری کرادی ہے تو یہ زیورات آپ کی اہلیہ کے پاس آپ کے دیئے ہوئے تھے یا نہیں اگر آپ کے ہی تھے تو کیا آپ کو بوقت ضرورت اس سے عاریتاً لینے کا حق نہ تھا اگر تھا تو اس کے عوض اس قدر اراضی باغات کا یہ گرونامہ رجسٹری کرادینا، دوسرے لڑکوں فضل احمد صاحب وسلطان احمد صاحب کے حقوق کو زائل کر دینے کا منشا ظاہر نہیں کرتا، آپ کے بعد اس جہاں سے گم ہوتے ہی وحالی منت میں یہ رجسٹری منسوخ ہو جائیگی۔ مرزا صاحب کیا خداوند تعالیٰ کا بھی حکم ہے کہ حقداروں کے حقوق چھین کر دوسروں کو دیئے جائیں؟؟ **(دوم)** آپ کو اس قدر روپیہ کی ضرورت تھی کہ آپ نے یہ کام بھی خلاف شرع کیا۔ **(سوم)** آپ جبکہ اس قدر مالدار ہیں تو آپ کا دعویٰ کہ میں مثیل مسیح ہوں کس طرح سچا سمجھا جائے، جبکہ خود مسیح جس کی آپ مثیل بنتے ہیں فرماتے ہیں کہ چرند پرند کے لئے تو بسیرا کرنے کے لئے جگہ ہے مگر ابن آدم (یعنی مسیح) کے لئے کوئی جگہ نہیں کہ وہ اپنا سر چھپا رکھے۔ **(چہارم)** اگر آپ نصرت جہاں بیگم سے زیورات مالیتی پانچ ہزار لے لیتے اور اس کے عوض باغات زمین وغیرہ نہ عائد ہوتو ہم کہتے ہیں کہ اپنے اس جھگڑے کو اپنی عین حیات میں مطابق شرع محمدی کیوں فیصل نہیں کیا۔ **(پنجم)** جو اراضی وباغات آپ نے نصرت جہاں بیگم کے پاس گرو و رہن کرادی ہیں اس کی آمدن وخرچ کا حساب

کوئی دوسرا انجام ہووے تو آپ کی اجازت درکار ہے یا نہیں اگر ہے تو کیوں۔ بلفظم:۔ باغ کے پھل وغیرہ کو آپ اپنی بیوی کی بلا اجازت حاصل کریں گے یا نہیں اگر حاصل کریں گے تو کیوں؟ غرضیکہ مرزا صاحب کو رتی رتی پھل پھول پر شرعاً اجازت لینی پڑے گی ورنہ حرام کھائیں گے۔

خادم قوم ملا محمد بخش قادری منیجر اخبار جعفر زٹلی لاہور۔

## مرزا صاحب قادیانی کے دستخطی خطوط اور ان کے مضامین کی تصدیق کے متعلق تازہ خطوط اور مصنف کتاب کا مذہبی خیال

از بندہ مسکین محمد حسین عفی عنہ۔ راہوں ۲۳ اگست ۱۸۹۸ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی

حضور من۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ ورود اعزاز نامہ سے مشرف وممتاز فرمایا۔ (۱) اب اصل ماجرا عرض کرتا ہوں۔ جس روز بندہ نے حضور کی خدمت بابرکت میں نیاز نامہ لکھا۔ اس سے دوسرے روز قادیان سے میرے حضرت کا فرمان فیض بنیان معہ ایک نقل رہن نامہ رجسٹری شدہ کے شرف صدور لایا جو ملفوفہ ارسال حضور ہے۔ (۲) قادیانی نے اپنی جائیداد جدی میں سے ایک باغ اپنی منکوحہ کے نام رہن کر دیا ہے اور اس کی عوض اس سے زیور اور نوٹ کرنسی لئے ہیں۔ چار ہزار کا زیور اور ایک ہزار کے نوٹ ہر ایک عقلمند سوچ سکتا ہے کہ یہ کام اس مرزا نے فقط اس غرض سے کیا ہے تا کہ دوسرے لڑکے جو پہلی بیوی سے ہیں محروم رہ جائیں۔ بھلا خیال تو فرمائیں کہ زیور اور نوٹ بیوی کہاں سے لائی۔ آیا وہ اس کے والدین کی کمائی کے ہیں، دوسری بعد لکھنے رہن نامہ کے مرزا





موصوف نے وہ زیور کیا کیا۔ بیوی ہی کو دے دیا ہوگا۔ یہ فقط ایک دھوکہ تھا۔ حضور پر پہلے بھی روشن ہے کہ مرزا صاحب کے والد مرزا غلام مرتضےٰ صاحب مرحوم کے گھر میں ہمارے حضرت مرزا علی شیر صاحب کی حقیقی پھوپھی تھی۔ اور علیٰ ہذا القیاس۔ مرزا غلام احمد کی بڑی بیوی بھی ہمارے حضرت کی حقیقی ہمشیرہ ہے جو عرصہ دو ماہ سے فوت ہوگئی ہے اور اس کے بطن سے دو بیٹے ہیں، بڑے کا نام سلطان احمد جو آجکل ملتان کے ضلع میں تحصیل شجاع آباد میں تحصیلدار ہے اور چھوٹے کا نام فضل احمد جو ہمارے حضرت صاحب کا داماد ہے، مرزا غلام احمد کے ایک بھائی ان سے بڑے اور تھے جن کا نام غلام قادر تھا، وہ بے اولاد تھے انہوں نے سلطان احمد فرزند کلان مرزا صاحب کو اپنا متبنیٰ کر لیا۔ لہٰذا کل جائیداد و زمین نصف مرزا غلام احمد اور نصف سلطان احمد حصہ دار ہے۔ اب فضل احمد چھوٹا بیٹا مرزا کی جائیداد کا حسب حصہ حقدار ہے کیونکہ مرزا کی دوسری بیوی سے جس کے نام باغ رہن کیا گیا ہے، شاید دو بیٹے اور ایک بیٹی ہے اب فضل احمد کو اس جدی جائیداد سے محروم کرنے کے لئے مرزا صاحب قادیانی نے یہ حیلہ کیا ہے کہ باغ بیوی کے نام رہن کر دیا اور باقی جائیداد کا کوئی اور بندوبست کریگا۔ نیز حضور کو یاد ہوگا، کہ مرزا کے دونوں خط خود مرزا علی شیر اور ان کی بیوی کے نام ہیں، ان میں حضور نے پڑھا ہوگا کہ ''اگر فضل احمد نے میرے کہنے سے اپنی منکوحہ دختر مرزا علی شیر کو طلاق نہ دیا تو وہ میری وراثت سے ایک دانہ نہیں پا سکتا''۔ مرزا صاحب اسی امر میں ساعی رہے کہ میرے ہر دو بیٹے اور مرزا علی شیر صاحب اور ان کی زوجہ جو مرزا احمد بیگ کی ہمشیرہ تھیں اپنے بھائی سے لڑ جھگڑ کر ناطہ پر راضی کریں تاکہ میرا الہام سچا ہو۔ مرزا صاحب علی شیر کی ہمشیرہ یعنی اپنی بڑی بیوی کو انہوں نے جبھی سے ناراض ہو کر الگ کر دیا ہوا تھا کہ اس نے کچھ نمایاں کام نہ کیا وہ اپنے بیٹے سلطان احمد کے ساتھ تھی۔ چونکہ ان متعلقین نے مرزا صاحب کی کچھ بھی مدد نہ کی، لہٰذا ان سب کو الگ کر دیا اور ان سے کھانا پینا

”گفتگو کرنا بالکل ترک کر دیا۔ بلکہ یہ لوگ مرزا کی الہامی جورو کے نکاح میں شریک ہوئے اور اس کو مخبوط الحواس سمجھ کر جلدی اس امر میں کوشش کر کے اس کا نکاح موضع پٹی میں ایک لڑکے مسمی مرزا سلطان محمد سے کرا دیا اور مرزا صاحب اپنے ایک خط میں فرما چکے ہیں کہ ”اس نکاح کے شریک میرے دشمن ہو گئے“۔ افسوس مرزا صاحب کی عقل پر الہامی بات اور بندوں پر مخالفت کے سبب غصہ۔

ع چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

خیر فضل احمد نے مرزا صاحب اپنے والد کی عدول حکمی کی، کیونکہ اس نے اپنی بیوی کو طلاق نہ دیا۔ اسی لئے فضل احمد اور اور متعلقین سے قطع تعلق کر بیٹھے ہیں۔

لہٰذا بعد مفصل حال کی عرض ہے کہ نقل رہن نامہ رجسٹری شدہ ارسال حضور ہے اس کو بھی درج کتاب فرما دیں۔ حضرت صاحب نے یہ وثیقہ کی نقل حکمنامہ کے ساتھ بندہ کو بھیجی ہے اور بایں الفاظ لکھا ہے۔ ”وثیقہ کا کاغذ بھیجا جاتا ہے، اس کی نقل کر کے اپنے پاس رکھ لو۔ اور اصل کاغذ کورٹ انسپکٹر صاحب کی خدمت میں بغرض اندراج کتاب بھیج دو۔“

باسمہ سبحانہٗ

مخدوم مکرم بندہ حضرت مولانا صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا نوازش نامہ معہ دو کاپی کتاب کلمہ فضل رحمانی شرف صدور لایا اور مشکور فرمایا، جناب من مرزائی گروہ کے معلومات سے صاف پایا جاتا ہے کہ ان کو پیغمبر کے حالات اندرونی معلوم نہیں ہیں۔ اسی لئے دھوکہ میں ہیں، کتنی بڑی موٹی بات سے انکار کر دیا۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ، بندہ خدا اگر فضل احمد ان کا کوئی بیٹا نہ ہوتا تو مجھے اس کے بیٹے بنانے کی خواہ مخواہ کیا ضرورت ہے۔ جو کچھ کہ خود مرزا صاحب قادیانی میں درج ہے اس میں ایک





سر مو فرق نہیں، میں بھی باشندہ اسی ضلع کا ہوں، مجھے خود اس کا علم ہے کہ مرزا سلطان احمد صاحب فرزند کلاں مرزا صاحب اور بندہ ایک ہی ماہ ستمبر ۱۸۸۵ء میں محکمہ پولیس گورداسپور میں ملازم ہوئے تھے اور اکٹھے قواعد پریڈ کرتے رہے اور وہ میرے نہایت دوست ہیں، پھر محکمہ پولیس کو چھوڑ کر سول میں ملازم ہو گئے تھے۔ مرزا سلطان احمد اور مرزا فضل احمد دونوں حقیقی بھائی پہلی بیوی سے ہیں، جس کو مرزا صاحب نے ناراض ہو کر الگ رکھا تھا اب عرصہ دو ماہ سے انکا انتقال ہو گیا ہے، اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مرزا فضل احمد مرزا صاحب قادیانی کا فرزند دلبند ہے، جس نے باوجود سخت دھمکانے مرزا صاحب کے اور خوف دلانے محروم الارث کرنے کے اپنی بیوی کو جو مرزا علی شیر صاحب کی دختر ہے طلاق نہ دی جس کا نتیجہ مرزا صاحب نے حسب وعدہ خود یہ دکھلایا کہ ان کو محروم الارث کرنے کے لئے اپنی جائیداد کو پانچ ہزار میں اپنی بیوی کے پاس گروی رکھ دیا ہے، جس کی رجسٹری آپ کی خدمت میں بھیجی جا چکی ہے، زیادہ طویل تحریر سے کچھ فائدہ نہیں۔ اب میں دو خط مرزا احمد حسین صاحب ساکن راہوں ضلع جالندھر تلمیذ و مرید حضرت مرزا علی شیر صاحب سمدھی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی آپ کی خدمت میں اس عریضہ کے ملاحظہ بھیجتا ہوں، جس سے ایسی تسلی ہو جائیگی کہ چون وچرا کرنے کی بھی نوبت نہ ہوگی۔ مجھے نہایت افسوس اور ساتھ ہی اس کے نہایت تعجب ہے کہ مرزا صاحب اور مرزائی لوگوں کے دماغ میں ایسی ضد بھر گئی ہے کہ جب کسی کو مخالف دیکھتے ہیں تو اس کو بھی دھمکی ایک سال کی پیشین گوئی اس کی موت کی بابت دیتے ہیں۔

اس بات کو میں اپنی کتاب میں بھی درج کر چکا ہوں کہ مرزا صاحب نے بھی یہ دعا کی میرے مخالف بقول ان کے راستہ پر آ جائیں، جب غصہ میں آئے یہی پیشین گوئی کی کہ وہ پندرہ ماہ میں مریگا، وہ ایک سال میں مریگا۔ مزہ تب تھا کہ مرزا صاحب کی دعا سے

لیکھرام مسلمان ہوتا، پادری ہنری کلارک صاحب بہادر ایمان لا کر اسلام قبول کرتے، ماسٹر مرلی دھر مسلمان ہوتے۔ عبداللہ آتھم ایمان قبول کرتے، مرزا امام الدین بیگ برادر کلاں مرزا صاحب بر سرے نہ بنتے۔ مرزا صاحب کی اولاد بھی مرزا صاحب کو قبول کر لیتی۔ قادیان کے لوگ بھی ایمان لے آتے۔ اتنی شور اشاری اور صرف ۳۱۳ مرید وہ بھی ڈھلمل یقین۔ مرزا صاحب کی الہامی جورو جس کا نکاح مرزا صاحب کے خدا نے آسمان پر کر دیا تھا۔ مرزا صاحب کے دیکھتے دیکھتے اور ان کے خدا کی موجودگی میں دوسرے شخص مرزا سلطان محمد ساکن پٹی علاقہ لاہور کے گھر میں آباد اور شاد۔ بلکہ صاحب اولاد ہو۔ وا افسوس۔ میں نے اپنی کتاب میں مرزا صاحب کو کافر کذاب مخالف بزرگان اسلام مسلمانوں کا دشمن عبد الدنانیر والدراہم وغیرہ وغیرہ خارج از اسلام لکھ دیا ہے۔ میری کتاب کا پچھلا حصہ جس میں توہینات انبیاء علیہم السلام و دعویٰ نبوت، عقائد، اعمال مرزا صاحب کے درج ہیں۔ صاف ثابت کر دیا ہے کہ مرزا صاحب بموجب اقوال خود کافر و کذاب دجال وغیرہ ہیں۔ اور یہی میرا عقیدہ ہے اور ویسا ہی مرزا صاحب کو جانتا ہوں۔ ان کا دعویٰ مسیح موعود اور مہدی مسعود اور مجدد وغیرہ کا بالکل لغو اور جھوٹ ہے۔ بس جو مرزائی اس بات کا انکار کرتے ہیں کہ فضل احمد مرزا صاحب کا کوئی بیٹا نہیں وہ مع مرزا صاحب اس بات کا انکار لکھوا دیں یا مرزا صاحب خود ان خطوط کا انکار کر کے اشتہار دیں کہ یہ خطوط جھوٹے اور جعلی ہیں۔ اور پھر اپنی موت کے بارہ میں ایک سال یا جتنا مناسب سمجھیں، اقرار شائع کر دیں۔ اگر وہ سچے ہیں مگر وہ ہرگز ایسا نہیں کر سکتے۔ آپ کی ان خطوط سے جو بھیجتا ہوں اور بھی تسلی ہوگی۔ اور مرزا صاحب اور مرزائی بخوبی نادم ہوں گے۔ مرزائی لوگوں کو شرم کرنی چاہئے۔ میں نے اپنا عقیدہ لکھ دیا ہے اور جو کتاب میں مدلل لکھتا ہے، مرزا صاحب یا ان کے حواریین ایک دفعہ نہیں بیس دفعہ پیشین گوئی کرتے پھریں اور میعاد بھی مقرر کریں۔ بندہ ان گیدڑ بھبکیوں سے





نہیں ڈرتا۔ مرزا صاحب اپنی پیشینگوئیوں سے عبداللہ آتھم کو تو مار چکے ہیں۔ اپنی الہامی جورو کے خاوند کو مار چکے، مرزا امام الدین کو مار چکے، پادریوں، آریوں کو مار چکے۔ اگر مرزا صاحب ایسا کر چکے ہیں تو سچے ہیں ورنہ وہی کذاب جب یہ حالت ہے تو مسلمانوں کو موت کی پیشین گوئی کی دھمکی دینا ہیچ ہے۔ پہلے مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کو ہی مارا ہوتا، یا مولوی عبدالحق امرتسری کو فنا کیا ہوتا۔ کیا شرم کی بات ہے، خدا کا خوف کرنا چاہئے۔ مخلص من! مرزائیوں کی ایسی ویسی باتوں پر امید ہے کہ آپ بالکل خیال نہ فرمائیے گا، فرمایا ہے۔ میں انشاء اللہ تعالیٰ کبھی کوئی بات بلا تحقیق درج نہیں کرتا نہ کروں گا اور نہ کبھی کی ہے۔ مجھے مرزا صاحب سے کوئی عداوت نہیں ہے۔ سوائے اس کے کہ انہوں نے تمام جہان کے بزرگوں، مولویوں اور انبیاؤں کو گالیاں دے کر عام مسلمانوں کا دل دکھایا ہے۔ آپ جانتے ہیں، میں ملازم سرکار ہوں، مجھے کسی سے لڑائی کرنا یا جھگڑنا کیا ضرور۔ بھائی مسلمانوں کی خیر خواہی اور اسلام کی حفاظت کی غرض سے کتاب لکھی ہے، خدا جس کو ہدایت دے، ویسے تمام دنیا ایک طرف مرزا صاحب اکیلے ایک طرف۔ والاکثر حکم الکل مقبول ہے۔

نیازمند فضل احمد عفی عنہ از لودیانہ ۱۱ ستمبر ۱۸۹۸ء

## از بندہ مسکین محمد حسین عفی عنہ، دراجوں ۳۱ مئی ۱۸۹۸ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی

جناب من السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! افتخار نامہ فیض شمامہ بہ بدری طرح شرف ورود لایا، بندہ کے دل و جان کو سرفرازی سے سراپا روشن فرمایا، شافی مطلق جل شانہ بحرمت رسول مقبول ﷺ کے

آنحضور کو صحت کلی عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

(۱) حضرت مرشد ارشدی مرزا صاحب علی شیر صاحب دام ظلہم قادیان ہی کے باشندے ہیں۔ اور مرزا قادیانی کے ماموں زاد بھائی ہیں۔ مرزا غلام مرتضیٰ صاحب مرحوم والد مرزا غلام احمد کے گھر میں انکی حقیقی پھوپھی تھیں۔ غلام احمد کی پہلی بیوی میرے حضرت کی حقیقی ہمشیرہ ہیں۔ جن کے بطن سے دو فرزند بڑا سلطان احمد اور چھوٹا فضل احمد ہے اول الذکر تحصیل شجاع آباد ضلع ملتان میں تحصیل دار ہیں۔ اور فضل احمد کو مرزا صاحب علی شیر کی بیٹی بیاہی ہوئی ہے۔ گو مرزا قادیانی نے اپنے بیٹے فضل احمد کو ہر طرح چاپلوسی اور خاطر داری اور جائیداد سے بے تعلق کر دینے کی دھمکی بھی دی۔ مگر اس نے ہرگز طلاق دینا منظور نہیں کیا، اور وہ اپنے باپ غلام احمد کا سخت مخالف ہے، اور اپنی بیوی سے ہر طرح سے راضی وخوش ہے۔ بڑا بیٹا بھی مرزا سے مخالف ہے، ہاں مرزا نے اپنی بڑی بیوی ان دونوں کی والدہ کو اپنے سے علیحدہ کر دیا ہے اور مرزا صاحب علی شیر اپنے بھائی کے ہاں قادیان ہی میں رہتی ہے۔ مرزا غلام احمد اور ہمارے حضرت کے مکان میں صرف ایک دیوار ہی ہے۔ بندہ خود قادیان جا کر دیکھ آیا ہے۔ ایک طرف وہ رہتے ہیں، ایک طرف وہ اور حضرت صاحب مرزا علی شیر کی ہمشیرہ کا نان نفقہ اس کا بڑا بیٹا سلطان احمد تحصیلدار دیتا ہے۔

(۲) مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کی ہمشیرہ ہمارے حضرت کے نکاح میں تھی جو کئی سال سے انتقال کر گئیں، جن کی بیٹی کے بارے میں مرزا کا الہام ہے۔

(۳) شاید حضور نے ایک شخص خاکی شاہ باشندہ راہون کا ملاحظہ فرمایا ہے جو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے معتقد اور مرزا صاحب قادیانی کے خلیفہ حکیم نور الدین صاحب کے قدم بقدم چلنے والا ہے، وہ چند مہینے ہوئے راہون میں آیا اور اس نے مرزا کے مسیح موعود اور مہدی مسعود ہونے کے بابت بڑی واعظی کی اور اکثر شہر والوں کے اعتقاد میں فرق ڈالا۔ اس شخص





کو مرزا کا بندہ نے سارا حال سنایا کہ مرزا کے دستخطی خطوط میرے حضرت کے پاس ہیں اور ہم تو اس مرزا کو بڑا مکار اور کذاب جانتے ہیں۔ بندہ نے حضرت کی خدمت میں نیاز نامہ بطلب خطوط لکھا، چونکہ حضرت عرصہ ڈیڑھ سال سے راہون میں تشریف نہیں لائے تھے، بندہ کی عرض پر معہ ہر خطوط تشریف لائے خاکی شاہ پہلے ہی چلتا ہوا۔ راہون میں یہ ہر سہ خطوط سب روساء کو دکھلائے گئے، جس سے مرزا کا مکر اور فریب اظہر من الشمس ظاہر ہو گیا۔ جب حضور کا فرمان طلبی ہر سہ خطوط کا صادر ہوا تھا اور معرفت چچا صاحب نظام الدین بندہ کو ملا تھا اس وقت میرے حضرت رڑکی معذان میں جو راہون سے چھ کوس کے تشریف لے گئے تھے۔ آپ کے فرمان کو پڑھ کر بندہ خود جا کر ہر سہ خطوط بڑے اصرار سے لایا تھا وہ فرماتے تھے کہ کہیں گم نہ ہو جائیں۔ آجکل وہی خاکی شاہ قادیان میں ہے حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ خط جلدی راہون سے میرے پاس روانہ کر دو۔ اس لئے بندہ نے حضور کی خدمت بابرکت میں عریضہ طلبی خطوط لکھا تھا۔ شاید آنحضرت نے اسی خاکی شاہ کو دکھلانے ہو گئے۔ آپ بلا اشتباہ ان خطوط کو مشتہر فرمادیں، بندہ حضور کو پورا یقین دلاتا ہے کہ حضرت مرزا علی شیر صاحب ہرگز ہرگز اس پائے کے آدمی نہیں کہ حق کی مخالفت کریں۔ حضرت حاجی محمود صاحب جالندھری نقشبندی کے خلیفہ ہیں اور اس وقت ان کی نظیر کا درویش باخدا کم ہوگا۔ شاید حضور نے بھی جالندھر پولیس میں آنحضرت کی زیارت کی ہوگی۔ جس وقت خط میں رڑکی سے لینے گیا تھا تو انہوں نے اس وقت بھی مجھے تاکیداً فرمایا تھا کہ دیکھنا کہیں گم نہ ہو جائیں اور لدھیانہ سے واپس آنے کے بعد رجسٹری کرا کر ہمارے پاس بھیج دینا بندہ نے عرض کی کہ بہت خوب۔

(۴) لہذا اب آخری عرض یہ ہے کہ ہر سہ خطوط تو بہیل ڈاک یا کسی خاص معتبر کے ہاتھ لفافے میں بند کر کے روانہ فرمادیں۔ اور کسی طرح کا شک وشبہ اپنے خیال مبارک میں نہ

آئیں۔ بندہ نے مفصل سب حال عرض کر دی ہے۔ اب بندہ کو بھی انشاء اللہ امید ہے کہ حضور کے کل شبہات دور ہو جائیں گے۔

از بندہ مسکین مرزا محمد حسین عفی عنہ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

و نصلی علی رسولہ النبی الکریم۔

جامع فضائل و کمالات روحانی و ایمانی حضرت مولانا مولوی صاحب دام برکاتکم و علیکم السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ اشتہارات مرسلہ آنحضور معہ اعزاز نامہ پہنچے۔ حضور نے اپنے اخلاق بزرگانہ و طبع کریمانہ سے اس قدر اس عاجز کو ممنون احسان فرمایا ہے جس کا بیان مالاکلام ہے۔ البتہ اللہ جل شانہ عم نوالہ اس کے عوض میں اپنی رحمت کاملہ سے آنحضور ﷺ پر رحمت فرمائے۔ اور اپنی درگاہ عالیہ سے حضور کو اپنے خاصوں کے زمرہ میں منسلک فرماوے۔ آمین ثم آمین۔ بحرمت سید عالم و سرور بنی آدم ﷺ حضور کے اشتیاق نامہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ مرزائیاں بھائی صاحب مرزا فضل احمد کو مرزا غلام احمد صاحب کا بیٹا ہونے سے انکار کرتے ہیں۔ اور دختر مرشدنا حضرت مرزا علی شیر صاحب منکوحہ اخویم مرزا فضل احمد کو مرزا صاحب کی بہو ہونے سے بھی منکر ہیں۔ یا انکار ان حضرات کی لاعلمی پر دال ہے۔ یا اختر بھی حضور ہی کا فقرہ لکھتا ہے کہ افسوس کہ مرزائیوں کو اپنے پیغمبر کے گھر کا حال بھی معلوم نہیں ہے۔ بندہ نے جو کچھ پہلے عریضوں میں حالات عرض کئے ہیں۔ بوجہ ہم قوم ہونے کے اچھی طرح معلوم ہیں۔ اس میں ہرگز کچھ بھی غلطی نہیں ہے۔ جو صاحب اس کو غلط سمجھیں۔ انہیں ان معاملات سے بے خبری ہے۔ کسی اور مرزا صاحب کے رشتہ دار سے اگر یہ امر دریافت کیا جائے تو وہ بھی اسی طرح بیان کریں گے۔ مرزا صاحب خود بھی فضل احمد کے بیٹا ہونے سے انکار نہیں کر سکتے۔ اگرچہ نکاح میں کوشش نہ کرنے کی وجہ سے اس سے ناراض ہیں۔





مرزا صاحب سے ان کے معتقدین دریافت کر لیں۔ مرزا سلطان احمد و فضل احمد کی والدہ یا دوسرے الفاظ میں ہمارے حضرت صاحب کی حقیقی ہمشیرہ کو مرزا صاحب نے طلاق تو نہیں دی۔ مگر ان کو جب سے ان کی الہامی زوجہ کا نکاح سلطان محمد سکنہ پٹی سے ہوا، الگ کر چھوڑا تھا۔ کسی قسم کا تعلق خرچ وغیرہ کا نہیں رکھا تھا۔ مرزا سلطان احمد اپنے بیٹے کے مکان میں ان کی والدہ شریفہ آ گئی تھیں۔ بالکل آمد و رفت گفت کلام باہمی بند رہی۔ حتیٰ کہ عرصہ چند ماہ کا ہوا کہ اس مرحومہ نے اس جہان سے رحلت کی۔ بندہ قادیان جا کر اخیر جنوری ۱۸۹۳ء میں یہ امر بچشم خود دیکھ آیا تھا۔ اور وفات تک وہ اسی طرح گزر گئیں۔ کسی طرح سے مرزا صاحب نے ان سے صفائی نہیں کی۔ بلکہ مجھے کامل امید ہے کہ ان کی تجہیز و تکفین میں بھی مرزا صاحب شریک نہیں ہوئے ہوں گے کیونکہ اسی نکاح سے سب رشتے داروں سے مرزا صاحب موصوف نے قطع تعلق کر دیا ہے۔ ادھر مرزا صاحب حضرت خواجہ محمد علی شیر سے اور ادھر مرزا غلام الدین و کمال الدین سے (امام الدین پیر خاکروبان کے بھائی ہیں) رشتہ تا دم مرگ شادی پر آمد و رفت بند ہے۔ جو کچھ میں نے لکھا ہے، پوری واقفیت سے لکھا ہے اور یہ بالکل ٹھیک ہے۔ اس سے زیادہ اور کیا عرض کروں۔ ایک بات بندہ پھر عرض کرے گا۔ وہ کیا کہ مرزا صاحب اپنی بڑی بیوی صاحبہ کے جنازہ پر تشریف لے گئے یا نہیں۔ اوپر کی سطروں میں بندہ نے اپنا قیاس ظاہر کیا ہے۔

دختر مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کے نکاح سے مرزا سلطان احمد صاحب تا مرگ اپنی والدہ مرحومہ کے خرچ کے متکفل رہے ہیں اور مرزا صاحب نے انہیں کچھ مدد نہیں دی۔

## نظم نصیحت نامہ و تاریخ من مؤلف

باسمہٖ سبحانہٗ

اے مخلصان باصفا دنیا برائی زال ہے
چالوں سے اس کے تم بچو ہر چال اک بھونچال ہے
سب اہل دل کہتے ہیں یوں فکر سلف سے تاخلف
جو اس کا طالب ہوگیا وہ سگ صفت بدحال ہے
ایمان کو ثابت رکھو اسلام پر قائم رہو
اجماع امت پر مٹو اس کا عدو پامال ہے
قرب قیامت ہے نئے دجال مہدی بن گئے
جھوٹوں نے گو سچا کہا پر جھوٹ کا دلال ہے
ان مہدیوں سے تم بچو ان کا ذبوں کی مت سنو
اے مومنو مومن رہو پر کید ان کا قال ہے
یہ قادیانی مرزا ہے پر فریب و پردغا
عیسیٰ نہیں مہدی نہیں ہاں کاذب وبطال[1] ہے
اسلام کی تخریب سے گو کافر و مرتد ہوا
پس اس کا قلبی مدعا بس عورتیں یا مال ہے
تاریخ کا کچھ فکر تھا تسخیر ہاتف نے کہا
یہ قادیانی مفتری بطال اور دجال ہے

کل مصرعہ ۱۳۱۲ ھجری

---

[1] بطال کا معنی حارث یا سبزی فروش جو مرزا صاحب کا پیارا لقب ہے۔ ۱۲ مؤلف





ذیل میں ملک کے ان علمائے وفضلائے کی تقریظوں کو درج کیا جاتا ہے جو خدا کے فضل سے حامی دین ہونے کے علاوہ اپنے علم وفضل کے لحاظ سے ملک کے لئے باعث فخر اور قوم کے لئے موجب ہدایات ہیں اور جو ملک وقوم میں ہر ایک طرح واجب التعظیم سمجھے جاتے ہیں، جنہوں نے اس کتاب کو بغور ملاحظہ فرما کر یہ ظاہر اور ثابت کیا ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی تمام تصانیف کی تردید کتاب کلمۂ فضل رحمانی سے بڑھ کر اس وقت تک کوئی کتاب اسلام اور اہل اسلام کی حفاظت کے لئے نہیں شائع ہوئی۔

### اور وہ تقریظیں یہ ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الذى انزل الشريعة المطهرة الحنيفية البيضاء والملة المقدسة الاسلامية السمحاء على نبينا ورسولنا وسيدنا محمد افضل الرسل وخاتم الانبياء صلوات الله وسلامه عليه وعلى اله الاصفياء واصحابه الاتقياء وبعد فقد حملنى على هذا لتحرير وحدانى الىٰ ذاك التسطير وصول رسالة مطبوعة من طرف المرزا القاديانى بعضها فى اللسان الهندى وبعضها فى العربى تحدى فيها با لعلماء الكبار ودعاهم للمباهلة والمقابلة واخذ النار طالعتها وامعنت النظر فيها فوجد تها مملوة بالخرافات ومحشوّة بالخزعبلات اظهر فيها دعاويه الفاسدة واختراعاته الكاسدة من انه هوالمسيح الموعود والمهدى المنتظر المذكور فى الاحاديث النبويه واطال فيها اللسان بالسب والشتم والطغيان فى حق الاخيار من علماء الرحمن الموجودين فى هذالزمان وفى سابق الدوران كا طالة العاجز عن ايراد الدليل والبرهان كما هو ديدنه فى جميع مولفاته

المستقبحة وتصانيفه المشنعة فتباعد عن مقام التهذيب وزاد في التعريب والتشريب الى فيها بكلمات تنفر عنها الطبائع السليمة وتتفرق بها القرائح المستقيمة بالغ في كتابة الفحش واللغويات والتشنيع والهزليات حتى انصلت في الجهلات واضرم نار الخصومات حيث قال مرة للاعلام الكبار والصالحين الاخيار (هم تسعة رهط من الشرار) ولقب بعضهم (الشيطان الاعمى والغول الاغوى) وشنع بعضهم باقبح التشنيعات واسود الهنات وماخاف من خالق الارض والسموات فقد قال جل وعلا (الشيطان يعدكم الفقر ويامركم بالفحشاء) ومن كلام رسوله ﷺ (المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده) فاقواله زائغة خاطئة وخيالاته لابدة ضائعة ارتكب جازه فخيمة وكبيرة مهلكته كلامه ذليل ومرامه كليل لم يتادب مع العلماء والصلحاء في الخطاب ولم يسلك مسلك الصدق والصواب فلايخفى على اهل النهى ان هذا الداب الذى اختاره المرزا خلاف اهل الحجى. ثم ان كان القادياني يناظر العلماء ولايبارى السفهاء فكان عليه ان يخاصمهم بعد التزام التهذيب بايراد الاحاديث والأيات مع حملها على معانيها الظاهرة المسلمة عند ائمة اللغات حتى لايستنكره اهل الصناعات. ولكنه حرّف النصوص عن مقصودها الاصلي المنقول برواية الثقات من الصحابة والصحابيات وفسر برايه ولم يبال بحديث سيد الابرار حيث قال عليه وعلى اله الصلوات من الواحد الغفار ان من فسر القرآن برايه فليتبوا مقعده من النار فعليه ما يستحقه من الويل والتبار. ثم اني كنت اردت الترديد لدعاوى هذا الشريد بالتفصيل المزيد مع الاسلوب الجديد لكن منعني من هذا الخيال فاضل كريم البال وامرني





الذى اعتمد عليه في حل الاقوال بطى الكشح عن هذا البطال ولله در لوذعي المستند والالمعي الشريف المحتد حبّي قاضي فضل احمد حماه الله من شرّ حاسدٍ اذا حسد فانه كفانا الترديد لكتاب القادياني الطريد واجابه بجوابات مفحمة والزمه بالزامات مسكتة جزاه الله عنا خير الجزء وجعل اخرته خيرا من الاولى

(وانا العبد العاصي ابو الظهور حنفي البنهوى مشتاق احمد)

## تقریظ حضرت مولانا الحافظ مولوی مشتاق احمد صاحب چشتی صابری انبٹھوی

مدرس اول عربی گورنمنٹ سکول لودھیانہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامدا ومصلیا اما بعد راقم الحروف نے کتاب مستطاب کلمہ فضل رحمانی بجواب اوہام غلام قادیانی کو اول سے آخر تک دیکھا۔ معتقد قادیانی کی تردید میں لاثانی پایا ہے۔ حق تو یہ ہے کہ اس سے پہلے جس قدر کتب اور رسائل مرزا کی تردید میں لکھے گئے اپنی طرز میں یہ کتاب ان سب میں بہتر اور مفید ہے۔ کیونکہ نہایت سلیس اور عام فہم ہے اول سے آخر تک تہذیب کی رعایت رکھی ہے اور کیا اچھا التزام کیا ہے کہ اکثر جگہ خود مرزا جی کے اقوال اور اس کی تصنیف کی عبارت نقل کر کے دندان شکن جوابات دیے ہیں۔ علی الخصوص تحقیق لفظ یسوع اور لفظ کدعا لیے بسط اور تفصیل سے لکھی ہے جو مصنف حضرت ہی کا حصہ ہے اور کیوں نہ ہو جناب مولانا قاضی فضل احمد صاحب اس کے مصنف فاضل محقق اور عالم مدقق ہیں جزاهم الله خير الجزاء واحسن اليهم في الدنيا والعقبىٰ. وانا العبد المذنب الخاطى مشتاق احمد حنفى چشتى عفى الله عن ذنبه الخفى والجلى

## تقریظ حضرت مولانا مفتی مولوی شاہدین صاحب لودھیانوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلیہ: اقول وبا للہ التوفیق. بلاشبہ عقائد باطلہ واقوال کاذبہ واوہام فاسدہ مرزا غلام احمد قادیانی کے اس کے مفتری وکذاب ہونے پر صاف دال ہیں کیونکہ وہ برخلاف نص قرآنی حضرت مسیح ابن مریم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کو یوسف نجار کا بیٹا اعتقاد کرتا اور ان کے معجزات کو بے سود از قسم شعبدہ بازی کہتا اور تاویلات بعیدہ کر کے اپنے لئے ایک قسم کی نبوت ثابت کرنے اور اپنے آپ کو وساوس شیطانی سے خدا کا مرسل گمان کرتا جیسا کہ اسود ومسیلمہ وطلیحہ وغیرہ دجالوں نے کیا جن کی خبر اول ہی ہمارے مخبر صادق ﷺ دے گئے ہیں کہ سیکون فی امتی کذابون ثلثون کلھم یزعم انہ نبی اللہ وانا خاتم النبیین لانبی بعدی الحدیث۔ ایسا ہی اپنے الہام مزعومہ کو قطعی ویقینی مثل وحی انبیاء سمجھنا ودیگر الغویات وخرافات مسیح سی سے جن کو ہمارے شفیق قاضی فضل احمد صاحب کورٹ انسپکٹر لودہانہ نے اپنی اس کتاب کلمہ فضل رحمانی میں حتی الوسع معہ تردید کے ساتھ لکھا ہے۔ قادیانی کا مفتری ونائب الدجال ہونا اظہر من الشمس ہے کما لایخفی علی من لہ ادنی تامل فی اقوال المسیح الکذاب الذی یزعم انہ محدث ولہ نوع نبوۃ ویحقر الانبیاء وینکر معجزاتھم الباھرہ ویبسط یدیہ الی عرض الصحابۃ رضوان اللہ علیھم ویسب العلماء والصلحاء ویقول بابوتہ المسیح علی خلاف النص الصریح ولایفھم معنی لم یمسسنی بشر ولم اک بغیا الایۃ ویحرف النصوص بلادلیل قطعی عن ظواھر ھا ویلبس الحق بالباطل بتاویلات رکیکۃ واستعارات بعیدۃ التی یابی عنھا العقل السلیم والفھم المستقیم کل اباء ویدعی ان عیسی بن مریم علیہ السلام لاینزل وانہ عیسی





بذاتہ وغیر ذالک من خرافاتہ وکفریاتہ واللہ اعلم وعلمہ اتم ھذا ماتیسر لی فی ھذا المقام فتفکر فیہ ولاتکن من الغافلین و اخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی خیر البریۃ محمد وعلی الہ واصحابہ اجمعین.

کتبہ المسکین مفتی شاہدین عفی عنہ مفتی لودھانہ

## تقریظ حضرت مولانا مولوی محمد صاحب لودھیانوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد الحمد والصلوۃ مسکین محمد بن مولانا مولوی عبدالقادر صاحب مرحوم لودیانوی اہل اسلام کی خدمت میں عموماً گروہ قادیانی کو خصوصاً بیان کرتا ہے کہ جس شخص کے اقوال وافعال آیات قطعیہ کے مخالف ہوں اور وہ شخص اپنے آپ کو مقتدی اور ملہم بالہامات یقینیہ قرار دے تو ایسے موقع پر اہل اسلام کو لازم ہے کہ فوراً اس کی گمراہی کو عوام پر ظاہر کر دیں ورنہ وہ بھی گمراہوں میں شمار ہو جاتا ہے جیسا کہ صاحب طریقہ محمدیہ نے لکھا ہے۔ وَمَا یدعیہ بعض المتصوفۃ اذا انکر علیہ بعض امورھم المخالف للشریعۃ ان حرمۃ ذلک فی العلم الظاھر وَ انا اصحاب العلم الباطن وَ اِذا اُشکل علینا استفتینا من صاحب الشریعۃ محمد علیہ الصلوۃ والسلام فان حصل قناعۃ فیھا وَ الا رجعنا الی اللہ تعالی فناخذ منہ وَنحو ذالک من الترھات کلہ الحاد قالوا جب علی کل من سمع الانکار علی قائلہ بلا شک ولاتردد ولا توقف وا لاکان من جملتھم ویحکم علیہ بالزندقۃ انتھی ملخصاً۔ یعنی جب کسی صوفی بناوٹی کو امور غیر شرعی سے روکا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ تم کو علم ظاہری ہے اور ہم کو علم

باطنی ہے جب ہم کو کسی مسئلہ میں شک پڑتی ہے تو ہم خود حضرت سے دریافت کر لیتے ہیں اگر وہاں بھی اطمینان حاصل نہ ہو تو ہم خداوند کریم سے خود دریافت کر لیتے ہیں۔ ایسے بے دین کی تردید کرنی اہل علم پر واجب اور لازم ہے، ورنہ وہ بھی زندیقوں میں شمار ہوگا۔ اسی طرح جب اس زمانہ میں قادیانی نے اپنے آپ کو ملہم من اللہ قرار دے کر یہ دعویٰ کیا کہ عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا معاذ اللہ یوسف نجار والد تھا اور جو معجزات ان کے خدا جل جلالہ نے قرآن میں صریح طور پر بیان کئے ہیں ان کو یہاں بھان متی کا کھیل قرار دے کر حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے اور عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام وغیرہ انبیاء پر سب وشتم کا شیوہ اختیار کر کے اپنے آپ کو بے دین قرار دیا اور قرآن شریف کو اس کذاب نے نجی ٹھہرایا وغیرہ وغیرہ جو رسالہ ہذا میں تفصیل وار مرقوم ہیں، سب علماء اسلام نے اس کی تردید میں قلم اٹھا کر دائرہ اسلام سے اس کا خارج ہونا ظاہر کیا اگرچہ ابتداء میں مولانا مولوی عبداللہ صاحب مرحوم برادرم حقیقی و راقم الحروف و مولانا مولوی اسمٰعیل صاحب نے اس کی تکفیر کا فتویٰ ۱۳۰۱ھ میں شائع کیا اور باقی اہل علم اس موقع پر اکثر خاموش اور بعض ہمارے مخالف ہوئے لیکن بعد میں رفتہ رفتہ کل علماء نے اس کی تضلیل و تکفیر پر اتفاق ظاہر کیا قاضی فضل احمد صاحب مصنف رسالہ ہذا نے اس کے کل اقوال کا بطلان اور اس کی تکفیر کا اثبات خود اس کی تصانیف سے ظاہر کر دیا تاکہ عوام کالانعام کو یہ شبہ نہ رہے کہ قادیانی کو اہل علم صرف ضد سے کفر کا فتویٰ دیتے ہیں اور جو لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں قادیانی اہل قبلہ ہے اور اہل قبلہ کو کافر کہنا درست نہیں اور نیز جس شخص میں ایک کم سو وجہ کفر کی ہوں اور ایک وجہ اس میں اسلام کی ہو اس کو کافر قرار دینا درست نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے اہل قبلہ کو کافر کہنا اس وقت تک درست نہیں جب تک ان میں کوئی وجہ کفر قطعی کی پائی نہ جائے جیسا کہ جو رافضی نماز روزہ کا پابند ہو کر یہ کہے کہ پیغمبری اصل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے واسطے اتری تھی، ناحق جبریل نے حضرت کو





دے دی تو ایسے اہل قبلہ کو ضرور بالضرور کافر قرار دینا لازم ہے بلکہ جو عالم ایسے رافضی کو کافر قرار نہ دے وہ خود کافر ہو جاتا ہے۔ اسی طرح سو وجہ کفر کا مسئلہ بھی غلط ہے ورنہ جو شخص نماز روزہ کا پابند ہو کر بتوں سے مرادیں مانگتا ہو اور بتوں کو سجدہ بھی کرتا ہو تو اس شخص کو تم لوگ معاذ اللہ مسلمان سمجھو گے، حالانکہ ایسے شخص کے کفر میں کسی کو بھی کلام نہیں اصل میں سو وجہ کے مسئلہ کے یہ معنی ہیں کہ اگر کسی شخص نے ایک کلمہ کہا اور اس کلمہ کے سو معنی ہیں باعتبار ایک معنی کے وہ کلمہ کفر نہیں ہو سکتا، باقی ایک کم سو معنی اس کی سب کفر کی طرف عائد ہیں تو ایسی صورت میں مفتی کو لازم ہے کہ بلا تحقیق اس پر فتویٰ کفر جاری نہ کرے جیسا کہ ایک شخص کو کسی دوسرے نے نماز کے واسطے بلایا اس نے نماز کا انکار کیا کہ میں نماز نہیں پڑھتا تو یا انکار اس کا اگر نماز کو برا جان کر ہو یا نماز کے فرضیت کا منکر ہے یا نماز کا پڑھنا اس کے نزدیک حقیر لوگوں کا کام ہے وغیرہ وغیرہ، جن کا مرجع کفر کی طرف ہے تو بیشک وہ شخص شرعاً کافر ہے اگر غرض اس کی اس انکار سے صرف یہی ہے کہ میں نماز تیرے کہنے سے نہیں ادا کروں گا خود اپنی خوشی سے ادا کروں گا تو اس صورت میں یہ انکار کفر نہیں۔ ایسی صورتوں میں مفتی کو لازم ہے کہ بلا تحقیق نیت کے کفر کا فتویٰ دینے میں جلدی نہ کرے۔ ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر میں ان دونوں مسئلوں کو وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے، رسالہ توضیحات کی کے اخیر میں جو مولانا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کی تردید لکھی گئی ہے اس میں اس راقم نے خوب بسط سے اس کا کفر ثابت کیا ہے۔ ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین۔ آمین ثم آمین۔ الراقم خادم الطلباء محمد علی مدرس لودیانوی۔ احباب من اجاب بالقلم ابن محمد ساکن موضع بلیہ وال۔ ابتداء میں جب مولوی عبداللہ صاحب مرحوم نے قادیانی کو کافر کہا تھا اور لوگوں کو اس کے کفر کا یقین نہیں آتا تھا اور قادیانی کا لودیانہ میں آنے کا چرچا تھا مولوی صاحب مرحوم نے شب کو یہ خواب دیکھا کہ تین شخص ایک آگے اور دو اس کے پیچھے

چلے آتے دور سے نظر پڑے اور تینوں نے دھوتیاں ہندوؤں کی طرح باندھی ہوئی ہیں۔ جب قریب آئے تو جو شخص امام کی طرح آگے تھا اس نے دھوتی کی بندش کو کھول کر دہ بند کی بندش مسلمانوں کی طرح کر لی اور غیب سے آواز آئی کہ قادیانی یہی ہے چنانچہ فجر کو یہ خواب لوگوں کو سنایا گیا اور تعبیر اس کی یہ بیان کی گئی کہ یہ شخص بظاہر لباس اسلام پہن کر لوگوں کو مثل اپنے کذاب بنانا چاہتا ہے اسی روز بوقت نصف النہار قادیانی معہ دو ہندوؤں کے لودیانہ میں آیا۔ جس سے صداقت خواب مولوی عبداللہ صاحب معہ تعبیر بخوبی پایہ ثبوت کو پہنچی۔ اسی طرح اور بہت خواب بزرگان دین کو اس کی تضلیل وتکفیر کی تائید میں معلوم ہوئے۔ آخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔

خادم العلما محمد عفی عنہ لودیانوی۔

## تقریظ حضرت مولانا مولوی عبدالعزیز صاحب واعظ نقشبندی لودیانوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد الحمد لمن ھدانا وعلمنا والصلوۃ علی نبیہ مولینا وآلہ وصحبہ وکل من کان علی الھدایۃ مقتدیا او اماماً اجمعین۔

معلوم ہوا کہ اس خاکسار عبدالعزیز مولینا مولوی عبدالقادر مرحوم نے کتاب ہذا مسمی بکلمہ فضل رحمانی بجواب اوہام غلام قادیانی کے بعض مقامات کو سماع کیا۔ جس سے دریافت ہوا کہ یہ کتاب خواص وعوام کو واسطے دفع کید مرزا قادیانی وحفظ عقائد ایمانی درباب عیسیٰ ومہدی بیانی کافی وشافی ہے۔ امید کہ جس کو ہدایت یزدانی دستگیر ہو خواہ مرزائی نہ ہو راہ ہدایت پر آئے اور مصنف کے حق میں دعا خیر وشکر یہ ادا کرے کہ مجھے قعر جہنم سے نکال کر





ریاض جنت دلایا اور دعا کرے کہ اے اللہ جل وعلا اس عمل کے عوض اس کو مقرب اپنا بنا۔ آمین۔ فقط واللہ اعلم وعلمہ اتم۔

الراقم عبدالعزیز عفی عنہ نقشبندی لودیانوی۔

## تقریظ حضرت مولوی محمد اسمٰعیل صاحب لودہیانوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً ومصلیاً مسکین اسمٰعیل خدمت اہل اسلام میں عرض کرتا ہے کہ میں نے چند مقامات اس رسالہ کے سنے حقیقت میں رسالہ واسطے تضلیل اور تکفیر کے اظہار کرنے میں کافی اور وافی ہے اہل اسلام پر لازم ہے کہ اس مرتد سے دور رہیں۔ واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

راقم۔ خادم العلماء محمد اسمٰعیل خواہرزادہ مولوی عبدالقادر لودیانوی۔

## تقریظ حضرت مولانا مولوی ابوالاحسان محمد عبدالحق صاحب سہارنپوری

بسم اللہ الرحمن الرحیم حامداً ومصلیاً

اما بعد اس احقر الخلائق نے یہ کتاب لاثانی مسمی بکلمہ فضل رحمانی بجواب اوہام غلام قادیانی مؤلفہ قاضی فضل احمد صاحب گورداسپوری لازال علیہ الفضل الربانی مختلف مقامات سے دیکھی شرع شریف کے مطابق اور عین صواب پائی اس کے مصنف کی سعی جمیل فی سبیل اللہ کو دیکھ کر بے اختیار زبان قلم سے دعائے شکر اللہ سعیہ نکلتی ہے۔

خاص وعام اہل اسلام کی خدمت میں عرض ہے کہ اس زمانہ میں کہ شرعی ورزہ اور طرزہ سے خالی ہے اور بعض بے دینوں نے اس کو زمانہ آزادی خیال کیا ہے کہ شرع کے احکام اور

تکالیف اسلام سے آزاد ہیں اور جو چاہتے ہیں کہتے اور لکھتے ہیں۔ اکثر لوگوں نے باغوائے نفس دین اسلام کے احکام میں رخنہ اندازی چاہی ہے مگر بحکم آیت وانا له لحافظون، خدا تعالیٰ اپنے دین اور اپنی کتاب کا خود نگہبان ہے کہ جہاں کوئی ایسا بے دین سر اٹھاتا ہے اس کے سرکوب بھی فوراً موجود ہو جاتے ہیں، چنانچہ اسی زمانہ آزادی نام میں یہ قادیانی صاحب مطلق العنان ہوئے اور اپنے شیطانی خیالات کو الہامات سمجھ کر اتنے بڑھے کہ بڑھتے بڑھتے ہی گھٹ گئے۔ اور اوج سے حضیض پر جا پہنچے اول ہم ان کے اچھے خیالات سنا کرتے تھے مگر اب بالکل برعکس ہو گئے حتی کہ دعوی مسیحیت کر کے گویا مسخ ہی ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ سب کو گمراہی کے خیال اور ضلالت کے اقوال سے بچائے۔ آمین۔ یہ کتاب مستطاب فی الواقع اہل ایمان کے لئے حیات قلبی اور بصیرت باطنی کی موجب ہے، جس سے عام وخاص مردان اہل اسلام ایسے مدعیان بے دین کے اقوال ضلالت اشتمال کو بخوبی تمیز کر سکتے ہیں

كتاب لو قاتله حرهٗ
لاصبح وهو ذو بصر صحيح
فالى لايحل وفيه معنى
بذكرنا بمعجزة المسيح

اور در حقیقت یہ قادیانی اپنی کیدانی باتوں سے شرع شریف میں رخنہ انداز ہے، اس کی صحبت موجب گمراہی اور اس کے اقوال سے بے راہ کرنا چاہیں گے۔ اللہ اپنے حبیب پاک محمد ﷺ اور ان کی آل اطہار کی برکت سے ہم سب مسلمانوں کو ان کے شر سے بچائے۔ آمین اللّٰھم آمین۔

معروضہ ابو الاحسان محمد عبد الحق سہارنپوری عفا اللہ تعالیٰ عنہ ۱۹ دسمبر ۱۸۹۹ء





## تقریظ مولوی نظام الدین صاحب مدرس مدرسہ حقانی لودھیانہ

هو الهادی

بسم الله الرحمن الرحیم

اللّٰهم ربنا اهدنا الصراط المستقیم. اللّٰهم ربنا انصر من نصر دین محمد ﷺ واجعلنا منهم. اللّٰهم اخذل من خذل دین محمد ﷺ ولا تجعلنا منهم. اللّٰهم ارنا الحق حقاً وارزقنا اتباعه وارنا الباطل باطلاً وارزقنا اجتنابه. امابعد۔ کمترین نے اکثر مقامات سے کلمہ فضل رحمانی کا مطالعہ کیا۔ گویا کہ اس سے پہلے بھی اپنی اپنی طرز پر مناظرین علماء دین نے عقائد باطلہ مخترعہ مرزا کا خوب ہی قلع قمع کیا ہے لیکن یہ جدید تصنیف اپنی طرز تالیف میں نہایت ہی دلپذیر اور اپنی آپ ہی نظیر ہے۔ وجہ یہ کہ اس کتاب کا مصنف عموماً مرزا ہی کی تصانیف سے اپنے براہین ودلائل لایا ہے اور دروغ گو کو اچھی طرح اس کے گھر تک پہنچایا ہے۔ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب کوئی شخص مناظرہ اور بحث مباحثہ کی کوئی کتاب بناتا ہے، اس کے ہر پہلو پر دور اندیشی سے نظر دوڑاتا ہے تا کہ کسی کو حرف گیری کا موقع نہ ملے۔ خصوصاً مرزا نے تو بقول خود اپنی کتابوں کو وحی اور الہام سے لکھا ہے اور مرزا اپنی وحی اور الہام کو قطعی اور واجب العمل بھی سمجھتا ہے۔ پس یہ نہایت ہی عمدہ بات ہوئی کہ اسی کا جواب اسی کی کتاب سے ہوا ہے اور یہ بعینہ ایسی مثال ہے جیسا کوئی مغرور ومتکبر وگردن کش ہمہ وجوہ مسلح ہو کر اور ہتھیار باندھ کر میدان کارزار میں آئے اور نبرد آزماؤں کو اپنے مقابلے میں بلائے۔ دوسری جانب سے ایک بندۂ خدا حق تنہا بلا ہتھیار مردانہ وار اس سے برسر پیکار ہو کے اسی کے ہتھیاروں سے اسی پر وار کرے اور اسی کی شمشیر سے اسی کا سر قلم کرے۔ اصل وجہ یہ ہے کہ مرزا اپنے اوہام باطلہ اور عقائد فاسدہ کا خود ہی مخترع نہیں ہے۔ بلکہ اہل فلسفہ اور ملاحدہ اور معتزلہ اور نیچریہ کی کاسہ لیسی کی ہے اور انہیں کی تے چاٹی

ہے۔ چنانچہ ماہرین کتب پر پوشیدہ نہیں ہے۔ خلاصہ یہ کہ یہ کتاب لاجواب ہے اور مصداق مثل مشہور اسی کی جوتی اور اسی کا سر ہے والسلام۔ المفتقر الی اللہ الصمد فقیر نور محمد علی عنہ مالک مطبع حقانی لودیانہ ورسالہ نور علی نور

حامداً ومصلیاً: میں نے کتاب مسمی بکلمہ فضل رحمانی بجواب اوہام غلام قادیانی مؤلفہ جناب قاضی فضل احمد صاحب کورٹ انسپکٹر لودیانہ کو اول سے آخر تک پڑھا نہایت مدلل ولاجواب پایا۔ اس کتاب میں مرزا صاحب کے ہر ایک عقیدہ باطلہ کی تردید بڑی پرزور تقریروں سے کی گئی ہے۔ خداوند جل وعلا مؤلف صاحب کی سعی قبول فرمائے اور قادیانی اور اس کے حواریین کو توفیق ہدایت عنایت کرے اور عامہ اہل اسلام کو اس کے شر سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

مسکین نظام الدین عفی عنہ مدرس مدرسہ حقانی لودیانہ

تقریظ حضرت مولانا وبالفضل اولینا مولوی محمد عبداللہ صاحب

فاضل ٹونکی اول مدرس عربی یونیورسٹی لاہور۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الامین والہ وصحبہ اجمعین امابعد اگرچہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے خیالات اور دعاوی اس قدر ضعیف وسخیف ہیں کہ ان کی صحت وصداقت کی طرف کسی ادنیٰ ذی ہوش کا قائل ہونا بھی مستبعد تھا۔ چنانچہ علمائے اسلام کو ان کے نقض وکسر کیلئے تالیفات کی ضرورت پڑتی لیکن افسوس ہمارے ہی بعض ابنائے علمات (جو تفقہ سے محروم ہونگے ساتھ بھی بزعم خود فقہائے اعلام کی اغلاط اور غلطیات کو پبلک کے سامنے لاکر اپنی فضیلت کا ثبوت دینے میں کوشش کرتے آرہے ہیں)





مرزا صاحب موصوف کی براہین احمدیہ پر نہ صرف ایمان ہی لے آئے بلکہ ان کے زعم رسالت ونبوت، وحی والہام اور خیال مماثلت مسیح علیہ السلام کو ایک کافی عرصہ تک بزعم خوش پر زور تحریروں سے رونق دیتے رہے، ایسی حالت میں عوام الناس اور خصوصاً ان بیچارے نادان مسلمانوں کا جو پہلے ہی علماء اسلام سے بدظن اور ان کی مخالفت سے بے پرواہ تھے الغرض میں آجانا اور مرزا صاحب کے خیالات کو سادگی سے تسلیم کر لینا بالکل قرین قیاس تھا، چنانچہ ایسا ہی ہوا اور مجبوراً علماء اسلام کو بھی باقتضائے فرمان نبوی ﷺ "من رای منکم منکراً فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذالک اضعف الایمان" اپنا فرض کفایہ ادا کرنے میں کوشش کرنی پڑی، جنہوں نے اپنی قیمتی تالیفات سے اہل اسلام کو فائدہ پہنچایا کلمہ فضل رحمانی بھی جس معتدبہ حصہ میری نظر سے گزرا ہے، اس قسم کا رسالہ ہے اور اپنے عام فہم اور سلیس البیان ہونے کے لحاظ سے ممکن ہے کہ پبلک کو زیادہ مستفید ہونے کا موقعہ دے۔ اس کے مؤلف مولوی قاضی فضل احمد صاحب نے الزامی جوابات کی استعمال کی خصوصیت کو بہت زیادہ مدنظر رکھا ہے جو بیشک مؤثر اور دل پسند طریقہ ہے، مجھے امید ہے کہ عام مسلمان جن کو پیچیدہ تقریروں اور تحقیقی جوابات سمجھنے میں بہت دشواری ہوتی ہے، اس رسالہ سے کافی فائدہ اٹھائیں گے۔ جزاہ اللہ عنا وعن سائر المسلمین خیر الجزاء۔

کتبہ العبد المذنب المفتی محمد عبداللہ عفا عنہ باختاہ ۲۹ شوال ۱۳۱۵ھ۔

ملک کے بہت سے نامور علماء وفضلاء کی جانب سے بوجہ ان کے سفر میں ہونے کے تقاریظ نہیں پہنچ سکیں۔ جس وقت پہنچیں گی وہ بھی بطور ضمیمہ اخبار وفادار میں شائع کی جائیں گی جو اسی کتاب کے ناظرین کی خدمت میں اطلاع ہوگی۔ یہ تقاریظ حسب ذیل

علمائے فضلائے ہندستان کی ہوں گی۔

۱۔ حضرت مولوی لطف اللہ صاحب علیگڑھی مفتی دارالاسلام حیدرآباد دکن

۲۔ جناب خان بہادر مولوی شاہ محمد حسین صاحب الہ آبادی

۳۔ جناب مولوی ابومحمد عبدالحق صاحب مفسر تفسیر حقانی دہلوی

۴۔ جناب شاہ محمد سلیمان صاحب سجادہ نشین پھلواری شریف پٹنہ بہار

۵۔ جناب مولوی ابومحمد ابراہیم صاحب آروی

۶۔ جناب مولوی عبدالماجد صاحب بھاگلپوری

## جناب باری میں مالک اخبار وفادار کی سچی التجاء مرزا صاحب قادیانی کے الہامات وغیرہ کی نسبت

## اور

## اس التجاء پر بشارت ایزدی

آج رات دو بجے بعد نماز تہجد میرے دل میں اتفاقیہ خیال گزرا کہ جناب قاضی فضل احمد صاحب کورٹ انسپکٹر پولیس لودیانہ نے اسلامی حفاظت کے خیال سے بلاکسی ذاتی مخالفت کے جناب مرزا غلام احمد صاحب ساکن قادیان ضلع گورداسپور کی تصانیف کی تردید میں جو کتاب موسوم بہ کلمہ فضل رحمانی بجواب اوہام غلام قادیانی لکھی ہے اور جس پر ملک کے نامور مولوی صاحبان نے اپنی اسلامی حمیت سے آرائیں لکھ کر یہ ثابت کیا ہے کہ مرزا صاحب قادیانی لاریب دجال، کذاب، مخالف اسلام اور مفتری وغیرہ وغیرہ ہیں، ایسا ہی اس کتاب سے پہلے بہت سے علماء دین ان کے خلاف تکفیر کا فتویٰ بھی دے چکے ہیں۔





کلمہ فضل رحمانی کے مؤلف صاحب نے بھی مرزا صاحب کو کذاب، باطل، مکار، خارج از اسلام، عبدالدراہم والدنانیر، خودغرض وغیرہ لکھ کر مرزا صاحب کی پیشین گوئیوں کو باطل محض اور ان کے دعویٰ مسیحائی مہدویت کا مکاری فریب پر بدلائل معقول ثابت کر کے مرزا صاحب کی اپنی ہی تصانیف سے بحوالہ ان کی کتاب کے صفحہ سطر کے مرزا صاحب کے تمام دعاوی کی اصلیت ظاہر کر دی ہے، جسے ہر ایک مسلمان کو پورا یقین ہوتا ہے کہ واقعی مرزا صاحب قادیانی کے تمام دعاوی غلط ہیں اور وہ ہیچ دنیا پرست اور اسلامی اصول سے بہت دور ہیں۔

ادھر مرزا صاحب کی اپنی تصانیف سے جو صاحب مؤلف کتاب نے بحوالہ ان کے صفحہ سطر اس کتاب میں حرف بحرف عبارت یا فقرے نقل کئے ہیں ان سے صاف ظاہر ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب نے بھی پیغمبر اسلام اور دیگر پیغمبروں، انبیاؤں، اولیاؤں اور تمام دنیا کے گذشتہ وموجودہ بزرگوں کو بدرجہ غایت گالیاں دے کر اپنے کو مسیح موعود، مہدی مسعود، ملہم، خدا سے ہمکلام اور پھر روزمرہ باتیں کرنے والا اپنے ایسے یقین سے ظاہر کیا ہے کہ کسی کو سوائے لاحول پڑھنے کے کوئی محل کلام نہیں۔ حتیٰ کہ مرزا صاحب نے اپنی تصانیف اور اشتہارات میں آجکل کے تمام دنیا کے صاحب فتویٰ علماء وفضلاء کو بدذات، بےایمان، شیطان وغیرہ ایسے دل آزار فقرات لکھے ہیں کہ خدایا تیری پناہ اور ایسے ہی اپنے الہامات میں کسی کی جوان لڑکی کا اپنے ساتھ آسمان پر نکاح ہونا اور زمین پر نہ ملنا بیان کر کے بصورت خلاف اس کے والد اور خاوند کی موت اور تمام آسمانی مصیبتوں کا ان پر نازل ہونا بذریعہ اپنے الہام کے بیان کیا ہے اور پھر کسی کے لئے ایک سال، کسی کے لئے ۱۸ ماہ، کسی کے لئے دوسال، کسی کے لئے چھ سال تک مرنے کی پیشین گوئی کر کے اس پر ہزاروں روپیہ کی شرطیں بدکر آخران کے غلط محض ہونے پر مرزا صاحب کا یہ کہہ دینا کہ چونکہ اس نے

دل سے ہمارے الہام اور خیال کو مان لیا ہے اس لئے ایسا نہیں ہوا۔ وغیرہ وغیرہ

مرزا صاحب کے بعد ان کے مرید (جو اپنے کو مرزائی کے خطاب سے مخاطب اور مشہور ہونا مرزا صاحب کی مسیحائی اور مہدویت کی تقویت کا باعث سمجھتے ہیں) عموماً ہر موقع پر پہنچ کر مرزا صاحب کے مرسل یزدانی، نبی، محدث ربانی، مسیح موعود، مہدی مسعود حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہونے کی منادی کر کے ان کو "سچا نبی" اور "مرسل برحق" اور ان کے الہام کو خدا کی باتیں ہونے کا وعظ کر کے عام اہل اسلام کو ان کی طرف رجوع ہونے کی تحریک کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔) غرض یہ کہ مرزا صاحب کے دعاوی، تصانیف ان کے مریدوں کے بحث مؤلف کتاب کلمہ فضل رحمانی کی بدلائل معقول تردید اور دیگر علمائے فضلائے کی تقاریر یا اسلامی اصول کے مطابق اسلامی مخالفت کے خیالات پر غور کرتے میں نے مکرر باوضو ہو کر خاص اس معاملے کی تحقیق کے لئے بصدق دل محض بے تعصب ہو کر بغرض اطمینان جناب باری عز سبحانہٗ وتعالیٰ کو حاضر و ناظر سمجھ کر التجا کی کہ۔

اے پروردگار عالم الغیب! میں کیا اور میری ہستی و حقیقت کیا جو ایسے بھاری معاملہ میں تیرے سامنے حاضر ہو کر اپنا کوئی خیال ظاہر کرسکوں، سوائے اس کے کہ میں بصدق دل یہ اقرار کروں کہ تو عالم الغیب اور کل شی پر محیط ہے کوئی بات اور کوئی فعل میرا ہو یا دوسرے کا اچھا ہو یا برا، جھوٹا ہو یا سچا، تجھ سے نہ تو پوشیدہ ہے اور نہ پوشیدہ رہ سکتا ہے اور پھر اس کے ساتھ ہی تو ہر ایک فرد بشر کی نیکی بدی اور نیت و اعمال سے پورا پورا واقف ہے غرضکہ انسان کا کوئی فعل کوئی حرکت، کوئی ارادہ، کوئی معاملہ، خواہ وہ کسی غرض اور مدعا سے ہو تیرے علم سے باہر نہیں رہ سکتا۔ اے خداوند قادر مطلق! میں تیرا شکر کرتا ہوں کہ تو نے اپنے فیضان خاص سے مجھے انسان بنا کر اپنے محبوب پاک پیغمبر آخر الزمان کی امت میں پیدا کیا اور پھر اپنی رحمانی صفات سے مجھے بتایا کہ تیرا مذہب اسلام، تیرا پیغمبر برحق، تیرا ہادی قرآن مجید





ہے اور اس کے عالم اس کے عامل اس پر ایمان لانے والے میرے مقبول اور پیارے ہیں۔

اے میرے ظلوم الرحیم۔ تو نے اپنے فضل سے یہ بھی بتا دیا کہ میں نے رسول کہوں، نبی کہوں، پیغمبر کہوں، غوث کہوں، قطب کہوں، اولیاء کہوں، انبیاء کہوں، ولی کہوں، وہ میرے فرستادہ ہونے کے علاوہ میرے مجوزہ قانون (فرقان حمید) کو تمہیں بغرض ہدایت سنانے والے اور تمہیں سیدھا راستہ بتانے والے ان کی نصائح پر عمل کر کے بصدق دل ان کے مطابعت اور فرمان برداری اپنا ایمان اور ایمان کا اعلیٰ اصول سمجھو۔

اے زمین و آسمان کے مالک خداوندا! تیرے مقبول نے تیرے ارشاد کے مطابق اپنی امت کو بھی ہدایت کی کہ بزرگوں کی ہدایتوں کی پابندی خداوند کریم کی رضا مندی اور خوشنودی ہے تیرے رسول پاک کی یہ بھی تاکید ہے کہ علماء و فضلاء دین کی عظمت و توقیر تمام امت پر فرض ہے جو اس کے خلاف ہو تحقیق وہ مجھے اور میری امت کو بدنام کرنے والا ہے۔

پس اگر کوئی شخص تیرے کلام پاک (جو امت محمد ﷺ کے دینی اور دنیاوی امور کے لئے بہ احسن قانون قدرت سمجھ کر ہدایت کرنے والا بے مثل اور بغیر کسی قسم کے شک کے ایمان مضبوط کرنے والا ہے) کی بغرض شہرت مخالفت کر کے اس کے صاف اور سیدھے معنوں اور آیتوں کی الٹی تعبیریں کر کے تیرے پیغمبر ﷺ کو برحق ماننے میں اپنے اغلاطی دکھائے اور تیرے دیگر پیغمبروں، تیرے انبیاؤں، تیرے غوث اور تیرے قطبوں کی ہدایتوں کے مطابق ان کے قدم بقدم چلنے والوں اسلامی فضلاء و علماء وغیرہ، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی جھٹلائے اور ان کو یوسف نجار کا بیٹا پکارے اور پھر ایسا شخص مسلمان بھی ہو، تہجد گزار بھی ہو، مولوی بھی ہو، عالم و فاضل بھی ہو، قرآن پڑھنے والا اور سننے والا بھی ہو، اور اس کے مرید، شاگرد و پیشرو بھی اس کی پیروی کرنے والے ہوں، ان کا ہر زبان سے خدا اور رسول کی تعریف بھی کرے مگر

تحریر میں آکر سب پھیلا دے، جس سے دوسرے مذاہب کے لوگوں کو اسلام پر مذاق اور طعن سے ہنسنے کا موقع ملے، وغیرہ وغیرہ (توبہ توبہ استغفر اللہ)۔

ایسے شخص مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہیں، جنہوں نے اپنے ایسے خیالات سے اہل اسلام اور بزرگان اسلام کو مختلف قسم کے وہم اور خرخشہ میں ڈال رکھا ہے اور جنہوں نے رکیک تیرے قرآنی احکام اور حدیثوں کے منا و اور مفسرین کی بدزبانی سے توہین کر کے عام پر ہمیشہ یہ ظاہر کیا کہ میں خدا سے ہمکلام ہوتا ہوں اور مجھے ایسے الہام ہوتے ہیں کہ جو شخص میری فرمانبرداری نہ کرے اور میرے الہاموں کو سچا نہ مانے اور مجھے خدا کا فرستادہ نبی نہ تسلیم کرے وہ ایک سال، ڈیڑھ سال حد درجہ چھ سال میں مر جائے گا اور پھر جو تیرے پیغمبر برحق کے دین میں ایسے وسوسہ اور فتور ڈالنے کے لئے اپنی ایسی تصانیف کی اشاعت کر کے تیرے رسول کے اصحاب کبار کی بھی مخالفت کر کے تیرے پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزوں کو (جس کا تذکرہ تو نے اپنے قرآن مجید میں بہت جگہ تعریف کے ساتھ فرمایا ہے) شعبدہ بازی ہے۔

اے دین دنیا کے مالک عالم الغیب خدا! تو اپنے خدائی کے صدقہ میں بطفیل اپنے محبوب پاک حضرت محمد ﷺ کے میری اس التجا کو قبول فرما کر مجھ پر صاف طور پر بلا کسی شک و شبہ کے ظاہر کر دے کہ ظاہر میں ایسا شخص جو تمام احکام شرعی کا اس درجہ مخالف اور مدعی ہو، باطن کا حال تو جانتا ہے، جس کے جاننے کا مجھے کوئی علم نہیں کیا وہ دراصل سچا ہے؟ یا کاذب؟ میں ایسے شخص کو ایسی حالت (جو مسلمان ہو اور مولوی بھی ہو) میں کیا سمجھوں؟

اے میرے منعم حقیقی خداوند زمین و آسمان! تو علیم ہے، سمیع ہے، بصیر ہے، تجھ سے کسی کا ظاہر اور باطن کسی طرح بھی مخفی نہیں رہ سکتا، ہر مذہب و ملت کی آسمانی کتابیں



تیرے عالم الغیبی اور کل شئی قدیر اور کل شئی محیط، عالم الغیب، ہر شخص کے ظاہر و باطن، ایک نیکی، بدی، صداقت و کذب، دل آزاری، دلداری، خود ستائی و خودداری، برائی بھلائی حتی کہ تیری بے نیازی کے اصول کے مطابق آخر الزمان سے پہلے پیغمبروں، زکریا، ایوب، یعقوب، یوسف علیہم السلام تک کے ساتھ تو نے جو اپنی قدرت کا اظہار کیا وہ تیری قدرت کی ایک صدق دلیل ہے، تیری غیوری اور تیری قہاری سے سب نے پناہ مانگ کر تیری غفور الرحیمی اور تیری رحمت کو اپنی نجات کا ذریعہ سمجھا تو اپنے فضل سے بندوں کو گمراہی سے بچانے اپنے رسول مقبول کے دین کی حفاظت اور اپنے قرآن مجید کی نگہبانی کے لئے مجھ ایسے گنہگار اور خطا کار شخص کو (جس پر صرف تیرے سچے قرآن کے احکام کی تعمیل اور تیرے پیغمبر برحق کے دین کی اشاعت بوجہ احسن بغیر کسی کذب کے حق و باطل کا آئینہ دکھانا مدنظر ہے) کوئی خاص بشارت اور ایسی بشارت دے جس سے نہ تو میرے دل میں کسی وسوسہ کا گمان گزرے اور نہ مرزا صاحب اور ان کے حواریین کو اسے شیطانی وہم وغیرہ سے تعبیر کرنے کا موقع ہو، اور اس امر کا پورا فیصلہ اپنی بشارت خاص کے ذریعہ سے کر دے کہ مرزا غلام احمد قادیانی سچے مسیح موعود اور مہدی مسعود ہیں اور انہیں جو الہام ہوتے ہیں وہ دراصل سچے الہام ہیں ان کے پیرو بھی غلطی پر نہیں ان کی تصانیف ہر ایک طرح قابل یقین اور لائق اعتبار ہیں، یا یہ کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے خیالات مذہبی کے مخالفت کرنے والے سچے اور احکام خداوندی کے بجا لانے والے مرزا صاحب کی تصانیف سے نفرت کریں۔ مجھے اسی التجا و اور خیال میں کسی قدر غنودگی معلوم ہوئی حتی کہ میں سو گیا خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سفید ریش بزرگ میرے پاس بیٹھے ہوئے فرما رہے ہیں کہ

دوشم نوید داد عنایت کہ حافظا
باز آ کہ من بعفو گناہت ضمان شدم

یہ شعر سن کر میں نے خواب میں ہی التجا کی کہ حضرت کیا میں مرزا غلام احمد صاحب کے مسیح موعود اور مہدی مسعود نہ سمجھنے کی وجہ سے گناہ گار سمجھا گیا تھا جس کے لئے آپ میرے ضامن ہوئے ہیں یا یہ کہ میں ان کے خیالات سے خود محفوظ رہنے اور عام اہل اسلام کو بچانے کا دل سے موید ہوں تو پھر انہوں نے مجھے ایک کتاب ہاتھ میں دے کر فرمایا کہ اے شخص اس پر عمل کر اور یاد رکھ کہ خدا کا کلام سچا ہے اس کا رسول برحق ہے دین اسلام کے بزرگوں کی نسبت غیبت کرنے والا لاریب نہایت سخت ترین عذاب کا مستحق اور گمراہ ہے۔ میں ان کے ہاتھ سے وہ کتاب لے کر کھولتا ہوں تو وہ قرآن مجید ہے جس کے پہلے صفحہ پر لکھا ہوا ہے کلمہ فضل رحمانی اور دوسرے صفحہ پر بجواب اوہام غلام قادیانی۔

اتنے میں میری آنکھ کھل گئی تو صبح کی نماز کے لئے قریب کی مسجد میں موذن اللہ اکبر پکار رہا تھا میں الحمدللہ پڑھ کر کھڑا ہوا اور وضو کرنے کے بعد صبح کی نماز ادا کی کہ اپنے کتب خانہ سے دیوان حافظ منگوا کر اس اوپر کے شعر کو تلاش کرنے لگا تو میم کی ردیف میں خواجہ حافظ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مقطع لکھا ہوا ملا جب میں ساری غزل پڑھنے لگا تو میری خواہش کے مطابق اس غزل کا دوسرا شعر بھی دیکھا گیا۔

شکر خدا کہ ہرچہ طلب کردم از خدا
بر منتہائے ہمت خود کامران شدم

گویا خواجہ صاحب رحمہ یہ دوسرا شعر بھی میری التجا کی کامیابی کے شکرانہ اور تائید میں تھا۔ میں خداوند کریم کے اس فضل عظیم اور فیضان خاص کا شکریہ ادا کر کے اس کی ذات اور بے نیازی کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی سے میری کسی وقت کی راہ و رسم نہ خط و کتابت نہ جسمانی ملاقات نہ روحانی تعلقات غرضیکہ میری صورت شناسائی تک بھی نہیں نہ میں کبھی ان کے بیت الفکر اور بیت الذکر قادیان میں گیا اور نہ وہ میرے مکان پر لاہور



تشریف لائے اور نہ ان کی تصانیف کو میں نے بوجہ خلاف قرآن پیشن گوئیاں کرنے کے پڑھا یا پڑھنا چاہا ہاں عبداللہ آتھم کی نسبت ان کی پیشن گوئی کے غلط ثابت ہونے کے موقع پر میں نے بھی دوسرے مسلمانوں کی طرح ان کی ایسی غلط بیانی پر (جو دراصل اسلام کے سراسر خلاف تھی) اخبار وفادار میں افسوس اور رنج کا اظہار کیا تھا اپنے ہی اخبار میں ان کی ایسی ایسی نامعقول پیشن گوئیوں کو افسوس کے ساتھ مشتہر کیا ہاں مگر میں کبھی ان سے نہیں ملا۔ اتفاقیہ طور پر میرے مخدوم مہربان جناب قاضی فضل احمد صاحب کورٹ انسپکٹر لودھیانہ نے مرزا صاحب کی ایسی ناجائز خلاف اسلام زیادتیوں کو مرزا صاحب کی اپنی ہی تصانیف سے بدلائل معقول بذریعہ کتاب کلمہ فضل رحمانی بجواب اوہام غلام قادیانی کے مسلمانوں کو واقف کرنا چاہا کہ مرزا صاحب کے عقائد محض خلاف اصول اسلام ہیں اور جو بلند دعاوی الہام، مسیح، مہدی وغیرہ کے کرتے ہیں محض حصول دنیا (روپیہ) کی غرض سے کرتے ہیں نہ کہ خالصاً للہ دین کی غرض سے۔ جناب قاضی صاحب نے تمام کتاب میں اپنی طرف سے صرف چند فقرات ہی لکھے ہیں باقی جو کچھ درج کیا ہے وہ مرزا صاحب کی اپنی تصانیف کی اصل عبارت اور فقرے بحوالہ صفحہ سطر اور چند خطوط دستخطی مرزا صاحب اور ان کی تائید اور ثبوت میں دیگر خطوط ان کے الہاموں کے بطلان میں درج کئے ہیں جن سے یہ ثابت کیا ہے کہ مرزا صاحب کے الہامات کسی کی لڑکی سے نکاح ہونے کی غرض سے ہوتے ہیں یا قادیان میں اپنے مکانات کو وسعت دینے کے لئے وغیرہ وغیرہ وہیں۔

میں نے جو کچھ لکھا ہے اپنے ایمان اور علم و یقین سے محض بے تعصبی اور کسی قسم کی ذاتی مخالفت کے بغیر بالکل سچ لکھا ہے، خدا میرے اس بیان اور نیت کا واقف ہے اور میں اسی کی قسم کھا کر سچ کہتا ہوں کہ مرزا صاحب کی تصانیف (جن کا حوالہ اس کتاب میں ہے) پیغمبر اسلام، اہل اسلام اور دیگر بزرگان اسلام کی مخالفت سے روپیہ پیدا کرنے اور دنیاوی

ناموری حاصل کرنے کی غرض سے ہیں نہ خدا اور اس کے رسول کی اسلامی اشاعت اور حق وباطل میں فرق بتا کر اصلیت ظاہر کرنے کی غرض سے۔ اب ہر ایک مسلمان جو قرآن اور حدیث کو ماننے والا ہے اپنی اسلامی حفاظت اپنا کام سمجھیں خصوص ایسے وقت میں جبکہ انگریزی گورنمنٹ کے امن پسندی، بے تعصبی ہمارے لئے آسمانی برکتوں کی طرح ہماری حامی اور مددگار ہے۔ اور بس۔

اخیر میں میں یہ بھی ظاہر کئے دیتا ہوں کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اپنی عادت کے مطابق میری ذات خاص کی نسبت اور مؤلف کتاب کی نسبت بقول ان کے ایک پرلے درجہ کے معتقد مرزائی کے موت کی پیشین گوئی کریں گے۔ میں اپنے حافظ حقیقی پر پورا بھروسہ کر کے عام اعلان کرتا ہوں کہ خداوند قادر مطلق اور منتقم حقیقی مرزا صاحب کی ہر ایک قسم کی پیشین گوئی خواہ وہ میری موت کی نسبت ہو یا دیگر کسی قسم کی اس میں انہیں ناکام ثابت کرے گا اور میرے خلوص اور خوش نیتی کی وجہ سے اسلامی فتح اور نمایاں فتح ہو کر حضور قیصرہ ہند دام ملکہا کی عمر اور حکومت میں ترقی و برکت ہوگی۔

صاحب مؤلف کتاب نے بھی اپنا خیال مرزا صاحب کی پیشین گوئی پر اپنی نسبت بخوبی ظاہر کیا ہے جو ناظرین نے پچھلے صفحوں میں ملاحظہ فرمایا ہے اور بس۔

مرزا صاحب کی پیشین گوئی میری نسبت اور مؤلف کتاب کی نسبت جو کچھ ہوگی وہ بھی اس کتاب کے ناظرین کی نذر ہوگی۔

سُبْحَانَکَ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّکَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ

خادم علمائے وفضلائے دین متین

بندہ ناچیز کمترین محمد فضل الدین ملی مالک اخبار وفادار لاہور

۱۴ جمادی الاول ۱۳۱۶ ہجری مقدس